مسئلہ ختم نبوت، حیاتِ مسیح علیہ السلام، تحریکِ ختم نبوت اور
علماء اہلسنت اور ردِ قادیانیت پر علماء اہلسنت اور مختلف سُنی
اہلِ قلم کے تحقیقی مضامین ومقالات کا حسین گلدستہ
انوارِ ختم نبوت
از قلم:
ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ
ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

مسئلہ ختمِ نبوت، حیاتِ مسیح علیہ السلام، تحریکِ ختمِ نبوت اور
علماء اہلسنت اور ردِ قادیانیت پر علماء اہلسنت اور مختلف
سُنی اہلِ قلم کے تحقیقی مضامین و مقالات کا حسین گلدستہ

از قلم:
ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

ناشر
اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور
Ph: 37352022

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

نام کتاب	....	انوارِ ختم نبوت
تالیف	....	ابوذہیب محمد ظفر سیالوی
صفحات	....	254
تعداد	....	600
کمپوزنگ	....	خرم اقبال
اشاعت	....	نومبر 2015ء
ناشر	....	محمد اکبر قادری
قیمت	....	250 روپے

انتساب

آفتابِ ولایت، گنجینۂ معرفت

پیر سیّد مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(پیر صاحب گولڑہ شریف)

کی نذر

ترتیب

❀❀❀

دفاعِ تحفظ ناموسِ مصطفیٰ ﷺ سنت الٰہیہ ہے

مفتی منیب الرحمٰن مہتمم دارالعلوم نعیمیہ، کراچی
﴿چیئرمین مرکزی رؤیت ہلال کمیٹی پاکستان﴾

رحمتہ للعالمین خاتم النبیین سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سراپا امتیاز ہے، آپ کی مبارک ذات اور اسوۂ حسنہ کا ہر زاویہ اور ہر عنوان اپنے اپنے شعبے میں رفعت و عظمت اور کمالات کے انتہائی اعلیٰ درجے کا حامل ہے اور مخلوق میں کسی کی بھی ان عظمتوں تک رسائی نہیں ہے۔ یہی امتیازی جہت آپ کے دونوں اسماء مبارکہ سے بھی عیاں ہے کہ آپ نے فرمایا:

"اذا حمدت ربی فانا احمد و اذا حمدنی ربی فانا محمد"

یعنی جب میں اپنے رب کی حمد کرتا ہوں تو میں "احمد" ہوتا ہوں اور جب میرا رب میری تعریف کرتا ہے، تو میں "محمد" ہوتا ہوں۔"

اسی معنی کو شاعر نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

صفت پوچھو محمد سے خدا کی (جل جلالہ)
خدا سے پوچھئے شانِ محمد (ﷺ)

کسی کا وصف بطریق کمال وہی بیان کر سکتا ہے، جو اس کی رفعتوں اور حقیقتوں سے آگاہ ہو اور ذاتِ مصطفیٰ کے بارے میں یہ مقام خالق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں یہ مقام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے، غالب نے کہا تھا۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دانِ محمد است

یہاں جس پہلو کی طرف میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے کہ عام دستور اور شعار یہ ہے کہ جس پر الزام لگایا جائے یا طعن کیا جائے، وہ خود اپنی صفائی پیش کرتا ہے، لیکن مقامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم یہ ہے کہ طعن دشمنانِ نبی کی طرف سے آتا ہے اور جواب اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے، اس کی چند مثالیں یہ ہیں:

(۱)......عاص بن وائل سہمی اور دیگر کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ''ابتر'' کہا تھا، یعنی جس کا ذکر اس کے بعد نہ چلے، اس کا سبب کفار یہ زعم تھا کہ جب سیّدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے وصال فرمالیں گے، تو آپ کا ذکر منقطع ہو جائے گا، کیونکہ آپ کی نسل منقطع ہو جائے گی اور آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہیں ہے اور ان لوگوں کا خیال تھا کہ جس کی صلبی نسل چلتی رہے اس کا ذکر باقی رہتا ہے، ورنہ وقت گزرنے کے ساتھ نام مٹ جاتا ہے، اللہ عزوجل نے ان طعن کرنے والوں کو جواب دیا: اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝ (اے حبیب! آپ کا ذکر تو ہمیشہ شان وشوکت سے جاری رہے گا، ہاں) جس کا ذکر منقطع ہو جائے گا، وہ آپ کا دشمن ہے، (کوثر:۳) اور فرمایا: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۝ ''ہم نے آپ کی خاطر آپ کا ذکر بلند کردیا، (انشراح:۴)''۔ بقول امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز:

مٹ گئے، مٹ جاتے ہیں، مٹ جائیں گے اعداء تیرے

نہ مٹا ہے، نہ مٹے گا، کبھی چرچا تیرا

(۲ تا ۶) کافروں نے آپ پر طعن کیا کہ جو کچھ آپ بیان کر رہے ہیں یہ ''اضغاث احلام'' ہیں یعنی ''خوابِ پریشاں''، اس سے ان کی مراد بے ترتیب، بے ربط اور خلط ملط باتیں، اسی طرح انہوں نے پیغامِ مصطفیٰ شاعرانہ تخیل (Imagination) قرار دیا یا کبھی وہ کلامِ رسالت کی اثر آفرینی

(Effectiveness) کو جادوگری سے تعبیر کرتے اور آپ پر ''ساحر'' ہونے کا طعن کرتے تاکہ لوگ آپ سے دور رہیں۔ اور آپ کے حلقہ اثر میں نہ آئیں اور کبھی آپ کو ''کاہن'' (Soothsayer) کہتے اور کبھی یہ کہتے کہ معاذ اللہ یہ شیطان کا القا کیا ہوا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کے ان طعنوں کا ازالہ خود اپنے کلام میں فرمایا: ارشاد ہوا:

(الف) بَلْ قَالُوْٓا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍۭ بَلِ افْتَرٰهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ ۚ فَلْيَاْتِنَا بِاٰيَةٍ كَمَآ اُرْسِلَ الْاَوَّلُوْنَ ○

''کافروں نے کہا یہ (قرآن) پریشاں خوابوں کا بیان ہے بلکہ اس کو انہوں نے خود گھڑ لیا ہے بلکہ یہ تو شاعر ہیں، ان کو کوئی نشانی لانی چاہئے، جیسے پہلے رسول لائے تھے۔ (الانبیاء:۵)''

(ب) وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ○

''اور ہم نے اس نبی کو شعر کہنا نہیں سکھایا اور نہ یہ اس کے شایانِ شان ہے، یہ کتاب تو صرف نصیحت اور واضح قرآن ہے''۔ (یٰسین:۶۹)

(ج) اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ○ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ○ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○

''بے شک یہ قرآن ضرور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور یہ کسی شاعر کا قول نہیں ہے، تم بہت کم ایمان لاتے ہو اور نہ ہی کسی کاہن کا قول ہے، تم بہت کم سمجھتے ہو، یہ رب العالمین کی طرف سے نازل کیا ہوا ہے''۔

(الحاقہ:۴۳۔۴۰)

(د) وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَيْطٰنٍ رَّجِيْمٍ ○ فَاَيْنَ تَذْهَبُوْنَ ○ اِنْ هُوَ اِلَّا

ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ٥

''اور یہ شیطان مردود کا قول نہیں ہے، پھر کدھر (بھٹکے) جا رہے ہو، یہ تو تمام جہان والوں کے لئے نصیحت، تم میں سے ہر اس شخص کے لئے جو راست روی کا خواہاں ہو۔ (التکویر:۲۹۔۲۵)''

(۷) اسی طرح کفار کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ! مجنون (Insane. Mad) کہتے:

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ٥ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ٥ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ٥ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ٥ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ٥ بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ٥

''ن، قلم کی قسم اور اس کی جو (فرشتے) لکھتے ہیں، (اے رسولِ مکرم!) آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں اور بے شک آپ کے لئے لامحدود اجر ہے اور بے شک آپ اخلاق کے عظیم مرتبے پر فائز ہیں، پس عنقریب آپ دیکھ لیں اور وہ بھی دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کس کو جنون لاحق تھا''۔

(القلم:۶۔۱)

(۸) کفار کا ایک اعتراض یہ تھا کہ دوسری الہامی کتابوں کی طرح قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے بیک وقت نازل کیوں نہ فرمایا؟ اللہ عزوجل نے اس اعتراض کا جواب ان کلمات میں بیان فرمایا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْاٰنُ جُمْلَةً وَّاحِدَةً ۚ كَذٰلِكَ ۚ لِنُثَبِّتَ بِهٖ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا ٥

''اور کافروں نے کہا: یہ پورا قرآن ان پر بیک وقت نازل کیوں نہیں کیا گیا؟ ہم نے یونہی بتدریج اسے نازل کیا ہے، تاکہ اس سے آپ کے دل کو مضبوط کریں اور ہم نے اسے وقفے وقفے سے تلاوت فرمایا

ہے۔'' (الفرقان:۳۲)

یعنی بتدریج قرآن کے نزول کی حکمت یہ ہے کہ ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی ذات سے نامہ و پیام کا سلسلہ جاری رہے اور آپ کے دل کو قرار و ثبات حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کے نورانی کلام کی تجلیات اور اسرار آپ کے قلب میں ثبت ہوتی رہیں۔

(۹) اسی طرح کی صورتِ حال یوں پیدا ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے کچھ وقفے کے لئے نزول وحی کا سلسلہ موقوف فرما دیا، اس سے جاہل اور معاند مشرکین نے یہ سمجھا کہ آپ کے رب نے آپ کو چھوڑ دیا ہے، یعنی نزولِ وحی کے موقوف ہونے کا سلسلہ (العیاذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی طرف سے ناراضی کا سبب ہے، تو اللہ تعالیٰ نے نہایت وقار کے ساتھ ان کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

وَالضُّحٰی ○ وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی ○ مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَ مَا قَلٰی ○ وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی ○ وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ○

''چاشت کے وقت کی قسم اور رات کی قسم جب وہ چھا جائے، (اے حبیب!) آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ آپ سے ناراض ہوا ہے اور آپ کی ہر بعد والی ساعت پہلی ساعت سے بہتر ہے اور عنقریب آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔''

(الضحیٰ:۱۔۵)

(۱۰) سابق انبیاء کرام کی شریعتوں میں مالِ غنیمت اور صدقات کے مال سے بندوں کو استفادے کی اجازت نہ تھی، بلکہ اس مال کو کھلے میدان میں رکھ دیا جاتا اور اگر وہ صدقہ اللہ کی بارگاہِ میں مقبول ہے تو آسمان سے آگ آتی اور اسے جلا ڈالتی اور اگر وہ صدقہ اللہ کی بارگاہ میں قبولیت کے مرتبے کو نہ پا سکا تو آسمانی آگ آکر اسے نہ جلاتی۔

اس سے ایک تو صدقے کی قبولیت یا عدم قبولیت کا پتا چل جاتا اور نتیجہ لوگوں کے سامنے آجاتا اور رسوائی بھی برسر عام ہوتی۔ قرآن نے آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کی قربانی پیش کئے جانے اور ایک کی رد ہونے اور دوسرے کی قبول ہونے کا ذکر سورۂ مائدہ کی آیات ۲۷ تا ۳۱ میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے اور یہ بھی کہ قربانی رد ہونے پر طیش میں آکر ایک بیٹے (قابیل) نے دوسرے بیٹے (ہابیل) کو قتل کر دیا۔ چنانچہ اسی بناء پر کفار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا کہ آپ بھی ایسی قربانی پیش کریں، اللہ تعالیٰ نے ان کے اس اعتراض کا ذکر کیا اور ان کو مسکت جواب دیا۔ فرمایا:

قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝

’’جن لوگوں نے کہا: اللہ نے ہم سے یہ عہد لیا ہے کہ ہم اس وقت تک کسی رسول پر ایمان نہ لائیں یہاں تک کہ وہ ہمارے سامنے ایسی قربانی پیش کرے جس کو آگ کھا جائے، (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے کہ مجھ سے پہلے تمہارے پاس کئی رسول بہت سی واضح نشانیاں لے کر آئے اور یہ نشانی بھی جس کا تم نے مطالبہ کیا ہے، تو تم نے انہیں کیوں قتل کیا؟ اگر (طلب حجت میں) تم سچے ہو۔‘‘ (آلِ عمران: ۱۸۳)

(۱۱) اسی طرح منافقین اور یہود نے تحویل قبلہ کے وقت اعتراض کیا کہ کبھی ان کا رخ بیت المقدس کی جانب ہے اور کبھی بیت اللہ کی جانب، ان کی بات کا کیا اعتبار؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعتراض کو ان کلمات میں بیان فرمایا:

سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝

''عنقریب بے وقوف لوگ کہیں گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے اس قبلے سے کس نے پھیر دیا، جس پر وہ تھے، آپ کہہ دیجئے مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں، وہ جس کو چاہتا ہے، صراطِ مستقیم پر چلاتا ہے۔''

(البقرہ:۱۴۲)

بجائے اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اعتراض کا خود جواب دیتے، سترہ ماہ تین دن تک بیت المقدس کی جانب نماز پڑھے جانے اور پھر تبدیلی قبلہ کا حکم آنے کا سبب بیان فرماتے، اللہ تعالیٰ نے خود اس کی حکمت بیان فرمادی، ارشاد فرمایا:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ یَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبُ عَلٰی عَقِبَیْهِ ط وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلَی الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ ط

''(اور اے رسول!) جس قبلے پر آپ پہلے تھے، ہم نے اس کو (کچھ عرصے کے لئے) قبلہ اسی لئے مقرر کیا تھا تا کہ ہم ظاہر کر دیں کہ کون (غیر مشروط طور پر) رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور سوائے ان کے جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے۔'' (البقرہ:۱۴۳)

یعنی عارضی طور پر بیت المقدس کو قبلہ بنانے اور پھر تحویل قبلہ کے ذریعے حتمی اور قطعی طور پر بیت اللہ کو قبلہ قرار دینے میں منافقوں کو مومنین مخلصین سے ممتاز کرنا مقصود تھا کہ منافق اعتراض کریں گے کہ جو آئے روز قبلہ تبدیل کرے، اس کی بات کا کیا اعتبار ہے، مگر مومن کامل غیر مشروط طور پر سراپا تسلیم و رضا بن جائے گا اور اطاعت مصطفیٰ کرے گا، کیونکہ مومن کی نظر میں جدھر رخِ مصطفیٰ ہو، وہی قبلہ عبادت ہے، بقول شاعر

ہزار قبلے ہزار کعبے انہی کے نقش پا کے صدقے
وہ جس طرف سے گزر گئے ہیں، اسی کو کعبہ بنا کے چھوڑا

(۱۲) جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرمایا:

''اور اپنے اہل قرابت کو (اللہ کے عذاب سے) ڈرایئے۔'' (الشعراء:۲۱۴)

اس حکم ربانی کی تعمیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوہِ صفا پر چڑھے اور آپ نے بلند آواز سے فرمایا: یا صباحاہ (عرب میں جب کسی ہنگامی خطرے سے لوگوں کو آگاہ کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ نعرہ لگایا جاتا) مکہ کے سب لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کے دشمن کا ایک بڑا لشکر اس پہاڑ کے پیچھے کھڑا ہے، تو کیا تم سب میری تصدیق کرو گے؟ سب نے کہا: ہم نے آپ سے کبھی جھوٹ نہیں سنا، اس لئے ہم آپ کی تصدیق کریں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو میں تم کو اس بات سے ڈرا رہا ہوں کہ تمہارے سامنے بہت سخت عذاب ہے۔ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہُ کہو، ہمیشہ کے لئے فلاح پاؤ گے، تو ابولہب نے کہا (معاذ اللہ!) تمہارے لئے ہلاکت ہو کیا تم نے ہم کو صرف اس لئے جمع کیا تھا؟ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بہت دل شکنی کی بات تھی، لیکن بجائے اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابولہب کو اس کے اس دل شکن طمع کا جواب دیتے اللہ عزوجل نے خود ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع فرمایا اور سورۂ ''لہب'' نازل فرمائی اور عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ واحد کافر ہے کہ قرآن مجید میں نام لے کر اس کی شدید مذمت فرمائی گئی اور اس کی عاقبت کے احوال کو بیان فرمایا گیا، ارشاد ہوا:

ترجمہ: ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں اور وہ ہلاک ہو جائے، اس کے مال اور اس کی کمائی نے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا، اسے عنقریب سخت شعلوں والی آگ میں جھونک دیا جائے گا اور اس کی بیوی (بھی) لکڑیوں کا گھٹا اٹھائے ہوئے، اس کی گردن میں کھجور کی چھال کی بٹی ہوئی رسی ہو گی۔'' (لہب:۵۔۱)

(۱۳) کبھی ایسا بھی ہوا کہ اللہ عزوجل نے خود دشمنوں کی زبانی اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اقرار واعتراف کرایا، چنانچہ جب ابوسفیان قیصر کے دربار

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف انہیں برانگیختہ کرنے کے لئے گیا تو، سوال و جواب کا ایک مرحلہ آیا:

قیصر: مدعی نبوت کا خاندان کیا ہے؟ ابوسفیان: شریف و معزز ہے۔ قیصر: اس خاندان میں کبھی کسی اور نے نبوت کا دعویٰ کیا؟ ابوسفیان: نہیں۔ قیصر: اس خاندان میں کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ ابوسفیان: نہیں۔ قیصر: ان کے پیروکار کیسے لوگ ہیں، معاشرے کے کمزور طبقات یا خوشحال اور مرفہ الحال لوگ۔ ابوسفیان: کمزور لوگ ہیں۔ قیصر: ان کے پیروکار بڑھ رہے ہیں یا ان میں کمی ہو رہی ہے؟ ابوسفیان: ان کے پیروکاروں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ قیصر: کبھی انہوں نے جھوٹ بھی بولا ہے؟ ابوسفیان: نہیں۔ قیصر: کبھی انہوں نے وعدہ خلافی بھی کی ہے؟ ابوسفیان: ابھی تک تو نہیں۔ ابوسفیان: قیصر تم لوگوں نے ان سے کبھی جنگ کی ہے؟ ابوسفیان ہاں۔ قیصر: جنگ کا نتیجہ کیا رہا۔ ابوسفیان: کبھی ہم غالب آئے اور کبھی وہ۔ قیصر: وہ کیا تعلیم دیتے ہیں؟ ابوسفیان: وہ کہتے ہیں ایک خدا کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز پڑھو، پاک دامنی اختیار کرو، سچ بولو، صلہ رحمی کرو۔

اس مذاکرے کے بعد قیصر نے مترجم کے ذریعے کہا: تم نے اسے شریف النسب بتایا اور پیغمبر ہمیشہ اعلیٰ خاندان سے ہوتے ہیں، تم نے بتایا کہ اس کے خاندان میں کبھی کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی بادشاہ گزرا ہے، اگر ایسا ہوتا تو میں یہ گمان کرتا کہ یہ خاندانی اثر کا نتیجہ ہے۔ تم نے بتایا کہ اس کے پیروکار کمزور لوگ ہیں اور تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ ابتدا میں کمزور طبقات نے انبیاء کی پیروی کی ہے۔ تم نے بتایا کہ اس کا مشن روز بروز ترقی کر رہا ہے، انبیاء کے حالات ایسے ہی رہے ہیں۔ تم نے بتایا کہ اس نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، وعدہ خلافی نہیں کی اور نبی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ نہ فریب کھاتے ہیں اور نہ فریب دیتے ہیں۔ تم نے بتایا کہ وہ نماز، تقویٰ اور عفت کی تعلیم دیتا ہے، اگر یہ سچ ہے تو لگتا ہے کہ میری سرزمین تک اس کا قبضہ ہو جائے گا، مجھے اندازہ تھا

کہ ایک پیغمبر آنے والا ہے، لیکن یہ خیال نہیں تھا کہ عرب میں پیدا ہوگا۔ میں اگر وہاں جا سکتا تو خود اس کے پاؤں دھوتا۔ اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کی زبانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وفا شعاری اور پاکیزگی کردار کا دشمنوں سے اعتراف کرایا اور ابوسفیان جو قیصر کو آپ کے خلاف برانگیختہ کرنے گیا تھا، اس کی زبانی شہادت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اس کی بازی الٹ دی۔

تحقیق مسئلہ ختم نبوت

حافظ محمد نواز بشیر جلالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ختم نبوت اُمت اسلامیہ کا ایک ایسا اجتماعی عقیدہ ہے جس پر آج تک مسلمانوں میں کبھی اختلاف نہیں ہوا۔ بلکہ اختلاف کرنے والے پودے کو جڑ سے اکھاڑ دیا کیونکہ بعداز توحید یہی تو ایک عقید ہے۔ جس پر پوری ملت اسلامیہ کی عمارت قائم ہے۔ اگر یہ عقیدہ متزلزل ہو جائے تو باقی تمام عقائد اور اصول ہائے دین کی اصلیت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ عقیدہ توحید کی صحت وحقانیت کا ارومدار بھی عقیدت نبوت پر ہی ہے۔ اہل اسلام جو عقیدہ توحید کے بارے میں ایک خاص اور خالص نظریہ رکھتے ہیں۔ وہ حضور نبی اکرم شفیع اعظم نور مجسم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی متعین کردہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی لاریب کتاب قرآن مجید کی عظمتیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی صداقت وامانت سے ثابت ہیں۔ اسی طرح تمام عقائد اسلام اور اصول ہائے دین کی وہ تشریح، توجیح منظور مقبول اور مشروع ہے جو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اس کے علاوہ کفر و جہالت ہے۔ چنانچہ کسی نبئے کے بارے میں تصور کرنا گویا اسلام کی عظیم الشان عمارت کو گرانے کا منصوبہ بنانا ہے جس کی چودہ سو سال میں کبھی اجازت نہیں دی گئی۔

تاریخ عرب کے جاننے والے اس بات پر متفق ہیں کہ سید الانبیاء خاتم النبیین صلی

اللہ علیہ وسلم سے پہلے پورے عرب معاشرہ میں صدیوں تک حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد درمیان کے وسیع عہد میں کہیں یہ ارشاد بھی نہیں ملتا کہ کسی شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہو۔ کہانت ہوئی علم نجوم اور ستارہ شناسی کے ذریعے پیشن گوئی اور الہامات کے رنگ رچا کر ہوشیار اور مکار لوگ اپنا مطلب تو نکالتے رہے۔ مگر نبوت کا دعویٰ کرنے کی جرأت اس لیے نہ کرسکے کہ یہ کام آسان نہ تھا۔ وہ جانتے تھے کہ یہاں چتا میں کودنا پڑتا ہے، سولی پر لٹکنا پڑتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات سے پہلے کے مطابق آرے کے نیچے دولخت ہونا پڑتا ہے مگر جب نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا اور قدوم میمنت لزوم ہزار مشکلات ومہمات کو عبور کرتے ہوئے زینت عرش الٰہی ہوگئے اور یثرب کی خاک مس ہوتے ہی مدینہ طیبہ اور مدینہ منورہ بلکہ روضۃ من ریاض الجنۃ ہوگئی۔ قبائل کے قبائل ہزاروں کی تعداد میں قطار در قطار اپنی گردنوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا پٹہ ڈالنے کے لیے درِ حبیب کی طرف رواں دواں ہونے لگے۔ اس وقت بعض طالع آزماؤں کے منہ میں لالچ کا ناپاک پانی ٹپکنے لگا اور بعد میں صدیوں تک گاہے بگاہے حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔ جس کا قلع قمع بھی ساتھ ساتھ ہوتا رہا۔ اس ناپاک سلسلہ کی آخری ناپاک کڑی مرزائیت ہے۔ جو اپنے آپ کو احمدی بھی کہلواتے ہیں۔ چونکہ اسلامی خلافت ایسے ہی ناپاک اور غدار ملت فروشوں کی سازشوں کے سبب ناپید ہوچکی تھی۔ اس لیے اس آخری فتنے کے خلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی طرح مقدس جہاد تو نہ ہوسکا لیکن قلمی اور کلامی جہاد میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی۔

قیام پاکستان سے پہلے مرزائیت کا ناپاک ناسور اپنے انگریز آقاؤں کی حفاظت اور قیام پاکستان کے بعد انگریز کی پروردہ پاکستانی حکمرانوں کی گود میں مسلمان معاشرے میں زن، زرّ اور زمین کے بل بوتے پر افسر شاہی میں نوکریوں کے لالچ کے ذریعے پھیلتا گیا۔

اہل اسلام اپنے مشائخ اور علماء کرام کی قیادت میں اپنی نفرتوں اور احتجاج کا اظہار

کرتے رہے۔۱۹۷۳ء مرزائیت کے نکتہ عروج کا سال تھا۔ ایک حقیر غیر مسلم اقلیت نے پورے پاکستان کے مسلمانوں کو اپنا غلام بنانا چاہا۔ مگر غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور ہر ایک مسلمان اپنے نبی کی نبوت کا محافظ بن کر کہتا تھا:

غلامانِ محمد جان دینے سے نہیں ڈرتے
سر کٹ جائے یا رہ جائے کچھ پرواہ نہیں کرتے

اسی مشن کو لے کر قائد ملت اسلامیہ نائب مجدد الف ثانی حق وصداقت کی نشانی امام الشاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کا پرچم لیے نیشنل ہاتھ میں ''وَلٰـكِـنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَـاتَـمَ النَّبِيّٖنَ '' کا پرچم لیے نیشنل اسمبلی کے فلور پر محافظ ختم نبوت بن کر اسمبلی کے ہر ممبر کے دروازے پر تحفظ ختم نبوت کے لیے چل کر گئے اور ہر ایک سے عقیدہ ختم نبوت پر دستخط لیے اور پھر وزیر اعظم اسلامی جمہوریہ پاکستان ذوالفقار علی بھٹو سے کہا کہ اگر تیری وزارت اعظمیٰ کے مقابلے میں کوئی دوسرا شخص کھڑا ہو کر کہے کہ میں بھی اس ملک کا وزیر اعظم ہوں تو کیا وہ سچا ہوگا یا جھوٹا؟ تو ایسے ہی وہ شخص بھی جھوٹا ہوگا جو یہ کہے کہ میں بھی نبی ہوں جب کہ قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ موجود ہے:

''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ''۔

قائد ملت اسلامیہ امام الشاہ احمد نورانی صدیقی، عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر اور مولانا مفتی علی نعمانی جیسے اکابرین اہل سنت کی کوششوں سے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کے تاریخ ساز دن مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دلوایا گیا۔ تب یہ وہاں سے فرار ہو کر اپنے انگریز آقا کی گود میں پناہ گزیں ہوئے اور یہاں انگریزوں نے اپنے خود کاشتہ پودے کو ''سرے'' میں وسیع علاقہ دے دیا۔ جہاں سے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف پوری دنیا میں سازشوں کا جال بچھانے لگے۔ اور اب تک یہ غدارانِ ملک وملت اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشیں کر رہے ہیں اور یہودیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی جڑیں کھوکھلی کر رہے ہیں۔

بلکہ اب تو انہوں نے اپنا ہیڈکوارٹر بھی اسرائیل میں بنالیا ہے۔ اسرائیلی حکومت نے انہیں اسرائیل میں وسیع اراضی دی ہے جہاں پر یہ پاکستان ودیگر ممالک کے سادہ لوح مسلمانوں کومکروفریب سے لے جا کر ان کی اسلام کے خلاف برین واشنگ کرتے ہیں۔

جھوٹے مدعیان نبوت...... ماضی کے سینے پر

تاریخ کے گریباں میں جھانک کر دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے تاریخ اسلام میں کئی جھوٹے مدعی نبوت پیدا ہوئے۔ جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔

خاتم الانبیاء حضور پرنور، شافع یوم النشور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی احادیث میں اس فتنہ کی نشاندہی فرمائی بلکہ بعض احادیث میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاقوں کے نام لے لے کر بتایا کہ یہاں سے کذاب ہوں گے۔

آیئے! اب تاریخ کے ان انمنٹ نقوش کا طائرانہ نظر سے جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ماضی میں کس کس نے اور کیسے کیسے اسلام کی عظیم الشان عمارت پر ڈاکہ ڈالا اور جھوٹا نبی بن کر دعویٰ نبوت کیا اور پھر انجام کیا ہوا۔

تاریخ کے گریبان میں اگر جھانک کر دیکھیں تو ماضی کے سینے پر انمنٹ نقوش نظر آتے ہیں جن کو کئی عہدوں میں منقسم کیا جاسکتا ہے اور ہم تاریخ اسلام کو عہدوں میں تقسیم کرکر کے جائزہ لیتے ہیں۔

عہد اوّل

حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

''ایک دفعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا آپ کے دونوں ہاتھوں میں دوسونے کے کنگن ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے اور حکم آیا کہ آپ ان

پر دم کریں، آپ نے ان پر دم فرمایا دونوں غائب ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خواب کی تعبیر پھر یہ کی کہ دو کذاب ہوں گے۔ ایک یمامہ کا اور دوسرا صنعا کا"۔

یمامہ سے مسیلمہ کذاب نے جھوٹا دعویٰ نبوت صنعاء سے اسود عنسی نے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کیا۔ دونوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیات ظاہرہ میں ہی دعویٰ کیا۔ ان کے علاوہ طلیحہ اسدی اور ایک عورت (جس کا نام سجاح بنت الحارث تھا) نے بھی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ لیکن ان سب میں مسیلمہ زیادہ مشہور ہوا جسے تاریخ اسلام میں مسیلمہ کذاب کہا جاتا ہے۔

ان سب کے احوال مختصر درج ذیل ہیں کہ تاریخ اسلام اور دین اسلام سے دلچسپی رکھنے والا طالب علم ماضی کے سینے سے کان لگا کر سنے تو اُسے معلوم ہو سکے کہ کس طرح نفس پرست، لالچی اور مکار لوگ سیدھے سادھے لوگوں کو اپنی حرص وہوا کے پھندے میں پھنسانے کے لیے "نبوت ورسالت" جیسی مقدس پاکیزہ اور عالیشان عمارت میں نقب زنی کرتے رہے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ سمجھ دے تو ان مکاروں اور انجاہل اندھے پیر کاروں کے جال میں پھنسنے سے محفوظ رہ سکیں۔

مسیلمہ کذاب:

اس کا صحیح نام مسیلمہ بن ثمالہ تھا۔ دس ہجری میں یعنی حجۃ الوداع سے قبل (اور بعض نے نو ہجری لکھا ہے) جب نجد سے بنو حنفیہ کا ایک وفد حضور اکرم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو مسیلمہ بھی اس وفد میں شامل تھا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس وفد کو رملہ بنت الحارث کے مکان پر ٹھہرایا گیا۔ وفد میں شریک سب لوگ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور اسلام کی عظیم دولت سے مالا مال ہوئے مگر یہ بدبخت اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا اور شرط یہ لگائی کہ اگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد مجھے خلیفہ بنائیں تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے، اس پر کھڑے ہوئے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں کھجور کی ایک شاخ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو مجھ سے اس شاخ کا بھی مطالبہ کرے تو میں تجھے نہ دوں سوائے اس کے جو مسلمانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور فرمایا اگر تو میرے بعد زندہ رہا تو حق سبحانہ تعالیٰ تجھے ہلاک فرمائے گا۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ یہ ملعون اس وقت مسلمان ہو گیا تھا مگر جب یہ اپنے علاقے نجد میں واپس گیا تو مرتد ہو گیا اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا اور شراب اور زنا کو حلال کیا اور نماز کی فرضیت کو ساقط کر دیا اس کی ان خبیث اور شیطانی حرکتوں کی وجہ سے جاہل اور بدطینت لوگوں کی خاصی تعداد نے اس کی اطاعت اور بیعت قبول کر لی۔

اس طرح وہ ایک بدکردار گروہ کا خود ساختہ نبی بن بیٹھا۔ یہ بدبخت ملعون انتہائی مکار اور حیلے بہانے کرنے والا انسان تھا۔ اس نے ایک خط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ارسال کرنے کی بھی جسارت کی، خط میں لکھا تھا:

"من مسیلمة رسول الله الی محمد رسول الله ۔ اما بعد فان الارض لنانصف ولقریش نصف ولکن قریشا یعتدون" ۔

"(نقل کفر کفر نہ باشد) مسیلمہ اللہ کے رسول کی طرف سے محمد اللہ کے رسول کی طرف، آدھی زمین ہماری ہے اور آدھی قریش کی لیکن قریش زیادتی کرتے ہیں"۔

نبی اکرم، شفیع معظم، نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا:۔

"من محمد رسول الله (صلی الله علیه وسلم) الٰی مسیلمة کذاب ۔ اما بعدفان الارض لله یورثها من یشاء والعاقبة للمتقین" ۔

"محمد اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے مسیلمہ کذاب (جھوٹے) کی

طرف، جان لے کہ یہ زمین اللہ کی ہے، وہ جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور عاقبت متقی لوگوں کے لیے ہے۔"

مسیلمہ کذاب کے خط سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ (موجودہ دور کے مرزائیوں کی طرح وہ بھی) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا قرار کرتا تھا بلکہ علامہ محبّ الدین طبری نے "تاریخ طبری" میں لکھا ہے:

"وہ بالکل ہماری طرح اذان کہلواتا تھا اور اذان میں یہ شہادت دیتا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اس کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ تھا اور اس کی جماعت کے لیے اقامت جحیر بن عمیر کہتا تھا۔ جحیر بن عمیر شہادت پر پہنچتا تو وہ بلند آواز سے کہتا "صرح جحیر" جحیر نے صاف بات کی اور پھر اس کی تصدیق بھی کرتا تھا"۔

("تاریخ طبری"، جلد نمبر ۳، صفحہ: ۴۴۲)

اتنی صاف بات کرنے اور خود ہی اس کی تصدیق کرنے کے بعد پھر بھی مسیلمہ کذاب اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرتا تھا جسے خاتم النبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسترد فرمایا اور اسے "رسول" کی بجائے "کذاب" قرار دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان عالی شان سے واضح ہو گیا اگر بعد میں کوئی (چاہے غلام احمد قادیانی ہو یا کوئی اور) اس طرح کا دعویٰ کرے گا تو وہ نبی یا مصلح نہیں بلکہ کذاب کہلائے گا۔ اور اپنے پیرکاروں سمیت دائرہ اسلام سے خارج ہو گا۔ اگرچہ وہ کلمہ، نماز، روزہ وغیرہ پر ایمان رکھتا ہو پھر بھی اسے کافر ہی کہا جائے گا۔

مسیلمہ کا انجام:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد تو مسیلمہ کذاب کا کاروبار عروج پر پہنچ گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ایک لاکھ سے زائد جاہلوں کا انبوہ کثیر اس کے اردگرد جمع ہو گیا۔ نجد میں پروپیگنڈا کیا جاتا کہ بنو حنیفہ کا جھوٹا نبی بھی ہمیں بنو ہاشم کے سچے نبی سے زیادہ عزیز ہے۔ لیکن اس جہالت اور بے شرمی پر کسی کو احساس ندامت نہ ہوتا۔

آخر غیرت خداوندی حرکت میں آئی اور نائب رسول، محافظ ختم نبوت، اداشناس مصطفیٰ، خلیفۂ بلافصل، امیر المؤمنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام کے مشورے سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو سالار قافلہ بنا کر چوبیس ہزار عشاقانِ رسول کا مقدس لشکر روانہ کیا۔ تاریخ اسلام کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ علمائے کرام فرماتے ہیں کہ یہی ختم نبوت ہی سب سے پہلا مسئلہ تھا جس پر صحابہ کرام نے اجماع فرمایا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ایک مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کے خلاف جہاد پر اتفاق کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے یمامہ (موجودہ ریاض) کے مقام پر اس پر حملہ کیا اور اس وقت اس کے ساتھ چالیس ہزار زبردست جنگی لشکر تھا۔ دشمن کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں تقریباً دوگنی تھی۔ مؤرخین کے علاوہ محدثین نے بھی اس پر اتفاق کیا ہے کہ اس تحفظ ناموس رسالت اور تحفظ ختم نبوت کی جنگ میں لشکر اسلام کا شعار ''یا محمدا'' تھا۔ اس پاک نام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عظیم عطا فرمائی اور مسیلمہ جہنم رسید ہوا اور فتنہ رفع دفع ہوگیا مگر اس عظیم جہاد میں بارہ اجل صحابہ کرام اور تابعین نے ناموس رسالت پر اپنی جانیں قربان کردیں اور اٹھائیس ہزار منکرین ختم نبوت کو جہنم رسید کیا۔ کچھ کافر فرار اختیار کر کے متصل جزیروں میں روپوش ہوگئے اور جو مرد و عورتیں گرفتار ہوئیں انہیں غلام ولونڈی بنا کر اوران کے جملہ سامان اسباب کو مال غنیمت کے طور پر مدینہ منورہ میں لا کر صحابہ اکرم میں تقسیم کیا گیا۔ انہی کنیزوں میں سے ایک حنیفہ نامی کنیز حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے حصہ میں آئی جس سے آپ کے ایک صاحبزادے نے حضرت محمد بن حنیفہ پیدا ہوئے۔

اسود عنسی:

اس کا اصل نام عیلہ تھا۔ عنس بن قدحج سے منسوب ہونے کی وجہ سے عنسی

کہلواتا تھا۔ بنیادی طور پر وہ ایک کاہن تھا اور اپنی عجیب وغریب باتیں ظاہر ہوتی تھیں وہ چرب زبان بھی تھا اور اپنی چرب زبانی سے لوگوں کے دلوں کو اپنا گرویدہ بنالیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے ہمزاد دو شیطان تھے جس طرح عام طور پر کاہنوں کے ساتھ ہوتے ہیں اور ان کو دنیا بھر کی خبریں لاکر دیتے ہیں۔

اپنی انہی خرافات کی بدولت اس نے بھی اپنے گرد ضعیف الاعتقاد لوگوں کا انبوہ کثیر جمع کرلیا تھا، جب ان کے دل و دماغ کو اچھی طرح سے مبہوت کرلیا تو نبوت کا دعویٰ کردیا اور کہنے لگا کہ اصل محمد پر وحی آتی ہے جو فرشتہ وحی لے کر مجھ پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہوتا ہے۔ اس بناء پر اسے "ذوالحمار" یعنی گدھے والا بھی کہا جاتا ہے۔

اس کے اعلان کرتے ہی وہ ہزار لوگ جو پہلے اس کی تقریروں اور پیشینگوئیوں سے متاثر تھے، بلاچون وچرا اس پر ایمان لے آئے۔ اس طرح اس نے ایک مضبوط لشکر تیار کیا۔ یمن کے دارالخلافہ صنعا پر حملہ آور ہوا۔ صنعا پر اس وقت اصحمہ نجاشی بادشاہ حبشہ کے گورنر باذان کے بیٹے شہر بن باذان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حاکم تھے۔ انہوں نے مقابلہ کیا مگر شہید ہوگئے اور اس ملعون نے صنعا پر قبضہ کرلیا اور ساتھ ہی شہر بن باذان کی بیوہ مرزبانہ کو زبردستی اپنے عقد میں لے لیا۔ موہ بنی میک رضی اللہ عنہ عامل صنعا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں خط لکھ کر تمام حالات سے آگاہ کیا۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل کو جو یمن کے بعض علاقوں کے حکمران تھے اور ان علاقوں میں موجود تھے۔ حکم دیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اس ملعون کے شر و فساد کا استیصال کریں۔ ان حضرات نے مرزبانہ سے رابطہ کرکے اسود عنسی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ مقررہ رات کو مرزبانہ نے اسود ملعون کو بہت زیادہ خالص شراب پلائی۔ یہاں تک کہ وہ مکمل مدہوش ہوکر سوگیا۔ وہ اپنے دروازے پر ایک ہزار ہوشیار پہرے دار رکھتا تھا لیکن فیروز دیلمی نے جو مرزبانہ کا چچازاد تھا اور نجاشی کا بھانجا تھا، اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دیوار میں نقب لگائی اور مکان میں داخل ہوکر اس ملعون کا سرتن سے جدا کردیا۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ اس وقت اس کے منہ سے ایسی خوفناک ڈکرانے کی آواز نکلی جیسے ذبح کے دوران بڑی شدید آواز گائے کے منہ سے نکلتی ہے۔ جو دور تک گئی اور پہرے دار دوڑتے ہوئے اندر آئے لیکن مرزبانہ نے باہر نکل کر ان کو روک دیا اور کہا کہ خاموش رہو، تمہارے نبی پر وحی اتر رہی ہے اور وہ خاموش چلے گئے۔

جب صبح ہوئی تو مؤذن کو صحیح صورتحال سے آگاہ کیا گیا تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور فجر کی اذان میں "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ" کہا اور اس کے بعد "واشهدان عَيْلَة كذاب" خود بڑھا کر کہا تو پورے شہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اسود کے پیروکاروں کو چن چن کر قتل کرنے لگے۔ ادھر لشکر اسلام ان دو مقتدر اصحاب کی قیادت میں شہر میں داخل ہو گیا اور اسود کے بہت سے پیروکار قتل ہوئے اور بہت سے تائب ہو کر مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

فوری طور پر یہ خوشخبری مدینہ منورہ روانہ کی گئی مگر اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما چکے تھے لیکن رحلت فرمانے سے ایک رات پہلے ارشاد فرمایا تھا کہ آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے اس کو قتل کیا ہے اس کا نام فیروز ہے اور فرمایا:

"فاذ فیروز"

یوں اس ملعون کی ناپاک تحریک اپنے منطقی انجام تک پہنچی۔

طلیحہ بن خویلد:

یہ قبیلہ بنی اسد سے تھا اس لیے اسے طلیحہ اسدی بھی کہتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد اس نے خروج کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں مفاد پرست اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اس کی لغویات اور ہذیانات بہت سی ہیں جو تمام ہی مضحکہ خیز تھیں مگر ایک اتفاق سے صحیح نکل آئی اور وہ یوں کہ ایک دفعہ یہ اپنا لشکر لیے ہوئے حالت سفر میں تھا۔ لوگ پیاس کے مارے تڑپ رہے تھے پانی کا کہیں نام ونشان نہ تھا۔ لوگوں نے اس کے پاس فریاد کی تو اس نے (غالباً جان چھڑانے کے لیے) کہا:-

''گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ، چند میل سفر کرو، تم پانی پالو گے''۔

لوگ اس کے حکم کے مطابق چل پڑے اور واقعی چند میل سفر کرنے کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ پانی موجود ہے، اب کیا تھا کہ نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ، اس کے استدراج کا چاروں طرف ڈھنڈورا پیٹنے لگا اور بے شمار ضعیف الاعتقاد مسلمان بھی اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات کو پس پشت ڈالتے ہوئے مرتد ہو گئے اور اس کے پیروکاروں میں شامل ہو گئے۔

ان لالچی اور مفاد پرستوں میں ایک عینیہ بن حصین تھا۔ جو قبیلہ بنی فرازہ کا سردار تھا۔ غزوہ حنین کے وقت مولفۃ القلوب میں سے تھا اور جب جعرانہ پر قبیلہ بنی ہوازن بعد شکست مسلمان ہو کر حاضر خدمت ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے غلاموں اور عورتوں کی بازیابی کی درخواست کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے دیر کر کے اسلام قبول کیا اور اگر پہلے اسلام قبول کر کے آجاتے اور مال غنیمت تقسیم نہ ہو چکا ہوتا تو کام آسان تھا مگر اب لوگوں کی مرضی ہے کہ واپس کریں یا نہ کریں۔ جب انہوں نے بہت آہ وزاری کی تو حضور نے تجویز فرمایا کہ ظہر کی جماعت میں آئیں، ہمارے ساتھ نماز پڑھیں اور وہاں درخواست کریں۔ میں وہاں تمہاری سفارش کروں گا۔ چنانچہ ظہر کی نماز کے بعد حضور نے سفارش فرمائی تو سب مسلمانوں نے بنی ہوازن کے مال اموال، غلام، عورتیں واپس کر دیئے مگر چند ایک شقی القلب ازلی بدنصیب راضی نہ ہوئے۔ ان میں سے ایک یہ عینیہ بن حصین بھی تھا۔ اس نے کہا میری قوم اس پر راضی نہیں تو حضور نے فرمایا کہ میں اپنے خمس میں سے تمہیں ایک ایک غلام کے بدلے چھ چھ اونٹ دوں گا مگر یہ لوگ اب تمہارے مسلمان بھائی ہو گئے ہیں انہیں دکھ نہ پہنچاؤ۔ اس وقت بھی اس لالچی ظالم کا رویہ مناسب نہ تھا۔

اور جب یہ دیکھا کہ سرور کائنات رحلت فرما چکے ہیں اور ایک نئے شخص سے مطلب نکل سکتا ہے تو مرتد ہو کر قبیلے سمیت طلیحہ کی جماعت میں شامل ہو گیا اور خوب

انعام پایا۔ ان واقعات کے پڑھنے کے بعد ہم پر سر ظفر اللہ اور عبدالسلام جیسے بعض اہل علم کے اس گمراہ فرقے (قادیانی جماعت) میں شامل ہونے یا ان کے پروپیگنڈہ مہم کی قلعی آسانی سے کھل جاتی ہے۔

طلیحہ کا انجام:

یہ نیک کام بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے یار غار، امیر المؤمنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست سے سرانجام دیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر تیار کر کے سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں روانہ فرمایا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ قبیلہ بنی طے میں پہنچے اور دو پہاڑوں کوہ سلمٰی اور کوہ اجاہ کے درمیان لشکر کو ٹھہرایا۔ گرد و نواح سے دوسرے مسلمان قبائل بھی تشکر اسلام میں شامل ہو گئے۔ سب نے مل کر دشمنان اسلام سے زبردست جنگ کی۔ بنی فرازہ کے لشکر کو شکست فاش ہوئی اور اپنے سردار عینیہ بن حصین سمیت راہ فرار اختیار کی اور اپنے جھوٹے نبی کی خیریت معلوم کرنے کی بھی زحمت نہ کی۔

طلیحہ پہلے تو فرار ہوا بعد میں امان لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا اور بہت اچھا مسلمان ثابت ہوا حتیٰ کہ جہادوں میں شرکت کی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایران کے محاذوں پر لڑتا رہا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہاوند کی جنگ میں شرکت کی اور اس جنگ میں جام شہادت نوش کر کے جنت میں داخل ہوا۔

اللہ تعالیٰ موجودہ دور کے مرزائیوں کو بھی ہدایت دے تو کچھ بعید نہیں کہ توبہ کر کے اسلام میں واپس آ کر اپنے سارے کفر وارتداد کا کفارہ ازالہ کر دیں۔

سجاح بنت الحارث:

ان طالع آزماؤں میں ایک عورت مدعینہ ثابت ہوئی۔ اس کا پورہ نام سجاح بنت

الحارث موید بن ابوع تھا۔ بنی تغلب میں اپنی نبوت کا پرچار کرتی تھی۔ ہوس پرستوں کا ایک خاص گروہ اس کے ساتھ بھی لگ گیا۔ اس کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے جھوٹا نبی یعنی مسیلمہ بھی خوفزدہ ہوا کہ یہ اثر ورسوخ بڑھا کر کہیں اہل نجد کو بھی ساتھ نہ ملالے۔ لہٰذا جھوٹے نبی نے دام تزویر کے طور پر ایک جھوٹی نبیہ کو مبارکباد اور قیمتی تحفے تحائف بھیجے اور ساتھ ہی ملاقات کا خواہش مند ہوا۔ یہ ملاقات دونوں کے نکاح پر منتج ہوئی۔ تین روز دونوں ایک ساتھ ایک خیمے میں رہے۔ مسیلمہ نے مہر کے طور پر یمامہ کا نصف غلہ ادا کرنے کا وعدہ کیا، ساتھ ہی سجاح کے پیروکاروں پر صبح اور عشاء کی نماز کی تخفیف کر دی۔ ابھی یہ انہی معاملات کے طے کرنے میں مصروف تھا کہ حضرت خالد بن ولید کا لشکر آن پہنچا۔ اس کے ساتھ تمام عاملوں کو آپ نے معزول کر دیا۔ مسیلمہ نے یمامہ پہنچ کر مقابلہ کیا اور جہنم واصل ہوا۔ سجاح اور اس کے پیروکار ایک روایت کے مطابق تائب ہو کر مسلمان ہو گئے۔

عہد اوّل کے ان جھوٹے مدعیان نبوت کے حالات سے یہ اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ یہ سب اسلام کی تقریباً ساری تعلیمات پر یقین رکھتے تھے مثلاً توحید باری تعالیٰ، رسالت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذان، نماز، روزہ وغیرہ ورنہ مسیلمہ کا سجاح کے پیرکاروں کے لیے فجر اور عشاء کی نمازوں میں تخفیف کا اعلان چہ معنی دارد، مگر اس کے باوجود وہ کذاب، کافر، مرتد، خارج از دائرہ اسلام قرار دیئے گئے۔ صحابہ اکرم نے ان کے خلاف جہاد کرنے پر اجماع کیا اور اجماع صحابہ شریعت اسلامیہ میں اگرچہ قرآن اور حدیث کے بعد دلیل قطعی کی حیثیت رکھتا ہے اور درجہ میں تیسرے نمبر پر ہے مگر اہل تحقیق کے نزدیک بعض حیثیات میں تمام ادلۂ شرعیہ پر مقدم ہے کیونکہ قرآن اور حدیث کے بعض احکام کے مفہوم اور معنی متعین کرنے میں رائیں مختلف ہوتی ہیں مگر جن احکام میں صحابہ کرام کا اجماع ہو گیا۔ اس میں آج تک امت میں اتفاق چلا آیا ہے۔ اسی بناء پر حافظ ابن تیمیہ نے ''اقامۃ الالیل'' جلد ۳، صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے:

''اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے۔ اس کا اتباع فرض ہے بلکہ شرعی حجتوں سے زیادہ مؤکد اور سب پر مقدم ہے اور یہ موقع تقریر کا ہیں کیونکہ اپنی جگہ یہ حقیقت تسلیم کی جا چکی ہے اور اس میں تمام انبیاء اور تمام مسلمانوں میں جو واقعی مسلمان ہیں، کبھی اختلاف نہیں ہوا''۔

یہاں تک کہ پہلے تمام مدعیانِ نبوت کے کفر وارتداد پر مرزا غلام احمد قادیانی اور سب مرزائی بھی متفق ہیں، کیا نہیں ہیں؟ یقیناً ہیں تو پھر ان مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں مرزا غلام قادیانی ان کے پیروکار مرزائیوں کے ہذیانات، عقائد ونظریات بلکہ آج تک کے ان دعوؤں کو دیکھا اور پرکھا جائے تو پوچھا جاسکتا ہے کہ آخر ان میں کیا وہ خصوصیات رہ جاتی ہیں کہ انہیں کافر و مرتد قرار نہ دیا جائے؟ اور اگر خلافت اسلامیہ موجود ہوتی تو کیا ان کے خلاف اجماع کر کے جہاں کیا جاتا اور ان کے بیج و بن سے اکھاڑ کر نہ پھینک دیا جاتا۔

یہ تو ان کی خوش قسمتی تھی کہ مسلسل ڈیڑھ سو سال سے یعنی جب سے ان کا ناپاک وجود ناسور کی طرح مسلمان معاشرے میں پھیلا۔ دنیا بھر میں کہیں بھی خلافت اسلامیہ قائم نہیں ہوسکی اور یہ اپنے آقاؤں کی سرپرستی میں جن کے یہ ''خود کاشتہ'' ہیں آج تک اور اللہ جانے کب تک اپنی گردنیں بچائے رکھیں گے اور سادہ نوح مسلمانوں سے اور اسلامی عقائد سے کھیل کھیلتے رہیں گے اور بغلیں بجاتے رہیں گے۔

عہد ثانی

خلفائے راشدین کے بعد دوسرا عہد اموی اور عباسی حکمرانوں شروع ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ بھی اپنے آپ کو خلیفہ اور امیر المؤمنین کہتے تھے مگر سوائے حضرت عمر بن عبدالعزیز کے کسی کی خلافت بھی علی منہاج نبوت نہیں تھی۔ تاہم ختم نبوت کے مسئلے پر پوری امت ان سے متفق تھی کیونکہ اس پر اجماع ہو چکا تھا اور کسی جو جرأت انکار نہیں تھی۔

ان ادوار میں بھی طالع آزماؤں نے فائدہ اٹھانے کی کسر نہ چھوڑی اور جہاں

موقعہ ملا دعویٰ نبوت کر ڈالا ان کا قلع قمع کرنے میں بھی امت نے کوئی کسر نہ چھوڑی اور بیج بھی ختم کر کے دم لیا۔

ان میں سے چند ایک کا اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

عبدالملک بن مروان کے دور میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ وقت نے علمائے وقت جن میں کچھ صحابہ کرام اور باقی تابعین فقہاء تھے، سے شرعی حکم کی درخواست کی تو انہوں نے متفقہ طور پر اجماع صحابہ کے اتباع کا حکم دیا اور فرمایا چونکہ پہلے وہ مسلمان تھا اور اب دعوی نبوت کیا ہے تو صرف کافر اور دائرہ اسلام سے خارجہ نہیں ہوا بلکہ ارتداد کا مرتکب ہوا ہے لہٰذا اسے گرفتار کر کے سزائے موت دی جائے۔لہٰذا اس گستاخ نبوت کو گرفتار کر کے پہلے قتل کیا پھر لوگوں کی عبرت کے لیے عرصۂ دراز تک سولی پر لٹکائے رکھا۔

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد قاضی عیاض اپنی شہرۂ آفاق تصنیف، شفا شریف میں لکھتے ہیں:

''اور بہت سے خلفاء وسلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا ہے اور اس دور کے علماء نے ان خلفاء کے ان احکام کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے اور جو ان مدعیان نبوت کے کفر میں اختلاف کرے وہ بھی کافر ہے''۔

ایسے ہی امام بیہقی نے ''کتاب المحاس والمساوی'' میں ایک مدعی نبوت کا واقعہ اس طرح نقل کیا ہے کہ:

''خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میں نوح علیہ السلام ہوں کیونکہ (اصلی) نوح علیہ السلام کی عمر ساڑھے نو سال ہوئی جو ایک ہزار سے پچاس سال کم تھی۔ جس کے پورا کرنے کے لیے اب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اپنے اس دعویٰ پر ''قرآن مجید'' سے دلیل پیش کی:۔

''الف سنة الا خمسين عاما''۔

یعنی نوح علیہ السلام دنیا میں پچاس سال کم ایک ہزار سال زندہ رہے۔

اس دور کے علماء اسلام نے اس کی قرآنی دلیل کو قبول نہ فرمایا بلکہ سلف صالحین کی اتباع میں اس کے ارتداد کا فتویٰ دے کر اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس کی گردن ماردی گئی اور عوام وخواص کی عبرت کے لیے ایک عرصہ تک سولی پر لٹکا دیا۔ (''ج:۱، صفحہ نمبر ۴۶)

بہائی فرقہ:

اس عہد کو ہم بہائی فرقے پر ختم کرتے ہیں تاکہ اصل فتنے پر کچھ عرض کرسکیں جسے ہم مرزائی کہتے ہیں اور وہ اپنے آپ کی احمدی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر ہم تیسرے اور چوتھے عہد میں کریں گے۔

صرف تسلسل قائم رکھنے کی خاطر بہائی فرقے کا تذکرہ نہایت اختصار سے کرتی ہیں۔ اس کا آغاز گزشتہ صدی کے آغاز میں ہوا ۱۸۱۷ء میں ایران کے دارالحکومت تہران میں ایک شخص بہاء اللہ پیدا ہوا۔ محمد الباب نامی شخص کا پیروکار اور پھر خلیفہ مقرر ہوا۔ محمد الباب کی وفات کے بعد اس کا جانشین بنا۔ اپنے پیروکاروں میں اندھی مقبولیت کا اندازہ کرتے ہوئے اس نے بھی نبوت کا دعویٰ کردیا اور بہائی مذہب کی بنیاد رکھی۔ اس کے پیروکار اور امتی بہائی کہلاتے تھے۔ وہ اب دنیا کے مختلف حصوں میں پائے جاتے ہیں۔ ۲۹۸۱ء میں بہاء اللہ جہنم واصل ہوا۔

لیکن ایک امر اس کے حق میں ضرور جاتا ہے کہ اس نے اسلام اور اہل اسلام سے دھوکہ نہیں کیا بلکہ علانیہ طور پر اسلام سے علیحدگی اختیار کرکے الگ اپنی امت کی بنیاد رکھی۔ اگرچہ ایران اور ترکی میں اس کی علیحدگی سے پہلے ہی اس کو مرتد قرار دیا جاچکا تھا اور اب تک ایران میں بہائی مذہب کی تبلیغ واشاعت ممنوع ہے مگر بہائیوں نے اس پر کبھی احتجاج نہیں کیا کہ انہیں مرتد اور غیر مسلم کیوں کہا جاتا ہے۔

عہد ثالث

مسلمانوں کا دورِ زوال...... مغربی طاقتوں بالخصوص برطانوی سامراج کا نکتۂ عروج اور مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ نبوت:

مرزائیت کے موجودہ فتنے کو سمجھنے کے لیے ہمیں پہلے قریب تر ماضی کا مختصر سا خاکہ کھینچنا ہوگا۔ موجودہ صدی کے تقریباً تین چوتھائی حصے اور گزشتہ صدی کے تقریباً نصف حصے پر پھیلے ہوئے ایک سو پچیس سال اسلامی تاریخ کا ایک بھیانک زمانہ ہے۔ اتنا طویل سیاسی بحران اسلامی تاریخ کے چودہ سو سال میں کبھی بھی نہیں آیا۔ فرانس کے صنعتی انقلاب کے بعد پورے یورپ میں صنعتوں کا جال بچھتا چلا گیا اور مغربی صنعتی ترقی میں دوڑ لگ گئی جو انہیں بلند سے بلند تر مقام پر فائز کرتے ہوئے مضبوط تر جنگی طاقت بھی بناتی گئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ان کے بحری جہاز جو کبھی قزاقی کے لیے استعمال ہوتے تھے اب مضبوط نیوی کی شکل میں مربوط ہوکر دنیا بھر کے سمندروں پر حکمرانی کرنے لگے اور ان کی فوجیں جدید اسلحہ جات سے لیس ہوکر دنیا کی مختلف اطراف میں روانہ ہونے لگے۔

ادھر مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ طوائف الملوکی، اندرونی ریشہ دوانی، اقتدار کی رشہ کشی اور ملت فروشی اپنے عروج پر تھی۔ عثمانی سلطنت سمیت تمام مسلمان حکومتیں برائے نام تھیں۔ سربراہان مملکت چند ہاتھوں کے آلہ کار سے زیادہ حیثیت و اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ اسلامی فوجیں جن کی دہشت سے کبھی ایران و روم جیسی عالمی طاقتوں کی رات کی نیندیں اڑ جایا کرتی تھیں، اب تقسیم در تقسیم ہوکر مایوسی کا شکار تھیں۔ ان کے اکثر جرنیل معمولی سی لالچ میں غداری کر جاتے تھے۔

اسی غداری اور اس کی بچی کھچی فوج کو تہس نہس کر کے انگریز فوجیں بنگال کے راستے ہندوستان میں داخل ہو چکی تھیں اور پھر ایک غدار مسلمان کی مدد سے شیر میسور

سلطان فتح علی ٹیپو کو سرنگا پٹم کے قلعے میں شہید کر کے دہلی میں مسلمان حکومت کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لیے راستہ صاف کر چکی تھیں۔ پھر دہلی میں بھی سخت مقابلے اور جانی نقصان کے خوف سے بچنے کے لیے دو مذہبی رہنماؤں کی خدمات حاصل کر لیں اور مغربی سرحدی علاقوں میں سکھوں کے ظلم وستم کا ہوا کھڑا کر کے جہاد کے نام پر غیرت مند اور جوشیلے نوجوان سے دہلی کو خالی کروالیا گیا۔ یوں دہلی میں موجود مسلمان فوج اس کے سپہ سالار اور آخری مسلمان تاجدار بہادر شاہ ظفر کو مکار اور عیار انگریز کا مقابلہ کرنے کے لیے تنہاء کر دیا گیا۔

القصہ مختصر ۱۸۵۷ء کا وہ منحوس سال تاریخ ہندوستان ایسی ہی غداریوں، اندرونی سازشوں اور ملت فروشوں کے سبب ہوا۔ جب اندلس (سپین) کی طرح ہندوستان سے بھی ہمیشہ کے لیے مسلمان حکومت کا سورج غروب ہو گیا اور انگریز حکومت کا آغاز ہوا جس کا نقصان ہندوؤں اور سکھوں سے بڑا مسلمانوں اور اسلام کو ہوا۔ فرقہ واریت کے سارے فتنے اسی کے ساتھ وقوع پذیر ہوئے اور اسی کے ساتھ ہی مرزائیت کا فتنہ بھی ظہور پذیر ہوا۔

قادیانی فرقے کی ابتداء:

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں جب مکار انگریز نے مسلمانوں کے بادشاہ بہادر شاہ ظفر کو شکست دے دی اور برصغیر پاک وہند پر قبضہ کر لیا تو اس نے اپنی ظالمانہ اور غاصبانہ حکومت کو استقامت بخشنے کے لیے دو قوتوں کو استعمال کیا۔ ان میں سے ایک نے دیوبندیت کے نام سے شہرت پائی اور دوسری مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

(مرزائی یا احمدی جماعت)

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندانی پس منظر:

مرزا قادیانی لعنتی کردار، بے غیرت، شیطان کا چیلا، خبیث، بے حیا، کذاب

۱۸۳۲ء کو بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے علاقے گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں پیدا ہوا۔ اس کی قوم مغل تھی۔ باپ کا نام غلام مرتضیٰ، دادے کا نام عطا محمد اور پڑدادے کا نام گل محمد تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ مرزا غلام مرتضیٰ بھی بے غیرت، مردہ ضمیر اور ملت فروش تھا۔ وہ سکھوں کے زمانۂ حکومت میں مسلمانوں کی بجائے سکھوں کا ساتھ دیتا تھا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس نے سیالکوٹ کے محاذ پر انگریزوں کی حمایت میں اپنی گرہ سے دس گھوڑے اور پچاس جنگجو جوان بھیجے۔ اس غداری کے نتیجہ میں اسے گورنری دربار میں کرسی ملی تھی۔ (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کا باپ بھی ملت فروش تھا اور اس اس نے اپنی اولاد کی تربیت بھی ایسی کی کہ تھی، مرزا غلام احمد قادیانی بچپن ہی سے آوارہ مزاج، بدقماش، خبیث فطرت حتیٰ کہ اپنے بچپن میں ہی چوری جیسی قبیح حرکات شروع کر دیں اور جب جوان ہوا تو دولت کی لالچ میں اس قدر بڑھ گئی کہ اپنے دادا کی پنشن لینے گیا تو ساتھ اس کا چچازاد بھائی مرزا امام دین بھی تھا، پنشن کی رقم موصول کی تو دونوں ادھر اُدھر پھرتے رہے حتی کہ چند دنوں میں ساری رقم ضائع کر دی اور ڈر کی وجہ سے گھر نہ گیا بلکہ سیالکوٹ بھاگ گیا اور پندرہ روپے ماہوار پر بطور منشی ملازم ہو گیا)۔

چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی بچپن ہی سے آوارہ مزاج، بدقماش اور حریص تھا، اس لیے انگریزوں نے پیسے کی لالچ دے کر ملت اسلامیہ میں انتفاق کا بیج بونے کی ذمہ داری اس پر ڈالی۔ اس کے بعد اس خناس نے انگریز سے مل کر جھوٹی نبوت کا منصوبہ بنایا۔ اس کانے دجال بے غیرت نے آہستہ آہستہ مذہبی تقریریں شروع کر دیں۔ انگریز کی سرپرستی میں کام کرتا رہا۔ اپنے آپ کو بڑا عالم اور محدیث ظاہر کیا، پھر کہا میں مجدد ہوں، پھر کہا میں مہدی ہوں پھر مسیح پھر کہا میں ظلی طور پر محمد ہوں۔ پھر کہاں میں محمد ہوں، پھر کہا محمد رسول اللہ سے افضل ہوں۔ (معاذ اللہ) اس لعنتی کردار، ذلیل شخص نے اللہ تعالیٰ، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انبیائے کرام، صحابہ کرام، مکہ، مدینہ، بزرگان دین، قرآن مجید

اور عام مسلمانوں کی توہین میں ایسی باتیں لکھیں اور کہیں جسے پڑھ کر غیرت مند مسلمان خون کے آنسو روتا ہے۔

مرزا کی بکواسات

اب ذیل میں مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ بکواس جو اس نے اللہ تبارک وتعالیٰ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہ السلام، صحابہ اکرم علیہ السلام، قرآن پاک، اولیاء کرام، احادیث مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور مسلمانوں کے بارے میں کیں۔ ان میں چند کو ذکر کیا جاتا ہے:۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں:

۱: وہ خدا جو ہمارا خدا ہے ایک کھا جانے والی آگ ہے۔ (معاذ اللہ)

(''سراج منیر'' ص: ۵۵)

۲: میں (مرزا) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔ (معاذ اللہ) (''البنہ کمالات اسلام'' ص: ۵۶۵، ''کتاب البریہ'': ۷۸)

۳: وہ خدا جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔ (معاذ اللہ) (''تجلیات الٰہیۃ'' ص: ۴)

۴: اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ کہہ کر خطاب کیا کہ اے میرے بیٹے سن۔ (معاذ اللہ)

(''البشریٰ'' ج: ۱، ص: ۹۴)

۵: مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔ (معاذ اللہ) (''دافع البلا'' ص: ۶)

۶: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (معاذ اللہ)

(''دافع البلا'' ص: ۱۱)

۷: اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔ (معاذ اللہ)

(''حاشیہ'' ص: ۲۳، اربعین نمبر: ۴)

۸: کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں پھر بعد اس کے یہ سوال پیدا ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا؟ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی ہے۔ (معاذ اللہ) (''ضمیمہ براھین احمدیہ'' حصہ پنجم ص:۱۴۴)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں:

۱: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی الہام سمجھ میں نہ آئے نبی سے کئی غلطیاں ہوئیں۔ (معاذ اللہ) (''ازالۃ الاوھام'' مطبع لاہوری)

۲: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اشاعت دین مکمل طور پر نہ کرسکے میں نے پوری کی۔ (معاذ اللہ) (''حاشیہ تحفہ گولڑویہ'' ص:۱۶۵)

۳: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ہزار معجزات ہیں۔ (''تحفہ گولڑویہ'' ص:۶۷)

۴: میرے نشانات کی تعداد دس لاکھ ہے۔ (معاذ اللہ) (''براہین احمدیہ'' ص:۵۶)

۵: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھالیتے تھے حالانکہ مشہور ہے کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔ (معاذ اللہ)

(''الفضل قادیان'' ۲۲ فروری ۱۹۲۴ء)

۶: یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے۔ (معاذ اللہ)

(''اخبار الفضل'' ۱۷ جولائی ۱۹۳۳ء)

۷: میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت '' واخرجوا منھم لما یلحقوا بھم '' بروزی طور پر وہ نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ (معاذ اللہ) (''ایک غلطی کا ازالہ'')

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(معاذ اللہ)(١٦)

١٦: "اخبار قادیان" ٢٥ر اکتوبر ١٩٠٦)

حضرات انبیاء کرام علیہ السلام کی توہین:

١: میں خود اس بات کا قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہادی غلطی نہیں کی۔ (معاذ اللہ) ("تتمہ حقیقۃ الوحی" ص:١٣٥)

٢: آپ (مرزا) کا درجہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا باقی تمام انبیاء سے بلند ہے۔ (معاذ اللہ) ("اخبار الفضل" ٦ جون ١٩٣٣ء)

٣: جس (مرزا) کے وجود میں ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی شان جلوہ گر تھی۔ (معاذ اللہ) ("الفضل" ٣ مئی ١٩٠٥)

٤: اگر چہ دنیا میں بہت سارے نبی ہوئے لیکن علم وعرفان میں میں کسی سے کم نہیں ہوں۔ (معاذ اللہ)

۵: میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں شکلیں ہیں میری بے شمار۔ (معاذ اللہ) ("درثمین" ص:١٢٣)

٦: پس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔ (معاذ اللہ) ("براھین احمدیہ" حصہ پنجم:٩٩)

٧: خدا تعالیٰ نے مجھے تمام انبیاء کرام علیہ السلام کا مظہر ٹھہرایا ہے اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کیے ہیں، میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسمٰعیل ہوں، میں یعقوب، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

نام کا میں مظہر اتم ہوں یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔ (معاذ اللہ)

(''حقیقۃ الوحی'' حاشیہ، ص:۷۳)

۸: خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں موجود نشان دکھلائے جاتے تو وہ غرق نہ ہوتے۔ (معاذ اللہ)

(''تتمہ حقیقۃ الوحی'' ص:۱۳۷)

۹: یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔ (معاذ اللہ) (''کشتی نوح حاشیہ'' ص:۷۵)

۱۰: مسیح علیہ السلام کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو' نہ زاہد' نہ عابد' نہ حق کا پرستار' مکتبر' خود بین' خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔ (معاذ اللہ)

(''مکتوبات احمدیہ'' ص:۲۱ تا ۲۴، جلد:۳)

صحابہ کرام علیہ السلام کی شان میں بکواسات:

۱: جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا۔ (معاذ اللہ)

(اعجاز احمد'' ص:۱۸)

۲: ابوبکر رضی اللہ عنہ و عمر رضی اللہ عنہ کیا تھے وہ تو حضرت غلام احمد (مرزا) کی جوتیوں کے تسمے کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔ (معاذ اللہ)

(''ماہنامہ سر المہدی'' جنوری فروری ۱۹۱۵ء)

۳: پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑ دو اب نئی خلافت لو ایک زندہ علی تم میں موجود ہے تم اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی رضی اللہ عنہ کی تلاش کرتے ہو۔ (معاذ اللہ)

(''مفلوظات احمدیہ'' جلد:۱، ص:۱۲۱)

۴: جو میری جماعت میں داخل ہوا وہ دراصل صحابہ کرام کی جماعت میں داخل ہوا۔ (معاذ اللہ) (''خطبہ الہامیہ'' ص:۱۷۱)

توہین قرآن:

۱: قرآن خدا کی کتاب اور میرے (مرزا) منہ کی باتیں ہیں۔ (معاذ اللہ)

(''تذکرہ''ص:۱۰۲-۱۰۳)

۲: میں قرآن کی غلطیاں نکالنے آیا ہوں جو تفسیروں کی وجہ سے واقع ہوگئی ہیں۔ (معاذ اللہ) (''ازالہ اوھام'' ج:۸،ص:۱۳)

توہین حدیث:

۱: میرے اس دعوٰی کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسر حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں (معاذ اللہ) (''اعجاز احمدی''ص:۱۳))

مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے بارے میں بکواس:

۱: تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہواہے، مکہ، مدینہ، قادیان۔ (معاذ اللہ) (''ازالہ اوھام''ص:۳۴)

۲: میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہے کہ قادیان کی زمین بابرکت ہے یہاں مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ والی برکات نازل ہوتی ہیں۔ (معاذ اللہ)

(''بشیر محمود الفضل''۱۱دسمبر۱۹۳۲ء)

۳: (مرزا) نے فرمایا جو لوگ قادیان نہیں آتے مجھے ان کے ایمان کا خطرہ رہتا ہے۔ (معاذ اللہ) (''انوارِ خلافت'':۱۱۷)

مسلمانوں کو گالیاں:

۱: ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہو مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہو مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہو مگر مسیح موعود (یعنی مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ

صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (''کلمہ الفضل''ص:۱۱۰)

۲: جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔ (''انوار الاسلام''ص:۳۰)

۳: میرے مخالف جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں۔ (۳۸)

(''نجم الھدیٰ''ص:۵۳)

۴: میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (کنجریوں) کی اولاد نے تصدیق نہیں کی۔

(''آئینہ کمالات الاسلام''ص:۵۴۷)

اے عاشقانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

اپنے ایمانوں کی بچائیے اور فیصلہ کیجئے کہ کیا ایسا مرتد اار اور خبیثوں کے ساتھ اب بھی دوستیاں اور تعلق رکھو گے؟

ہر گز نہیں، ہر گز نہیں، کسی مرزائی کو اپنا دوست نہ بناؤ، مرزائیوں کا بائیکاٹ کردو۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلو امام الشاہ احمد رضا بریلوی نے کیا خوب ہمارے ایمان کے ایوانوں کی حفاظت کا نسخہ بتایا آپ نے فرمایا ہیں:

سونا جنگل، رات اندھیری، چھائی بدلی کالی ہے

سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھولی ہے

آیئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا قادیانیوں کے بارے میں ایمان افروز فتویٰ ملاحظہ فرمائیں آپ فرماتے ہیں:

''قادیانی مرتد و منافق ہیں۔ مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب پڑھتا ہے اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا یا ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہے اس کا ذبیح نجس، مردار، حرام قطعی

ہے۔ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جو چھوڑنے کو ظلم اور ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر نہ کہے وہ بھی کافر"۔

("احکام شریعت")

مزید فرمایا:

"اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت کے سب علاقے اس قطع کردیں بیمار پڑنے پر پوچھنے کو جانا مرجائے تو جنازہ پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے گورستان (قبرستان) میں دفن کرنا حرام، اس کی قبر پر جانا حرام"۔ ("فتاویٰ رضویہ")

ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

اگرچہ اتنی تفصیل کے بعد مزید دلائل کی ضرورت نہیں رہتی اشارۃً پہلے ذکر بھی کیا جاچکا ہے کہ قرآن مجید آیات کا طالع آزماؤں نے ہر دور میں اپنی مرضی کی تاویلیں کی اور تشریحیں کی ہیں اور اپنی پسند کے معانی ومفہوم نکالے ہیں۔ پھر بھی حصول برکت اور تحقیق کے لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں چودہ سو سال سے تواتر کے ساتھ ختم نبوت پر جو دلائل دیئے جارہے ہیں، ہم انہیں اختصار کے ساتھ کرتے ہیں۔

ختم نبوت آیات قرآنیہ کی روشنی میں

آیت نمبر:

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا۝

("سورہ احزاب" پارہ:۲۲)

"محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور سلسلہ انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے"۔

صحابہ کرام کے عہد سے لے کر آج تک ہر صدی میں کروڑوں ہزاروں مفسرین محدثین کرام ہوئے ہیں۔ چودہ سو سال میں ''خاتم النبیین'' کا سب نے معنی اور مفہوم'' تمام انبیاء کے بعد آخری نبی قرار دیا۔ اسی پر سب کا اتفاق رہا۔ کسی ایک تفسیر میں بھی اس سے خلاف نہیں ہوا۔

ملاحظہ تفسیر ابن جریر طبری، تفسیر ابی سعود، تفسیر قرطبی، جلالین، نیشا پوری، روح المعانی، ابن کثیر مستدرک، معالم التنزیل، تفسیر احمد، خازن، مفردات القرآن، تفسیر کبیر، بحر محیط، خزائن العرفان اور دیگر۔

آیت نمبر:۲

''اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط'' ۔ (''سورہ مائدہ'' پارہ:۶)

''آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام ہی پسند کیا''۔

یہ آیت ۱۰ھ میں آخری حج عرفہ کے دن میدان عرفات میں خطبہ کے موقع پر جمعہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ تفسیر ابن کثیر اور درمنثور میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۸۱ دن سے زیادہ اس دنیا میں نہیں رہے اور تفسیر ابن جریر طبری وغیرہ میں ہے کہ یہی آخری آیت ہے اور اس کے بعد کوئی حکم حلت اور حرمت کا نازل ہوا۔

یہ آیت شریفہ دین اسلام کی خصوصی فضیلت کو بیان کرتی ہے۔ جو اس سے پہلے کسی دین یا امت کو نہیں مل سکی۔ یہ آیت حکم کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے دین اسلام کو تمام وجوہ اور ضروریات کے ساتھ کامل اور مکمل فرما دیتا ہے۔ اس کے بعد نہ کسی نئے نبی کی ضرورت رہتی ہے نہ نئے دین کی۔

علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر لکھتے ہیں:

"هٰذه اكبر نعمه الله تعالیٰ على هذه الامة حيث اكمل تعالیٰ لهم دينهم، فلا يحتاجون الى دين غيزه ولا النبى نبى غير نبيهم صلوات الله وسلامه عليهمه، ولهذا جعله الله تعالیٰ خاتمه الانبياء و بعثه الى الانس والجن".

"یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے کہ اس نے ان کے دین کو مکمل فرمایا۔ لہٰذا اس امت کو نہ اپنے دین کے علاوہ کسی اور دین کی حاجت ہے اور نہ اپنے نبی صلوات وسلامہ علیہ کے سوا کسی نبی کی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم الانبیاء و بنایا اور تمام جن وانس کی طرف مبعوث فرمایا"۔ (''تفسیر ابن کثیر'' جلد: ۲، ص: ۹۴۱)

اللہ تعالیٰ کے اس واضح حکم کے بعد ظاہر ہو جاتا ہے کہ دین اسلام میں مرزا غلام احمد قادیانی کی کسی بروزی، ظلی تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کی نہ گنجائش تھی، نہ ضرورت۔ مسیحی موعود یا مستقل نبوت کا دعویٰ محض اپنے آپ کو سلام سے خارج کرنے کا سبب ہی ثابت ہوا ہے۔

آیت نمبر: ۳

"وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ٥"۔ (''سورۂ آل عمران'' پارہ: ۳)

"یاد کرو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت دے چکوں۔ پھر تمہارے پاس ایسا ذی شان رسول تشریف لائے جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری

ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو کیا تم ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''۔

(''کنز ایمان'' اعلیٰ حضرت)

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ازل میں جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی ارواح کو پیدا کیا تو ان سے دو عہد وقرار لیے۔ ایک کل ارواح سے دوسرا صرف انبیاء کرام علیہ السلام کی ارواح طیبات سے اپنی ربوبیت کے ساتھ اپنے محبوب نبی کریم رؤف رحیم علیہ السلام پر ایمان اور نصرت کا بھی عہد لیا۔ جس کا ذکر اس آیت میثاق میں ہے۔ اس آیت کی تفسیر اور پورے واقعہ کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے تو اس کی تفسیر میں'' التعظیم والمنة فی التومنن والتنصرنه '' کے نام سے مستقل رسالہ لکھا ہے۔ یہاں صرف ختم نبوت سے متعلق اشارہ کافی ہے کہ ''ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ '' (یعنی میں جب تم کو کتاب اور حکمت دے چکوں) پھر وہ ذی شان رسول تمہارے پاس آئے، کے الفاظ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے پاس آئے، کے الفاظ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کے بعد مبعوث فرمانے کے حکم کو حرف ''ثم'' سے واضح کیا گیا ہے۔ لغت عرب میں ''ثم'' تراخی اور تعقیب کے لیے کہا جاتا ہے جیسے عام محاره ہے:۔

''جاء نی القوم ثم زید''

اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ میرے تمام قوم آگئی۔ ان کے بعد آخر میں زید آیا۔ یعنی ''ثم'' تاخیر اور وقفے کے بعد آنے کے لیے بولا جاتا ہے۔ لہٰذا ''النبیین '' کے بعد ''ثم جاء کم رسول '' کے یہ معنی ہوں گے کہ تا کہ تمام انبیاء بشمول تشریعی وغیر تشریعی جس کسی نے آنا تھا، آچکے گا پھر آخر کے بعد عزت والے ذی شان رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے۔ اب مرزائی یا خود ساختہ احمدی امت کو اور ہر ذی شعور کو اس ارشاد باری تعالیٰ سے خود تعین کر لینا چاہیے کہ وقت میثاق مرزا کی روح کہا

ں تھی۔ اگر غیر انبیاء میں تھی تو بعد کھپلا کیوں اور اگر معاذ اللہ انبیاء کرام کے گروہ میں تھی آیت شریفہ کے مصداق کے مطابق ظہور قدسی سے ۱۰۰۱،۲۰۰ سال قبل یعنی کم از کم پندرہ سولہ سو سال پہلے ظاہر کیوں نہ ہوئی تا کہ حضور اکرم باقی انبیاء کی طرح اس کی تصدیق بھی فرما دیتے تو کوئی جھگڑا نہ کھڑا ہوتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی چانس چھوڑا ہی نہیں تو ضد کس بات کی۔ بہت شوق ہے تو اسلام سے باہر رہ کر پورا کریں۔ قرآن مجید میں سے ہم اگر اس طرح کی آیات بینات کے حوالہ جات دیتے چلے جائیں تو ایک سو کے قریبی ایسی آیات ایسی موجود ہیں جن سے ختم نبوت کا مضمون اور مفہوم معلوم ہوتا ہے مگر اس مختصر سے مضمون میں اس کی گنجائش کہاں۔ جو حضرات مزید تحقیق کے متمنی ہوں ان کی رہنمائی کی جائے گی۔

احادیث نبویہ فی ثبوت ختم النبوۃ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف لطیف میں ایک سو اٹھارہ احادیث کے حوالے سے مسئلہ ختم نبوت پیش فرمایا ہے۔ لہٰذا علماء کرام تو ''جزاء اللہ عدوہ بابانہ ختم النبوۃ'' کا مطالعہ فرما کر ہی اپنے ذوق و تحقیق کی پیاس بجھائیں اور مزید مطالعے کے لیے اعلیٰ حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑی کی ''شمس الہدایت'' اور ''سیف چشتیائی'' کا مطالعہ فرمائیں۔ یہاں ان سے استفادہ و استفاضۃ کرتے ہوئے چند احادیث سے استدلال کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

سب سے پہلے تو یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ ختم نبوت سے متعلق احادیث پر جتنا تواتر ثابت ہے اتنا دیگر احکام میں بہت کم ہے۔ حدیث متواتر کسے کہتے ہیں یعنی ایسی حدیث پاک جس کے نقل کرنے والوں کی تعداد صحابہ کرام کے دور سے آخر تک اس کثرت سے پائی جائے کہ ان کی کثرت اور حیثیت کو دیکھ کر یہ گنجائش ہی نہ رہے کہ عقل ان سب کا جھوٹ پر متفق ہو جانا تسلیم کرے اور اس کی مثال یوں دی جاتی ہے کہ جیسے لندن، لاہور، پیرس، اسلام آباد، ڈھاکہ، دہلی کے شہروں کو لاکھوں، کروڑوں افراد نے

اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا ہوگا مگران کے وجود کی اتنی کثرت سے لوگ گواہی دیتے کہ بغیر دیکھے بھی عقل ان کا اقرار کرتی ہے کیونکہ عقل کو تسلیم ہے کہ اتنے لوگ بڑے جھوٹ پر متفق نہیں ہوسکتے۔

حدیث پاک کے بارے میں تو حضور نے فرمایا:

"من تعمد علی کذبا فلیتبو أ مقعده من النار" ۔

"جو شخص جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹ منسوب کرے تو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے"۔ ("بخاری شریف" کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی)

اب اس حدیث کو بھی محدثین نے متواتر کی سب بڑی اور روشن مثال قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے حدیث متواتر پر ایمان لانا قرآن کی طرح فرض اور اس کا انکار کفر صریح ہے۔ کیونکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا اور اس کی پیروی کرنا قرآن مجید سے ہی ثابت ہے۔ ختم نبوت سے متعلق متواتر المعنی احادیث کی تعداد بہ تکرار دوسوے سے زائد بنتی ہے۔ اہل ذوق متعلقہ کتب سے رجوع کر سکتے ہیں۔ مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ہم چند ایک احادیث کتب احادیث سے پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر:۱

بخاری نے "کتاب المناقب" اور مسلم نے "کتاب الفضائل" میں اپنی اپنی سند سے متفقہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

"قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتا فا حسنه و اجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویتعجبون له ویقولون هلا وضعت هٰذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتمه النبیین" ۔

"آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری مثال

مجھ سے پہلے انبیاء کے ساتھ ایسی ہے جیسے کسی شخص نے گھر بنایا ہو اور اس کو بہت حسین و جمیل کیا ہو مگر اس کے ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی۔ لوگ اسے جوق در جوق دیکھنے آتے ہیں اور تعجب کرتے ہیں کہ ایک اینٹ یہاں کیوں نہ رکھ دی گئی تو میں نے اس خالی جگہ کو پر کیا اور میں ہی آخرالانبیاء ہوں''۔

ظاہر ہے کہ (معاذ اللہ) مرزا کی نبوت کی گنجائش ہوتی تو ایک کی بجائے دو انیٹوں کی جگہ خالی چھوڑنے کا اشارہ دیا گیا ہوتا مگر ختمی مرتبت نے کتنی واضح مثال سے ہر طرح کی جھوٹی نبوت کے دروازے ہمیشہ کے لیے بند کر دیئے۔ لیکن مرزا کو جواب اس قصر نبوت میں اپنی جگہ نظر نہ آئی تو اس متواتر حدیث شریف کا ہی انکار کر دیا اور حجت بازی کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آخر زمانہ میں تشریف لانا پھر کس طرح ممکن ہو سکتا ہے یعنی وہاں سے ان کی اینٹ ہل نہیں سکتی اور اگر نکل گئی تو جگہ خالی ہو گئی تو اس طرح یا تو میری اینٹ کو فٹ کر دیا پھر قصر نبوت کو متزلزل جانو اسی کے بارے میں کہا گیا ہے:۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

عقل و دیانت کے دشمن نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہ السلام کو خالص پانی اور مٹی سے بنے ہوئے گارے کی اینٹیں سمجھ لیا۔ کیا خوب مبلغ علم و فہم ہے اور اس پر مجددیت پر ہی بس نہیں نبوت کے دعوے ہیں۔

حدیث نمبر:۲

یہ حدیث بھی امام بخاری نے ''کتاب احادیث الانبیاء'' اور امام مسلم نے ''مسلم شریف'' کی ''کتاب الامارۃ'' میں اپنی اپنی سند سے ابو حازم سے اس طرح روایت کی ہے۔

''قال قاعدت ابا هريرة خمس سنين فسمعته يحديث عن النبى صلى الله عليه وسلم قال كانت بنوا اسرائيل تسوسهم

الانبیاء کلما ھلک نبی خلفه نبی و انه لانبی بعدی و سیکون خلفآء فیکثرون" ۔(الخ)

''حضرت ابو حازم فرماتے ہیں کہ میں پانچ سال حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوں۔ میں نے آپ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے سنا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تو اللہ تعالیٰ کسی دوسرے نبی ان کا خلفیہ بنا دیتا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔(الیٰ قولہ)

اس حدیث شریف سے جس طرح تشریعی نبوت کا انقطاع واضح کر دیا گیا ہے اسی طرح غیر تشریعی ظلی بروزی کی ہر طرح کی ن بوت کے چانس ختم کر دیئے گئے مگر اس کے باوجود مرزا اور مرزائیوں کی ضد ہے کہ نہیں، وہ اس سے مستثنیٰ ہیں اور مسیح موعود کا عذر ڈھونڈ نکالتے ہیں۔ اسی لیے کبھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور ان کا معاذ اللہ قبر کی نشاندہی کی جاتی ہے اور کبھی ان کی توہین۔

حدیث نمبر:۳۰

بخاری اور مسلم نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ ابن مطعم سے بھی متفقہ حدیث روایت کی ہے کہ:

''فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں کفر کو مٹانے والا ہوں اور میں حاشر ہوں جس کے بعد قیامت ہوگی اور حشر برپا ہوگا اور میں عاقب اور عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا''۔

اس حدیث شریف میں بھی حضور نے ہر طرح کی نبوت کے دروازے اپنے بعد بند فرما دیتے ہیں۔

حدیث نمبر:۴

غزوہ تبوک کے ذکر میں مسلم نے ’’کتاب فضائل الصحابہ‘‘ میں یہ حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص سے روایت فرمائی ہے:

’’قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لانبی بعدی‘‘۔

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کہ تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے حضرت ہارون، موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے مگر خبردار میرے بعد کوئی نبی نہیں‘‘

یہاں تو حضرت ہارون کی مثال دے کر غیب دان نبی نے مرزا کا سارا پول تیرہ سو سال پہلے ہی کھول دیا۔

حدیث نمبر:۵

بخاری نے ’’کتاب المناقب‘‘ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے:

’’قال لاتقوم الساعة حتی یقتتل فئتان فیکون بینهما مقتلة عظیمة دعواهما واحدة ولاتقم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون قریبا من ثلاثین کلهم یرعم انه رسول اللہ‘‘۔

’’فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی (کہ جب تک یہ علامات ظاہر نہ ہوچکیں) کہ دو بڑے لشکروں میں بڑی جنگ نہ ہو، حالانکہ دونوں کا دعویٰ ایک ہی ہو اور قیامت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک تیس جھوٹے دجال (دھوکے باز) دنیا میں نہ آچکیں۔ ان میں سے ہر ایک کو یہی زعم ہوگا کہ وہ اللہ

کا رسول ہے''۔

اللہ جانے مرزا کا ممبران میں کتنا ہے اوران میں کتنے باقی ہیں؟

حدیث نمبر:٦

''ترمذی شریف'' کتاب الفتن عن رسول اللہ میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"لاتقوم الساعة حتی تلحق قبآئل من امتی بالمشرکین وحتی یعبدو الاوثان وانه سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی"۔

''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اس وقت تک قیامت قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے نہ مل جائیں اور یہاں تک کہ وہ بتوں کی پوجا کریں اور یہ کہ عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے دعویدار ہوں گے ہر ایک کا یہی گمان ہوگا وہ نبی ہے حالانکہ میں آخر انبیاء ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حدیث نمبر:۷

امام حاکم نے اپنی سند سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاروایت فرمایا ہے:۔

''فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں تمہارے درمیان دوایسی چیزیں چھوڑے جارہا ہوں کہ اگر تم نے انہیں مضبوطی سے پکڑے رکھا تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ ایک اللہ کی کتاب اوردوسرے تمہارے نبی کی سنت''۔

ظاہر ہے کہ اس کے بعد کسی بناوٹی نبوت کی کچھ ضرورت نہیں رہتی۔

حدیث نمبر:۸

''ترمذی شریف'' کتاب الرؤیا میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرسالة والنبوة قد انقطعت ولا رسول بعدی ولا نبی" ۔

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی''۔

مزید وضاحت:

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تصریح کے بعد جس کی کوئی تاویل ممکن نہیں کسی کا نبوت کا دعویٰ کرنا اور کسی کا اس باطل دعوے کو تسلیم کرنا سراسر کفر ہے۔

حدیث نمبر:۹

امام مسلم کی اس آخری حدیث پر ہم اپنے اس سلسلہ کو اختتام سے ہمکنار کرتے ہیں جو آپ نے ''کتاب الایمان'' میں حضرت تمیم داری سے مرفوعا روایت فرمائی:

" الدین النصیحة قلنا لمن قال للہ ولکتابه رسوله ولائمة المسلمین و عامتهم" ۔

''فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کی، کس کے لیے، آپ نے فرمایا، اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے رسول کے لیے اور مسلمانوں کے اماموں کے لیے اور عام مسلمانوں کے لیے''۔

سبحان اللہ! نبی رحمت نے کس طرح اپنی امت کے پورے معاشرے کو اپنی چادر رحمت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ، قرآن مجید، رسول امام اور مقتدی سب اس میں آگئے۔ کسی

غیر کی حاجت ہی نہیں چھوڑی۔

ان احادیث کے بیان کرنے سے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے پہلو روشن ہوئے ہیں وہاں مرزائی قوم سے یہ سوال کرنے میں بھی حق بجانب ہیں کہ اپنی امت کے لیے رحیم کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی حق بجانب ہیں کہ اپنی امت کے لیے رحیم کریم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک بات کھول کر بیان فرمادی۔ قرآن، حدیث اور اہل بیت' خلفائے راشدین حتیٰ کہ حضرت اویس قرنی جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں حج پر تشریف لائے، کے بارے میں بھی تاکیدیں فرمائیں۔ بلکہ اپنے اپنے عہد کے اولیاء قطب، ابدال، مساجد کے اماموں اور عام مسلمانوں تک کے لیے پندرہ نصیحت فرمائی۔ اگر آپ کے بعد کسی نئی نبوت یا نئے مسیح موعود کو اپنی امت میں معلوم پاتے تو اس امر عظیم کو اشارے کنایے سے نہیں بلکہ ظاہر نام لے کر کھلی علامتوں کے ساتھ بیان فرما دیتے اور جب یہاں اس بارے میں اشارہ کنایہ بھی نہیں پایا جاتا بلکہ اس ظن اور وہم رکھنے والے کو واضح الفاظ میں کذاب (جھوٹا) اور دجال (دھوکہ باز) فرمایا گیا ہے تو پھر آپ کو کس سانپ نے کاٹ کھایا کہ ضرور اسی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں گھس بیٹھنے کو ایڑی چوٹی کا زور لگاؤ اور پروپیگنڈا اپر زرِ کثیر خرچ کرو جنہوں نے آپ کو اور آپ کے نبی کو صراحتاً جھوٹا اور دھوکے باز کہا ہے اور امت ہے کہ اپنے رسول کے ارشادات پر چودہ سو سال سے چمٹے ہوئے ہیں۔ آپ کے اہل بیت کی محبت اور مصائب کے غم میں آج تک آنسو بہا رہی ہے۔ قرآن کے ایک ایک ورق کے لیے جان دینے کو تیار بیٹھی ہے۔ اپنے ائمہ' علماء و مشائخ کے اشارے پر پروانوں کی طرح جمع ہو جاتی ہے۔ یہ سب کچھ کرنے کو تیار ہے مگر تمہیں قبول کرنے کو تیار نہیں۔ اگر واقعی تمہیں فرزندانِ اسلام، اسلام اور بانی اسلام علیہ السلام سے کوئی تعلق و نسبت ہے تو باقی مسلمانوں کی طرح جرأت کر کے آگے بڑھ جھوٹے دجال پر لعنت بھیجو۔ توبہ کرو اور دوبارہ اسلام میں داخل ہو جاؤ، دیکھنا یہی لوگ کس طرح آپ کو سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔

آخر میں قارئین سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس مضمون کو پڑھ کر کسی کونے کھدرے میں مت رکھیں۔ بلکہ ان احادیث کی روشنی میں اپنا کردار ادا کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔آیئے اپنے اکابر کے تشخص کو قائم رکھتے ہوئے اپنی انا سے باہر نکل کر سواد اعظم کو ایسی عظیم الشان بنیان مرصوص پر بنائیں کہ منکرین ختم نبوت اور گستاخان ناموس رسالت اس سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں اور اہل سنت و مسلک اہل سنت کا بال بھی بیکا نہ ہو۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عزت رسول اللہ کی

نقش خاتم

عقیدہ ختم نبوت کا ایک عقلی اور تاریخی جائزہ!

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ

اسلام کے بنیادی عقائد سے منسلک ایک عقیدہ ختم نبوت بھی ہے۔ دو لفظوں میں اس عقیدے کی تشریح یہ ہے کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی رسول یا نبی پیدا ہو ہی نہیں سکتا۔ نہ اصلی نہ ظلی، نہ بروزی۔ کیونکہ اول تو شریعت کی زبان میں ظلی اور برزوری نبی کی یہ اصطلاح ہی بالکل غیر مانوس اور لغو ہے۔ دوسرے یہ کہ جب سرے سے نبوت ہی کا دروازہ بند ہے تو اب یہ دیکھنے کی ضرورت ہی کہاں باقی رہ جاتی ہے کہ کسی نئی نبوت کا پیکر ظہور کیا ہے۔ کیونکہ پیکر کا سوال تو اس وقت پیدا ہوتا ہے جبکہ نبوت کا سلسلہ بھی باقی رہے، جب دروازہ ہی یکلخت مقفل ہے تو یہ فضول بحث اٹھانے سے کیا فائدہ کہ آنے والا کس لباس میں آیا ہے۔

لیکن آج کی صحبت میں بحث کے جس زاویے پر میں روشنی ڈالنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ختم نبوت تقلیدی نہیں ہے بلکہ عقل و تاریخ بھی اس عقیدے کی حمایت میں ہے جو لوگ اس عقیدے کی صحت تسلیم نہیں کرتے یا تو وہ قانونِ فطرت ہی سے ناواقف ہیں یا پھر دیدہ و دانستہ فطرت سے جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ صحت مند آنکھوں سے صحیفہ قدرت کے جمال جہاں تاب کا ایک بار نظارہ کر لینے کے بعد کوئی بدذوق ہی ہوگا جو اس عقیدے کے حسن صحت کا انکار کرے گا۔

☆ ☆ ☆

شرح اس اجمال کی اگر چہ بہت دراز ہے لیکن اختصار کوملحوظ رکھتے ہوئے عرض کرتا ہوں کہ ذرا اپنے گردوپیش پرنظر ڈالئے۔

ہر پیکر وجود کی تین حالتیں آپ کوملیں گی۔ ابتداء۔ ارتقاء۔ اختتام، کیا انسان کیا حیوان کیا نباتات کیا جمادات جس شئے پر نظر ڈالئے انہیں تین حالتوں میں محصور نظر آئے گی، انسان پیدا ہوتا ہے شعور سنبھالتا ہے، مر جاتا ہے، کلی کھلتی ہے، پھول بنتی ہے، مرجھا جاتی ہے، چاند طلوع ہوتا ہے، مہ کامل بنتا ہے، غائب ہو جاتا ہے، دن نکلتا ہے، دوپہر ہوتی ہے، شام ہو جاتی ہے، غرض کائنات کی جس شئے کو دیکھئے نقطہ عروج کے بعد اختتام کی خبر دیتی ہوئی ملے گی، یہاں تک کہ ایک دن یہ دنیا ہی اپنی بے شمار نیرنگیوں صد ہزار رعنائیوں کے ساتھ ختم ہو جائے گی......اور جب صورتحال یہ ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نبوت جو ایک بار آگئی۔اب اس کا سلسلہ کسی ذات پر ختم نہیں ہوگا۔

☆ ☆ ☆

اختتام کے مفہوم کی بحث پر اہل فلسفہ ایک اعتراض وارد کرتے ہیں۔ان کا کہنا ہے کہ کوئی چیز ختم نہیں ہوتی بلکہ نئی شکل میں پھر ہمارے سامنے آجاتی ہے، مثلاً پھول جو مرجھا کر گر پڑتا ہے وہ فنا نہیں ہو جاتا بلکہ اسے دوبارہ ہستی کا ایک نیا پیکر عطا ہوتا ہے۔ چاند جو گھٹتے گھٹتے غائب ہو جاتا ہے وہ کہیں معدوم نہیں ہو جاتا، بلکہ رخ وابرو کے ایک نئے چم خم کے ساتھ پھر کسی شام کو وہ طلوع ہوتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اہل فلسفہ سچ کہتے ہیں لیکن ان کی نظر کو حسن معنی کے مطالعہ میں دھوکا ہوا ہے ان کے سامنے سلسلہ وجود کا وہ تکوینی تسلسل ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ بلاشبہ اس مفہوم میں کوئی چیز ختم نہیں ہوتی لیکن نقطہ ارتقاء پر پہنچ کر ہر چیز کا اپنا شخصی وجود یقیناً ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً آبادی اب بھی باقی ہے شہر آج بھی آباد ہیں مگر بابل و نینوا کہاں ہیں؟ عاد وثمود کے مساکن ومحلات کا سراغ لگانے کے لئے اگر ریگستانوں کو کھودا بھی جائے تو اس کے سوا اور کیا معلوم ہوگا کہ ایک قوم تھی جو ختم ہوگئی۔ ایک شہر تھا جو مٹ گیا،

یہاں تک کہ یہ دنیا بھی ایک دن ختم ہو جائے گی۔

پھر آخر اتنا تو سبھی مانتے ہیں کہ ابتداً اس کرۂ ارضی پر کچھ بھی نہ تھا، خواہ نہ ہونے کے اسباب کچھ بھی ہوں تو جب ابتداً ایک چیز کسی وجہ سے نہیں تو اب اس وجہ کے دوبارہ پیدا ہو جانے کی صورت میں، آبادی کے معدوم ہو جانے کے خلاف کیا دلیل قائم کی جا سکتی ہے لہٰذا یہ تسلیم کرنے میں عقلاً کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ جس طرح اول آبادی نہ تھی آخر بھی نہ ہو۔ اور ایسا ہونے کے قبل جو نبوت ہوگی وہ یقیناً آخری نبوت ہوگی اور آخری نبوت کے معنی یہ ہیں کہ اس کے بعد کوئی نبوت ظہور پذیر نہیں ہو سکے گی۔

اس مفہوم کو سرکار ارض و سما خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ظاہر فرمایا ہے ''انا والساعة کھاتین'' یعنی میری ان دو انگلیوں کے درمیان جس طرح کوئی تیسری انگلی نہیں ہے۔ اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان بھی کوئی امر فاصل نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔ میری نبوت بالکل آخری نبوت ہے۔

☆ ☆ ☆

یہ بات جملہ معترضہ کے طور پر نکل آئی ورنہ سلسلہ کلام یہ چل رہا تھا کہ جس طرح ہر چیز اپنے نقطہ ارتقاء پر پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح سلسلہ نبوت بھی اگر اپنے نقطہ ارتقاء پر پہنچ کر ختم ہو جائے تو کون سی چیز مانع ہے۔

اب رہا سوال اس کے نقطہ ارتقاء پر پہنچنے کا تو اس باب میں دو ہی صورتیں ممکن ہیں یا تو یہ کہ نبوت ارتقاء پر پہنچ گئی یا نہیں پہنچی، اگر پہنچ گئی ہے تو سمجھ لیجئے کہ اختتام واقعہ ہو گیا کیونکہ قانون فطرت کے مطابق ارتقاء کی آخری منزل اختتام ہی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ارتقاء اس حالت کا نام ہے جس میں کسی مزید کی گنجائش نہ ہو اور اگر نہیں پہنچی تو انتظار کرنے والے انتظار کریں لیکن پہلے اتنا بتا دیں کہ کسی بھی متفقہ نبوت سے لے کر آج کی گھڑی تک جس پر مسلم عقیدے کے مطابق چودہ سو برس اور عیسائی و یہودی عقیدے کے

مطابق دو ہزار سال یا اس سے سوا کی مدت گزر چکی ہے کوئی نیا نبی کیوں نہیں آیا......

متفقہ نبوت سے میری مراد ایسا نبی ہے جو اپنے ملک وقوم کے سوا بھی اپنی پیغمبرانہ عظمت ورفعت کی تصدیق دیگر اہل مذاہب کے افراد سے کرا چکا ہو، جیسے رسالت مآب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے سبھی فرقے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت تو دیتے ہی ہیں۔ دوسری اقوام کے لوگ بھی رسالت محمدیہ کی عظمت ومجاز کے قائل ہیں، جیسا کہ اقوام وملل کی تاریخ جاننے والوں سے یہ امر مخفی نہیں ہے۔

☆ ☆ ☆

اس سلسلہ میں ایک اور سوال قابل بحث ہے اور وہ یہ کہ نبوت کس پر تمام ہوئی یا ہو گی اس کے جاننے کا ذریعہ ہمارے پاس کیا ہے؟ میں عرض کروں گا کہ جو نبوت کا مدعی ہے وہی بتائے گا کہ وہ آخری نبی ہے کہ یا کوئی اور نبی اس کے بعد آرہا ہے۔ جیسا کہ انبیائے ماسبق کی تاریخ میں ملتا ہے کہ ہر نبی نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اس امر کی نشاندہی فرمائی ہے کہ ایک نبی ہمارے بعد آرہا ہے۔ کیونکہ نبوت کا معاملہ داخل ایمان ہے۔ اسے تشنہ اظہار نہیں رکھا جا سکتا...... پس اگر کوئی نبی یہ کہتا ہوا مل جائے کہ وہ آخری نبی ہے تو سمجھ لیجئے کہ نبوت کا سلسلہ اسی پر تمام ہو گیا۔ اس کے اس اعلان میں کسی طرح کی تاویل یا عذر وحجت کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ کسی کے قول میں تاویل وتوجیہہ کی ضرورت تو تب پڑتی ہے جب وہ اصول فطرت اور قوانین عقل کے خلاف ہو لیکن اگر وہ بات خود تقاضائے قانون فطرت ہے تو اس میں کسی تاویل کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اسی لئے وہ بات ٹھیک اسی طور پر سمجھی جائے گی جس طور پر وہ اپنے الفاظ وعبارت سے ظاہر ہے، اس بحث کا ایک دوسرا رخ اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ دنیا میں آج جس قدر کتابی اور آسمانی مذاہب ہیں ان میں مسلمانوں کو چھوڑ کر کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو ختم نبوت کا عقیدہ رکھتا ہو۔ یہودیوں کا حال معلوم ہوا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد درجنوں نبی کے قائل ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کے متعلق ساری دنیا جانتی ہے کہ مدت

تک وہ ایک فارقلیط کے منتظر رہے اور حد یہ ہے کہ وہ آج تک اس لفظ کی صحیح مراد تک متعین نہیں کر سکے۔

لہٰذا اب سوال یہ ہے کہ ختم نبوت کا یہ عقیدہ آخر مسلمانوں میں رائج کیونکر ہوا...... عقلی طور پر اس کے تین ہی اسباب ہو سکتے ہیں۔

پہلا یہ کہ گزشتہ ملتوں کی تقلید میں مسلمانوں نے عقیدہ اپنی طرف سے اختراع کر لیا ہو تو یہ شق اول نظر میں باطل ہے کیونکہ تقلید کا سوال وہاں پیدا ہوتا ہے جہاں سباق میں کوئی چیز موجود ہو اور یہاں حال یہ ہے کہ ملت محمدی سے پہلے ختم نبوت کا عقیدہ کہیں بھی نہیں ملتا۔

دوسرا یہ کہ اس عقیدے کی بنیاد اپنے رسول کے ساتھ محض والہانہ جوش عقیدت پر ہو کہ انسان فطری طور پر اپنے محبوب کو منفرد دیکھنا چاہتا ہے تو چنداں تحمل کے بعد یہ توجیہ بھی صحیح نہیں اترتی، کیونکہ عقیدۂ ختم نبوت کے ساتھ ساتھ مسلمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نزول کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں۔ یہاں اس سے بحث نہیں کہ ان کا نزول کسی حیثیت میں ہوگا، پس اگر اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ختم نبوت کا عقیدہ ہر بنائے عقیدت ومحبت ہوتا تو نزول مسیح کا عقیدہ ہرگز ساتھ ساتھ نہ آتا۔

تیسرا یہ کہ خود نبی کے بھیجنے والے نے یہ کہہ دیا ہو کہ اس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور نبی نے بھی اپنی اُمت کو تلقین کی ہو کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے میں بالکل آخری نبی ہوں تو حق یہی ہے کہ یہی حق ہے اور یہی ایک ہزار چار سو برس سے کروڑوں اربوں انسانوں کے دلوں پر چھایا ہوا ہے۔ مزید براں اس عقیدے کا ایک حیرت انگیز کرشمہ یہ بھی ہے کہ مذہب کی بے شمار شاخوں میں طرح طرح کے اختلافات کے باوجود اس عقیدے پر سب متفق ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں ان کے بعد کوئی اور نبی نہیں ہے......

پھر چودہ سو برس ارب ہا ارب انسانوں کے سوچنے کا ایک ہی انداز حسن اتفاق کا

نتیجہ ہرگز نہیں قرار دیا جا سکتا۔ خاص کر ایسی حالت میں جبکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی پیش نظر رکھا جائے کہ ''میری اُمت'' گمراہی پر کبھی مجتمع نہ ہوگی۔ اس لئے لا محالہ ماننا پڑے گا کہ ختم نبوت کا عقیدہ اُمت کا اختراع کیا ہوا نہیں ہے بلکہ خدا اور رسول ہی کے فرمان واجب الاذعان کا منشا ہے............

بات اپنے سارے گوشوں کے ساتھ اگرچہ تمام ہوگئی مگر طمانیت قلب کے لئے ذرا اس امر کا بھی جائزہ لیتے چلئے کہ آیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سلسلہ نبوت جاری رہنے کا کوئی قرینہ وامکان بھی ہے یا نہیں؟

تو اس کے متعلق ہم علم الیقین کے آخری زینے پر کھڑے ہو کر اعلان کرتے ہیں کہ مدت ہوئی امکان کا دروازہ مقفل ہوگیا اور قرینے کا فقدان تو ایسا ہے کہ دونوں جہان میں چراغ لے کر ڈھونڈ ھیئے جب بھی نہیں ملے گا،

پھر امکان ہوتا تو وہ صادق وامین پیغمبر جس نے نزول مسیح کی خبر دی، وہ ہرگز یہ نہیں کہتا کہ مجھ پر سلسلہ نبوت ختم ہے۔ ''ختم النبییون'' میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ''انا خاتم النبیین لا نبی بعدی'' اور میری جرات رندانہ معاف کیجئے تو دو قدم آگے بڑھ کر عرض کروں گا کہ یہ فرمان اس نبی کے ہیں جس کی زبان پر تقدیر کے نوشتے ڈھلتے ہیں، اس لئے بالفرض امکان تھا تو اب نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہر چیز ممکن ہو سکتی ہے پر رسول سے کذب کا صدور ممکن نہیں ہو سکتا، اور قرینے کے متعلق صرف اتنا کہنا ہے کہ اگر وہ ہوتا تو اس کے ملنے کی بہترین جگہ کتاب الٰہی تھی۔ حالانکہ تیس پارے کی ضخیم کتاب میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جہاں یہ قرینہ موجود ہو کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اور نبی آنے والا ہے بلکہ اس کے برعکس قرینہ نہیں صراحت موجود ہے کہ محمد عربی خاتم پیغمبراں ہیں............ صلی اللہ علیہ وسلم

☆ ☆ ☆

یہاں تک تو نفس مسئلہ پر بحث تھی اب ہم ذیل میں منکرین ختم نبوت کے سربراہ

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کا بھی ایک تنقیدی جائزہ لینا چاہتے ہیں۔ تا کہ بحث کا کوئی گوشہ نہ رہنے پائے،

خدا کا شکر ہے کہ مرزا جی کے دعاوی کی تفصیل ہی ان کی تکذیب وتضحیک کے لئے کافی ہے، الگ سے ان کے دروغ بافی اور غلط بیانی کا ثبوت فراہم کرنے کی ہم کو کوئی ضرورت پیش نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی عقیدہ ختم نبوت کا ایک کھلا ہوا اعجاز ہے کہ زبان کھلتے ہی مدعی نبوت کا جھوٹ فاش ہو گیا...... ان کے دعوؤں کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ وہ نبی ہیں۔

۲۔ خدا ہی نے ان کا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔

۳۔ ظلی نبی ہیں۔

۴۔ بروزی نبی ہیں۔

۵۔ مسیح موعود ہیں۔

۶۔ مہدی ہیں۔

۷۔ مجدد ہیں۔

۸۔ محمد کی بعثت ثانیہ ہیں۔

۹۔ مسیح کی بشارت اور اسمہ احمد کے مصداق ہیں۔ (معاذ اللہ)

یہ ہیں وہ کل دعاوی جو مرزا جی نے اپنے متعلق کئے ہیں، یہ دعوے باہم اس طرح متضاد ہیں کہ انہیں ایک محل میں جمع کرنا ناممکن ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ ایک ہی منہ کے یہ دعوے ہیں۔ اس لئے ان کے درمیان کوئی تفریق بھی نہیں کی جاسکتی، جب تک یہ سوال طے نہیں ہو جاتا کہ اپنے تئیں مرزا جی کیا ہیں؟ اس وقت تک ان دعوؤں کی حیثیت پر بحث کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

☆ ☆ ☆

کسی بھی خالی الذہن آدمی کو ان کے دعوؤں پر نظر ڈالنے کے بعد جس حیرانی کا

اولین سامان کرنا پڑتا ہے وہ یہ ہے:

ا......اگر خدا کی طرف سے وہ انہی معنوں میں نبی ورسول ہیں جن معنوں میں پچھلے انبیاءومرسلین تھے تو اس کے ساتھ یہ ظلی اور بروزی کا پیوند کیا ہے؟

۲......اور اگر ظلی اور بروزی نبی ان معنوں میں نبی نہیں ہے جن معنوں میں قرآن اس لفظ کو استعمال کرتا ہے تو پھر قرآنی نبی کی طرح اپنے اوپر ایمان لانے کا مطالبہ کیوں ہے؟

۳......پھر اگر وہ مسیح موعود ہیں تو ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ غلط ہے۔ کیونکہ مسیح موعود مستقل نبی ہیں ظلی اور بروزی نبی نہیں ہیں۔ پھر مسیح موعود صرف مسیح ہی نہیں ہیں مسیح ابن مریم بھی ہیں۔ لہٰذا یہ سوال مزید برآں ہے کہ غلام احمد ابن چاند بی بی مسیح ابن مریم کیسے ہوگئے؟

۴......اور اگر وہ مہدی ہیں تو مسیح موعود نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ان دونوں ناموں کا مسمیٰ ایک نہیں ہے الگ الگ ہے اور روایات حدیث کے مطابق ان کا ظہور بھی الگ ہی ہوگا۔

۵...... اور اگر مرزا جی مجدد ہیں تو نبی ہونے کا دعویٰ غلط ہے کیونکہ حدیث کی صراحت کے مطابق مجدد نبی نہیں ہوتا، نہ ہی بروزی، نہ ظلی! پس مجدد ہونے کا دعویٰ اگر صحیح تسلیم کیا جائے تو لازماً نبی اور رسول ہونے کے دعوے کی تکذیب کرنی ہوگی۔ اور اگر نبی ورسول ہونے کے دعوے کی تصدیق کی جائے تو مجدد ہونے کے دعوے کی تکذیب ہو جائے گی۔ کیونکہ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں کئے جا سکتے۔

۶......اگر مرزا جی محمد کی بعثت ثانیہ ہے تو پھر معاذ اللہ وہ محمد ہی ہیں۔ کیونکہ قیامت کے دن جو بعثت ثانیہ ہوگی وہاں ہر شخص اپنے اصلی وجود کے ساتھ آئے گا۔ ظل کے ساتھ نہیں۔ پس ایسی صورت میں یا تو ظلی اور بروزی نبی ہونے کا دعویٰ غلط ہے یا پھر محمد کی بعثت ثانیہ ہونے کی بات جھوٹی ہے۔ دو جھوٹ میں سے ایک جھوٹ ضرور ان کے گلے کا

ہا رہے۔

۷......اب رہ گیا یہ دعویٰ کہ مسیح کی بشارت اور اسمہ احمد کے مصداق ہیں تو پھر محمد کی بعثت ثانیہ اور احمد کے غلام کیسے؟ جب تو معاذ اللہ وہ خود محمد واحد ہیں اور اگر غلام احمد کو صحیح مانا جائے تو اسمہ احمد کے مصداق ہونے کا دعویٰ باطل ہے۔

☆ ☆ ☆

خلاصہ یہ کہ مرزا جی کے بعد ان دعووٗں کو اگر عقل و مذہب کے ترواز و پر تولا جائے تو ہر دعویٰ دوسرے دعوے کی تکذیب کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ کوئی دعویٰ بھی ایسا نہیں ہے جسے صحیح تسلیم کر لینے کے بعد دوسرا دعویٰ دامن نہ تھامتا ہو کہ آؤ میرا انکار کرو۔

ان حالات میں یہ فیصلہ کرنا بہت مشکل ہے کہ مرزا جی کیا ہیں نبی ہونے کی بات تو ایک خواب پریشان کا مرحلہ ہے۔ ابھی تو یہ سوال معرض بحث ہے کہ وہ صحیح الدماغ آدمی بھی تھے یا نہیں؟ کیونکہ عقل و فکر کی سلامتی کے ساتھ کوئی آدمی بھی اس طرح کے متضاد دعوے ہرگز نہیں کر سکتا۔ گفتگو کا یہ انداز تو چنیا بیگم سے جی بہلانے والوں کا ہے یا پاگل خانے کے زندانیوں .... یا پھر کسی ایسے سنسنی خیز شاطر کا جس کی آنکھ سے مخلوق کی شرم کا پانی اتر گیا ہو......

یہی وجہ ہے کہ مرزا کے ان دعووٗں پر خود ان کے ماننے والے باہم دست وگریبان ہیں۔ ایک جماعت ان کے دعویٰ نبوت کو صحیح تسلیم کرتی ہے جبکہ دوسرا گروہ انہیں صرف مجدد مانتا ہے نبی تسلیم نہیں کرتا۔

امتوں کے حالات اور انبیاء کی تاریخ میں یہ تو ملتا ہے کہ لوگوں نے پیغمبر کو بڑھا کر خدا بنا دیا لیکن اس کی مثال نہیں ملتی کہ کوئی پیغمبر سے مجدد بنا دیا گیا ہو۔ تاریخ کا یہ پہلا حادثہ ہے جو مرزا جی کا اپنی بداندیش اُمت کی طرف سے پیش آیا جس کے بعد نہ تو یہ کہنے کی حاجت ہے نہ جاننے کی ضرورت کہ وہ نبی تھے یا نہیں؟ کھلی ہوئی بات ہے کہ جب ماننے والے ہی دعوے پر متفق نہیں تو دوسروں کے سننے سنانے اور ماننے نہ ماننے کا سوال

ہی کہاں اٹھتا ہے۔ مجھے ان کے اندرونی جھگڑوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ گھر کے راز کو گھر کے لوگ ہی بہتر جانتے ہیں۔

قارئین کرام اجازت دیں تو دونوں گروہوں سے الگ الگ چند سوالات کر کے اس بحث کو ختم کر دینا چاہتا ہوں۔ سوالات کا مقصد یہ نہیں کہ بحث و مناظرہ کا دروازہ کھولنا ہے کیونکہ بحث کا سوال وہاں اٹھتا ہے جہاں درمیان میں عقل و استدلال کا ہاتھ ہو، ہوا پر پل باندھنے والوں سے کون دیوانہ ہے جو بحث کرے گا بلکہ مدعا صرف اتنا ہے کہ شاید ان سوالات کے سگنل پر پیچھے چلنے والوں کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ ہلاکت خیز نتائج کی سے اپنے آپ کو بچا سکیں۔

اب سوالات پڑھیے!

جو گروہ مرزا جی کو ظلی اور بروزی نبی تسلیم کرتا ہے اس سے دریافت طلب یہ امور ہیں۔

۱......ظلی اور بروزی نبی کی اصطلاح قرآنی ہے یا غیر قرآنی؟ قرآنی ہے تو قرآن سے اس کا ثبوت پیش کیجئے اور ان پیغمبروں کا نام اور پتہ بتائیے جو ظلی اور بروزی نبی رکھتے تھے۔

۲......اور اگر یہ اصطلاح غیر قرآنی ہے تو اسے ایجاد کرنے کی شرعی وجہ مع دلیل پیش کیجئے۔

۳......قرآن جن پیغمبروں پر ایمان لانے کی ہدایت کرتا ہے وہ اصلی ہیں یا ظلی؟ اگر اصلی ہیں تو ظلی پر ایمان لانے کا مطالبہ کیوں؟

۴......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و محبت کے فیضان سے اُمت محمدی کے کسی فرد کو نبوت ملی ہو تو اس کا مستند ثبوت پیش کیجئے۔

۵......احادیث کی روشنی میں مسیح موعود بطن مادر سے پیدا ہوں گے یا آسماں سے ان کا نزول ہوگا؟ اور نزول بھی ہوگا تو قادیان میں یا جامع دمشق کے مینارے پر؟

جو گروہ مرزا جی کو نبی ماننے سے انکار کرتا ہے اور انہیں صرف مجدد تسلیم کرتا ہے ان سے مندرجہ ذیل سوالات ہیں۔

۱......مرزا جی کو نبی نہ تسلیم کرنے کی معقول وجہ؟ جبکہ وہ کھلے بندوں مدعی نبوت تھے۔

۲......اگر اپنے دعوئے نبوت میں وہ جھوٹے تھے تو احادیث کی پیش گوئی کے مطابق وہ دجالون کذابون کے گروہ کے ایک فرد ہوئے ہیں یا نہیں؟

۳...... بالفرض نہ بھی انہیں اصطلاحی دجال و کذاب قرار دیا جائے جب بھی یہ حکم شرعی ان پر لگانا ہی پڑے گا کہ انہوں نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے ایک کفر صریح کا ارتکاب کیا ہے۔

۴......پھر ایک ایسا شخص جو کفر صریح کا مرتکب ہو مجدد ہونا تو بڑی بات ہے کیا شرعاً وہ مسلمان کہلانے کا بھی مستحق ہے؟ پس کفر صریح کے مرتکب کو مجدد سمجھنا کیا اسلام سے کھلی ہوئی بغاوت نہیں ہے؟

جماعتی عصبیت کی سطح سے اوپر اٹھ کر ان سوالوں کا جواب صرف اپنے ضمیر سے حاصل کیجئے......

وصلی اللہ علی خیر خلقه و خاتم انبیائه و سیّدنا محمد و اٰله و صحبه اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین......

❀❀❀

حیاتِ مسیح علیہ السلام احادیث کی روشنی میں!

تحریر: محمد افضال حسین نقشبندی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالمِ اسلام کے جمہور علماء و محدثین کا روزِ اوّل سے یہی عقیدہ رہا ہے کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے جسم اور روح کے ساتھ آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے ہیں اور قیامت سے پہلے دوبارہ آسمان سے زمین پر اتریں گے۔ اس پر اُمت کا اجماع ہے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات قرآن مجید سے ثابت ہے اور اس پر متواتر احادیث مبارکہ اور ائمہ مسلمین کی تصریحات موجود ہیں۔

(۱) مفسر شہیر، علامہ، محمد بن یوسف، ابوحیان، اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (۶۵۴ھ-۷۴۵ھ) مفسر قرآن، ابو محمد، عبدالحق بن غالب، ابن عطیہ غرناطی رحمۃ اللہ علیہ (۴۸۱ھ-۵۴۲ھ) کی تفسیر سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

وأجمعت الامة علىٰ ماتضمنه الحديث المتواتر من ان عيسىٰ فى السماء حیٔ وانه ینزل فى آخر الزمان فيقتل الخنزير ويكسر الصليب ويقتل الد جال ويفيض العدل وتظهر به الملة، ملة محمد صلى الله عليه وسلم

(ابوحیان اندلسی: التفسیر البحر المحیط جلد ۳، ۴۷۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان)

ترجمہ: حدیث متواتر کے اس مضمون پر اُمت کا اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت

سید نا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور وہ آخری زمانے میں نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور دجال کو مار ڈالیں گے۔ (آپ کے زمانے میں) عدل عام ہو جائے گا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین غالب آجائے گا۔

(۲) شارح شمائل ترمذی، علامہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ (۲۵۹ھ-۱۳۰۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

واما عیسی علیہ و الصلاۃ السلام فقد اجمعوا علی نزولہ نبیالکنہ، بشریعۃ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

(مناوی: فیض القدیر)

ترجمہ: حضرت سید نا عیسیٰ علیہ السلام کے بحیثیت نبی نازل ہونے پر سارے مسلمانوں کا اجماع ہے۔ البتہ آپ علیہ السلام ہمارے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ کے ساتھ تشریف لائیں گے۔

(۳) شارحِ مسلم، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۶ھ-۶۷۶ھ) صاحب الشفاء، قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (۶۷۴ھ-۴۴۵ھ) سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نزول عیسیٰ علیہ السلام وقتلہ الدجال حق وصحیح، عنداھل السنۃ للأحادیث الصحیحۃفی ذلک ولیس فی العقل و لافی الشرع مایبطلہ فوجب اثباتہ وانکر ذلک بعض المعتزلۃ والجھمیۃ ومن وافقھم وزعمواان ھذہ الأحادیث مردودۃ، بقول تعالیٰ (وخاتم النبیین) وبقولہ صلی اللہ علیہ وسلم،لا نبی بعدی ویاجماع المسلمین انہ لانبی بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وان شریعتہ موبدۃ الیٰ یوم القیامۃ لاتنسخ وھذا استدلال فاسد لانہ لیس المراد بنزول عیسیٰ

علیہ السلام انہ ینزل نبیا بشرعٍ ینسخ شرعنا ولا فی ھٰذہ الأحادیث ولا فی غیر ھاشیء من ھٰذا (نووی: شرح صحیح المسلم جلد۲، ۴۰۳ باب وغیرہ فی قصۃ الدجال مطبوعہ ملک سراج الدین اینڈ سنز پبلشرز کشمیری بازار لاہور)

ترجمہ: اہل سنت و جماعت کے نزدیک حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا قربِ قیامت آسمان سے اترنا اور دجال کو قتل کرنا برحق اور صحیح ہے کیونکہ اس بارے میں صحیح احادیث وارد ہوئی ہیں۔ عقل و شریعت میں اس کی نفی پر کوئی دلیل موجود نہیں، لہٰذا اس کا اثبات واجب ہے، بعض معتزلہ جہمیہ اور ان کے ہمنواؤں نے اس کا انکار کیا ہے۔ ان کا دعویٰ ہے کہ اس بارے میں وارد ہونے والی احادیث ختم نبوت والی آیت کریمہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اُمت مسلمہ کے ختم نبوت پر اجتماع اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت دائمی اور غیر منسوخ ہونے کے دلائل کی بنا پر ردّ کردی جائیں گی لیکن یہ استدلال غلط ہے، کیونکہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے مراد یہ نہیں کہ وہ ایسے نبی بن کر نازل ہوں گے جن کی شریعت ہماری شریعت کو منسوخ کردے گی۔ ایسی کوئی بات نہ نزول حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام والی احادیث میں مذکورہ ہے نہ دیگر احادیث میں۔

(۴) امام، ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۳۲۳ھ) لکھتے ہیں:

واجمعت الامۃ علیٰ ان اللہ عزوجل رفع عیسی إلی السماء (ابوالحسن اشعری: الابانۃ عن اصول الدیانۃ 34)

ترجمہ: اور اُمت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر (زندہ) اُٹھالیا ہے۔

(۵) حافظ، اسماعیل بن عمر، ابن کثیر الدمشقی رحمۃ اللہ علیہ (۷۰۰ھ-۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:۔

فھٰذہ احادیث متواترۃٌ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من روایۃ ابی ھریرۃ، ابن مسعودٍ و عثمان بن ابی العاص، وابی امامۃ، والنواس بن سمعان، وعبداللہ بن عمرو بن العاص، ومجمع بن جاریۃ، وابی سریحۃ، وحذیفۃ بن اُسید، رضی اللہ عنھم، وفیھا دلالۃ علی صفۃ نزولہ و مکانہ من انہ بالشام بل بدمشق عندالمنارۃ الشرقیۃ، وان ذلک یکون عند اقامۃ صلاۃ الصبح وقدبنیت فی ھذہ الاعصار فی سنۃ إحدیٰ وار بعین وسبعمائۃ منارۃ للجامع الاموی بیضاء من حجارۃ منحوتۃ عوضاعن المنارۃ التیھدمت بسبب الحریق المنسوب الی ضیع النصاری علیھم لعائن اللہ المتتابعۃ الی یوم القیامۃ وکان اکشر عمارتھامن اموالھم و قویت الظنون انھا ھی التی ینزل علیھا المسیح عیسی ابن مریم علیہ السلام فیقتل الخنزیر، ویکسر الصلیب، ویضع الجزیۃ فلایقبل الاالاسلام کما تقدم فی الصحیحین

(ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم المعروف بہ تفسیر ابن کثیر جلد ۲، ۳۲۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ)

ترجمہ: یہ متواتر احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیّدنا ابو ہریرۃ، سیدنا عبداللہ بن مسعود، سیدنا عثمان بن ابو العاص، سیدنا ابوامامہ، سیدنا نواس بن سمعان، سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص، سیدنا مجمع بن جاریہ، سیّدنا ابوسریحہ اورسیدنا حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنھم نے بیان کی ہیں۔ ان احادیث میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کی کیفیت اور جگہ کا بیان ہوا ہے۔ آپ علیہ السلام شام، بلکہ دمشق میں مشرقی منارہ کے پاس اتریں گے۔ یہ معاملہ نمازِ صبح کی اقامت کے قریب ہوگا۔ ان دنوں یعنی ۷۴۱ ہجری میں

سفید چوکر پتھر سے جامع اموری کا وہ منارہ دوبارہ بنادیا گیا ہے جو نصاریٰ
کی لگائی ہوئی آگ کی بنا پر مہندم ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر تا قیامت مسلسل
لعنتیں برسائے اس منارے کی تعمیر میں بڑا حصہ انہی کے اموال کا تھا
غالب گمان یہی ہے کہ اسی منارے پر حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہما السلام
اتریں گے۔ آپ علیہ السلام خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے اور
جزیہ ختم کر کے سوائے اسلام کے کچھ بھی قبول نہیں کریں گے جیسا کہ صحیح
بخاری ومسلم کے حوالے سے بیان کیا جاچکا ہے۔

متذکرہ بالا پانچ حوالہ جات کی روشنی میں ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام
آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت کے قریب جسد عنصری کے ساتھ آسمان سے زمین پر نزول
فرمائیں گے یہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا اجماعی واتفاقی ہے اور اس پر متواتر احادیث
موجود ہیں۔ امام ابوالحسن، علی بن اسماعیل اشعری رحمۃ اللہ علیہ (التوفی ۳۲۳ھ) تو
فرماتے ہیں کہ

أجمعت الأمة على أن الله عزوجل رفع عيسىٰ إلى السماء

''اُمت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے سیّدنا عیسیٰ علیہ
السلام کو آسمان پر (زندہ) اٹھالیا ہے''۔

اور یہ بات بھی برحق ہے کہ اُمت کا اجماع (اُمت کا اکٹھا ہونا) خطاء پر نہیں ہوسکتا
نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لا يجمع الله اُمتى على ضلالة أبدا

(الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب العلم جلد ۱، ۱۲۱، رقم الحدیث: ۴۰۰ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ
مقابل آرام باغ کراچی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا

حیات حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ درجنوں احادیث طیبات سے ثابت

ہے بعض میں مختصر اور بعض میں تفصیلی طور پر اور حیات مسیح علیہ السلام کی احادیث با جماع محدثین درجہ تواتر کو پہنچی ہیں جبکہ اُس مضمون میں صرف بیس احادیث پر اکتفا کیا جائے گا، ان شاء اللہ العزیز۔

پہلی دلیل

حضرت سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

والذی نفسی بیده لیوشكن ان ینزل فیكم ابن مریم حكماً عدلا، فیكسر الصلیب و یقتل الخنزیر، ویضع الجزیة، ویفیض المال حتی لا یقبله أحد،

(البخاری: الصحیح، کتاب البیوع، باب قتل الخنزیر رقم الحدیث: ۲۲۲۲، ۴۵۳، کتاب المظالم، باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر رقم الحدیث: ۲۴۷۶، ۴۰۰ مطبوعہ دار السلام للنشر الریاض والتوزیع المسلم: الصحیح، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم...... الخ رقم الحدیث: ۳۸۹، ۷۷ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

الترمذی: الجامع الصحیح، ابواب الفتن، باب ماجاء فی نزول عیسی ابن مریم علیہ السلام رقم الحدیث: ۲۲۳۳، ۶۷۴ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

التبریزی: مشکوۃ المصابیح، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام الفصل الاوّل ۴۷۹ مطبوعہ اصح المطابع وکار خانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کرادی۔

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میری جان ہے کہ یقیناً وہ زمانہ قریب ہے جب ابن مریم علیہ السلام (حضرت سید نا عیسیٰ علیہ السلام) تمہارے درمیان اتریں گے وہ ایک منصف فیصلہ کرنے والے کی حیثیت سے آئیں گے۔ صلیب کو توڑیں گے اور سؤر کو قتل کریں گے اور جنگ ختم کردیں گے اور ان کے دور میں مال اس طرح بہا پڑے گا کہ کوئی

شخص اس کو قبول کرنے والا نہ ملے گا۔

اور بخاری شریف کی ایک روایت میں یوں بھی مروی ہے۔

حتی تکون السجدة الواحدة خير من الدنيا و مافيها

(بخاری: الصحیح، کتاب احادیث الانبیاء باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام، رقم الحدیث :۳۴۴۸، ۵۸۱مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض)

التبریزی: مشکوۃ المصابیح باب نزول عیسیٰ علیہ السلام ۴۷۹مطبوعہ اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی۔

ترجمہ: اور لوگوں کی نظروں میں ایک سجدہ کی قدر و قیمت دنیا و مافیھا سے بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔

دوسری دلیل

حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:۔

عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لاتقوم الساعة حتى ينزل فيكم ابن مريم حكما مقسطا الصليب ويقتل الخنزير (البخاری: الصحیح، کتاب المظالم، باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر، رقم الحدیث :۲۴۷۶، ۴۰۰مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

ابن ماجہ: السنن، ابواب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم وخروج یاجوج وماجوج، رقم الحدیث :۴۰۷۸، ۶۴۷مطبوعہ دار السلام للنشرہ التوزیع الریاض۔

ابی یعلیٰ: المسند، رقم الحدیث :۵۸۷۰ جلد ۴، ۶۹۳مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان

ترجمہ: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ عیسیٰ بن مریم حاکم عادل بن کر نازل ہوں گے پس وہ آکر صلیب کو توڑیں گے اور سوئر کو قتل کریں گے۔

ان دونوں احادیث مبارک سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں

اور آسمان پر موجود ہیں قربِ قیامت میں زمین پر نزول فرمائیں گے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول میں اگر عام عادت کے خلاف کوئی بات نہیں تو حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قسم اٹھا اٹھا کر کیوں بیان فرمارہے ہیں؟ واضح ہوا کہ یہاں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے کسی انسان کی ولادت مراد نہیں کیونکہ اس میں کوئی ایسی جدید بات نہیں جس پر قسم اٹھائی جائے۔ مذکروہ بالا احادیث میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے دورِ مقدسہ کی کچھ ایسی برکات کا ذکر بھی موجود ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ علیہ السلام کی شخصیت ایک غیر معمولی شخصیت ہوگی ان کی شخصیت کوئی محکوم نہیں بلکہ حاکم عادل شخصیت ہوگی اور آپ علیہ السلام حاکم بھی ایسے ہوں گے جو نصرانیت کا صرف روحانی طور پر ہی نہیں بلکہ قوت جسمانی سے بھی استیصال فرمائیں گے اور نصرانیت کے سب سے بڑے شعار یعنی صلیب کو توڑیں گے۔

مناظر اسلام حضرت شیر اہل سنت، علامہ مفتی محمد عنائت اللہ قادری رضوی حامدی رحمۃ اللہ علیہ ''حکماہ قسطا'' کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ، کلمہ اللہ علیہ السلام کو ''حکم'' فرمایا ہے اور حکم وہی ہوسکتا ہے جو عند الفریقین مسلم ہو اس لیے ماننا پڑے گا کہ نازل ہونے والے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام روح اسے کلمہ اللہ علیہ السلام ہی ہوں گے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کی ذات مبارکہ مطہرہ ہی ایسی ہوگی جو اصل کتاب اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت دونوں کے ہاں مسلم ہوسکتی ہے۔ اگر اس پیشین گوئی کا مصداق کسی ایسے شخص کو قرار دیا جائے جو خود اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پیدا ہوا ہو تو اس کو حکم نہیں کہا جاسکتا کیونکہ اصل کتاب کے نزدیک وہ مسلم نہیں ہوگا''

(افادات وملفوظاتِ شیر اہل سنت' مرتب محمد افضال حسین نقشبندی، غیر مطبوعہ)

تیسری دلیل:

حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت یوں مروی ہے:۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: کیف انتم اذانزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم

(البخاری: الصحیح، کتاب اُحادیث الأ نبیاء، باب نزول عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام رقم الحدیث: ۳۴۴۹، ۱۸۵مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض۔

المسلم: الصحیح، کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم......الخ رقم الحدیث: ۲۹۳-۳۹۴، ۸۷مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض۔

الدیلمی: مسند الفردوس وھوالفردوس بمأ نور الخطاب، باب الکاف، رقم الحدیث: ۴۸۸۴ جلد۲ ۴۹۲مطبوعہ دارالکتب العلمیہ' بیروت، لبنان۔

البغوی: شرح السنۃ، ابواب الفتن، باب نزول عیسیٰ ابن مریم' رقم الحدیث ۴۲۷۱جلد۷، ۸۰۴ مطبوعہ دارالتوفیقیہ للتراث القاہرہ۔

الیسوطی: الجامع الصغیرفی احایث البشیر والنذیر' باب حرف ارکاف' رقم الحدیث: ۶۴۴۶، ۹۷۴ مطبوعہ دارالتوفیقیہ للتراث قاہرہ۔

تبریزی: مشکوۃ المصابیح باب نزول عیسیٰ علیہ السلام الفصل الاوّل ۴۸۰مطبوعہ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری خوشی کا اس وقت کیا عالم ہوگا جب حضرت سیّدنا عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام تم پر نزول فرمائیں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور وہ قربِ قیامت میں زمین پر تشریف لائیں گے اور حضرت سیدنا امام مہدی علیہ السلام کی امامت میں نماز فجر ادا فرمائیں گے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

چوتھی دلیل:

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

لاتزال طائفة من اُمتی یقاتلون علیٰ الحق ظاھرین الیٰ یوم

القيامة قالِ: فينزل عيسیٰ ابن مريم عليها السلام فيقول امير هم : تعال صل لنا فيقول : لا اِن بعضكم على بعض امراء تكرمة الله هذه الامة (المسلم: الصحیح: کتاب الایمان، باب نزول عیسیٰ ابن مریم......الخ رقم الحدیث: ۳۹۵، ۸۷ مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض۔

التبریزی: مشکوۃ المصابیح باب نزول عیسیٰ علیہ السلام الفصل الاوّل ۴۸۰ مطبوعہ اصح المطابع و کارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی۔

الدیلمی: مسند الفردوس وھوالفردوس بماثور الخطاب، باب لام الف رقم الحدیث: ۷۶۰۳ جلد ۵، ۱۰۳، ۲۰۱ مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض)

ترجمہ: میری اُمت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قتال کرتا رہے گا، وہ قیامت تک غالب رہیں گے، آپ نے فرمایا: پھر حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام نازل ہوں گے تو اس گروہ کا امیر (امام مہدی علیہ السلام) انہیں کہے گا، آئیں! ہمیں نماز پڑھائیں تو وہ (حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) فرمائیں گے، نہیں تم ایک دوسرے کے امراء ہو اللہ نے اس اُمت کو تکریم (عزت) بخشی ہے۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول کا صراحت سے ذکر ہے۔

پانچویں دلیل

حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

يوشك المسيح عيسى ابن مريم ان ينزل حكماً قسطاً واما ماعدلاً فيقتل الخنزير، ويكسر الصليب، وتكون الدعوة واحدةً ئُوهُ (اَواقرئه) السلام من رسول الله صلى الله

علیهوسلم واحدثه فیصدقنی' فلما حضرته الوفاة قال: اقرئوهُ منی السلام

(احمد بن حنبل: المسند، رقم الحدیث: ۶۹۰۹ جلد ۷ صفحہ ۱۰۷ مطبوعہ دار الحدیث قاھرہ)

ترجمہ: قریب ہے کہ حضرت سیدنا مسیح عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام منصف حاکم اور عادل امام بن کر نازل ہوں گے، اور خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب کو توڑیں گے اور دین ایک ہی (اسلام) رہ جائے گا۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے سلام کہتا اور میری احادیث بیان کرنا وہ میری تصدیق کریں گے (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کا وقت قریب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) میری طرف سے سلام کہنا۔

چھٹی دلیل:

عن حذیفة بن اسید الغفاری قال: اطلع النبی صلی الله علیه وسلم علینا وغن نتذا کر فقال: ماتذکرون ؟ قالوا: نذکر الساعة قال انهالن تقوم حتی ترون قلبها عشر آیات فذکر الدخان، والدجال، والدابة، وطلوع الشمس من مغربها و نزول عیسی ابن مریم' ویاجوج وماجوج وثلاثة خسوف: خسف بالمشرق، وخسف بالمغرب' وخسف بجزیرة العرب وآخر ذلك نار تخرج من الیمن تطرد الناس الی محشرهم

(المسلم: الصحیح، کتاب الفتن واشراط الساعة باب فی الآیات التی تکون قبل للساعة رقم الحدیث: ۵۸۲۷ صفحہ ۲۵۲۱ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض

ابن ماجہ: السنن، ابواب الفتن باب الآیات رقم الحدیث: ۵۵۰۴ صفحہ ۸۳۷ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوازیع الریاض۔

الحمید: المسند و حدیثا أبی سریحۃ حذیفۃ بن أُسید الغفاری رضی اللہ عنہ رقم الحدیث: ۲۸۷جلد ۲صفحہ ۸۰مطبوعہ عالم الکتب بیروت، لبنان

الحاکم: المستدرک اعلیٰ الصحیحین کتاب الفتن والملاحم رقم الحدیث: ۸۸۴۸جلد۵صفحہ۳۴۳مطبوعہ قدیمی کتاب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

ترجمہ: حضرت حذیفہ ابن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم باتیں کررہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: تم کیا باتیں کررہے ہو؟ ہم نے عرض کیا: (یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) قیامت کے بارے میں باتیں کررہے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اُس وقت تک نہیں آئے گی جب تک تم دس نشانیاں دیکھ لو:۔

(۱)دخان (دھواں)، (۲)دجال، (۳) دابۃ الارض (عجیب وغریب جانور)، (۴)سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، (۵) حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نازل ہونا،(۶)یاجوج ماجوج کا نکلنا اور زمین کا تین جگہ دھنسنا، (۷)مشرق میں دھنسنا، (۸)مغرب میں دھنسنا،(۹) جزیرہ عرب میں دھنسنا،(۱۰) آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کرانہیں محشر کی طرف لے جائے گی۔

ساتویں دلیل:

عن ابی هريرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لیس بینی وبینہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام نبی و انہ نازل فاذارأیتموہ فاعرفوہ: رجل مربوع الی الحمرة والبیاض بین ممصرتین کان راسہ یقطر وان لم یصبہ بلال فیقاتل الناس علی الاسلام فیدق الصلیب ویقتل الخنزیر و یضع الجزیة ویهلك اللہ فی زمانہ الملل کلها الا الاسلام ویهلك المسیح الدجال

فیمکث فی الارض اربعین سنة ثم یتوفی فیصل علیه المسلمون

(ابوداؤد: السنن، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، رقم الحدیث: ۴۳۲۴ صفحہ ۳۵۸ مطبوعہ دارالسلام للنشر و التوزیع الریاض

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

میرے اور اُن یعنی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے اور وہ (حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) نازل ہونے والے ہیں۔ جب تم انہیں دیکھو تو پہچان لینا کہ وہ درمیانے قد کے آدمی ہیں اور رنگ اُن کا سرخی وسفیدی کے درمیان ہے۔ یوں محسوس ہوگا جیسے اُن کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے حالانکہ اُن کے سر کو تری پہنچی نہیں ہوگی۔ وہ لوگوں سے اسلام کے لیے لڑیں گے، صلیب کو توڑیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور جزیہ موقوف کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے زمانے میں ملت اسلامیہ کے سوا تمام ملتوں کو ختم کردے گا۔ وہ دجال کو قتل کریں گے اور چالیس سال زمین میں رہنے کے بعد وفات پائیں گے۔ پس مسلمان اُن پر نماز (جنازہ) پڑھیں گے۔

آٹھویں دلیل

عن ابی ھریرة رضی اللہ عنه النبی صلی اللہ علیه وسلم قال ینزل عیسیٰ بن مریم فیمکث فی الارض أربعین سنة

(نعیم بن حماد: کتاب الفتن، قدر بقاء عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام بعد نزول، رقم الحدیث: ۸۱۶۱ صفحہ ۴۹۳، مطبوعہ مکتبہ حنفیہ کانسی روڈ کوئٹہ

الدیلمی: مسند الفردوس وھو الفردوس بمأ ثور الخطاب، باب الیاء، رقم الحدیث: ۹۵۹۸ جلد ۵ جلد صفحہ

۲۲۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام (آسمان سے) نزول فرمائیں گے اور زمین پر چالیس سال رہیں گے“۔

نویں دلیل:

عن عبداللہ بن مسعود قال: لما کان لیلة اسری برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقی ابراھیم و موسیٰ وعیسیٰ فتذا کرو الساعة، فبدأ وا یابراھیم، فسالوہ عنھا، فلم یکن عتدہ علم ثم سالوا موسیٰ فلم یکن عندہ منھا علم فرد الحدیث الی عیسیٰ ابن مریم فقال: قدعھدالی فیما دون وجبتھا فأما و جبتھا فلا یعلمھاالا اللہ فذکر خروج الدجال قال فانزل فأقتله

(ابن ماجہ: السنن، ابواب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسی ابن مریم وخروج یاجوج ماجوج، رقم الحدیث: ۱۸۰۴، ۴۷۷ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض۔

الحاکم: المستدرک علیٰ الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، رقم الحدیث: ۸۶۷۸ جلد ۵ صفحہ ۶۹۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی

ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم المعروف ہے تفسیر ابن کثیر رقم الحدیث: ۸۳۳۲ جلد ۲ صفحہ ۶۱۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف کرائی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا ابراہیم، حضرت سیّدنا موسیٰ اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کی اور ان کے درمیان قیامت کا تذکرہ ہوا سب سے نے حضرت سیّدنا ابراہیم علیہ السلام سے قیامت کے متعلق سوال کیا لیکن

انہوں نے اس کا کچھ جواب نہ دیا پھر حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا گیا تو انہوں نے بھی اس کا کوئی جواب نہ دیا تو پھر سب نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام سے سوال کیا انہوں نے فرمایا قیامت سے پہلے (میرے) نزول کا وعدہ کیا گیا ہے لیکن اس کا وقت اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے دجال کے ظہور کا تذکرہ کیا اور فرمایا ہو کر اسے (یعنی دجال) قتل کروں گا۔

دسویں دلیل:

حضرت سیّدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: والذی نفسی بیدہ الیھلن ابن مریم بفج الرحاء، حاجاًأو معتمراً، أولیثنینھما

(المسلم: الصحیح، کتاب الحج، باب إھلال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھدیہ، رقم الحدیث: ۳۰۳۰ صفحہ ۳۵ مطبوعہ دار السلام للنشر مالتوزیع الریاض

نعیم بن حماد: کتاب الفتن، نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وسیرتہ، رقم الحدیث: ۹۹۵۱ صفحہ ۹۳ مطبوعہ مکتبہ حنفیہ کانسی روڈ کوئٹہ

احمد بن حنبل: المسند، رقم الحدیث: ۱۸۲۷ جلد ۵ صفحہ ۴۸۴ مطبوعہ دار الحدیث قاھرہ

ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم المعروف ہے تفسیر ابن کثیر رقم الحدیث: ۱۳۳۲ جلد ۲ صفحہ ۵۱۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! حضرت سیدنا ابن مریم (یعنی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام) ضرور احرام باندھیں گے حج یا عمرے کا یا دونوں کو جمع کریں گے۔

گیارہویں دلیل

عن نواس بن سمعاس قال: ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم الدجال ذات غداة، فخفض فیه ورفع حتیٰ ظنناهُ فی طائفة النخل، فلمار حنا الیه عرف ذلک فینا فقال: ماشا نکم؟ قلنا: یارسول الله ! ذاکرت الدجال غداة فخفضت فیه ورفعت حتیٰ ظنناهُ فی طائفة النخل فقال: غیر الجال اخوفنی علیکم إن یخرج وانا فیکم فأنا حجیجه دو نکم وان یخرج ولست فیکم فامرؤ حجیج نفسه والله! خلیفتی علیٰ کل مسلم انه شاب قطط عینه طافئة کأنی اشبهه بعبد العزی بن قطن فمن درکه منکم فلیقرأ علیه فواتح سورة الکهف انه خارج خلة بین الشام والعراق فعاث یمیناً و عاث شمالاً یا عباد الله! فاثبتوا قلنا: یارسول الله! ومالبثه فی الارض؟ قال: اربعون یوماً یوم کسنة و یوم کشهر ویوم کجمعة وسائرایا مه کأیا مکم قلنا: یارسول الله! وماإ سراعه فی الارض؟ قال: کالغیث استدبرته الریح فیأتی علی قوم فید عوهم فیؤ منون به ویستجیبون له' فیأ مر السماء فنمطر' والارض فتنبت فتروح علیهم سارحتهم اطول م کانت ذری واسبغه ضروعاً وأمدّه خواصر ثم یاتی القوم فیدعوهم فیردون علیه قول فینصرف عنهم فیصبحون ممحلین لیس بأیدیهم شیءٌ من اموالهم ویمر بالخربة فیقول لها: اخرجی کنوزک فتتبعه کنوزها کیعا سیب النحل ثم یدعو رجلا ممتلئاً شباباً فیضربه بالسیف فیقطعه جزلتین رمیة الغرض ثم بدعوه فیقبل ویتهلل وجهه ویضحک فبینما هو کذلک اذبعث الله المسیح ابن مریم علیه السلام فینزل عندالمنارة البیضاء شرقی دمشق

بین مهرو ذتین واضعاً کفیه علیٰ اجنحة ملکین اذا طأطأ راسه قطر و اذا رفعه تحدر منه جمان کا للؤ لؤ فلایحل لکافر یجدریج نفسه إلامات ونفسه ینتهی حیث ینتهی طرفه فیطلبه حتی یدرکه بباب لُدّ فیقتله ثم یاتی عیسیٰ (ابن مریم) قوم قدعصمهم اللہ منه فیمسح عن و جو ههم ویحدثهم بدر جاتهم فی الجنة

(المسلم: الصحیح، کتاب الفتن واشراط الساعۃ باب ذکر الدجال، رقم الحدیث: ۷۳۷۳ صفحہ ۶۷۶ مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض

الترمذی: الجامع الصحیح، ابواب الفتن، باب ماجا، فی فتنۃ الدجال، رقم الحدیث: ۲۲۴۰ صفحہ ۶۷۶ مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض

ابن ماجہ: السنن، ابواب الفتن، باب فتنۃ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم وخروج یاجوج وماجوج رقم الحدیث: ۴۰۷۵ صفحہ ۷۴۷ مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض

ابوداؤد: السنن، کتاب الملاحم، باب خروج الدجال، رقم الحدیث: ۴۳۲۱ صفحہ ۲۵۸ مطبوعہ دارالسلام للنشر والتوزیع الریاض

ترجمہ: حضرت سیدنا نواس بن سمعان فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے دجال کا ذکر کیا اس میں اسے ذلیل بھی کیا اور اس کے فتنے کو بڑا بھی بتایا آپ کے اس بیان سے ہم یہ محسوس کرنے لگے کہ جیسے وہ انہی کھجوروں میں چھپا ہوا ہے جب ہم شام کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے چہروں پر خوف کے آثار دیکھ کر فرمایا کیوں تم لوگوں کا یہ حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے صبح دجال کا ذکر فرمایا تھا جس کی ذلت اور بڑائی ہردو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرماتی تھیں اس سے ہمیں یہ محسوس ہونے لگا کہ وہ ان

درختوں میں چھپا ہوا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگوں پر دجال
کے علاوہ مجھے اور لوگوں کا بھی ڈر ہے اگر دجال میری زندگی میں ظاہر ہوا تو
میں سب کی جانب سے اس کا مقابلہ کروں گا البتہ میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر
انسان اپنا تحفظ آپ ہی کرے گا اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا میرے بعد ذمہ دار
ہے دیکھو دجال جوان ہوگا اس کے بال گھنگریالے ہوں گے اس کی ایک
آنکھ اٹھی ہوئی ہوگی میں اس کی مشابہت عبدالعزی بن قطن (قوم خزاعہ کا
ایک شخص جو دورِ جاہلیت میں مر گیا تھا) کے ساتھ دیتا ہوں لہٰذا تم میں سے
جو کوئی اسے دیکھے اسے چاہیے کہ اس پر سورۃ الکھف کی ابتدائی آیات پڑھے
دیکھو عراق اور شام کے مابین ''خلہ'' کے مقام سے اس کا ظہور ہوگا روئے
زمین پر دائیں بائیں فساد پھیلاتا پھرے گا اے خدا کے بندو! دیکھو ایمان
پر ثابت قدم رہنا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ زمین پر
کتنا عرصہ رہے گا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چالیس دن ان میں سے
پہلا دن ایک سال کے برابر دوسرا ایک مہینہ کے برابر تیسرا ایک ہفتہ کے
برابر باقی دن ان تمہارے دنوں کے مثل ہوں گے ہم نے عرض کیا یا نبی
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس پہلے دن میں ہمارے لیے پانچ نمازیں کافی
ہوں گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ حساب کر کے سال بھر کی
پڑھنا' ہم نے عرض کیا اس کے چلنے کی رفتار آخر کتنی تیز ہوگی آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہوا کے برابر جو بادل کے ساتھ ہو اور وہ ہوا اس کے
ساتھ ہوگی وہ ایک قوم کے پاس آ کر انہیں اپنی الوہیت کی جانب بلائے گا
اور اس پر ایمان لائیں گے تو وہ پانی برسنے کا حکم دے گا پانی خوب برسے گا
زمین کو سبزہ اُگانے کا حکم دے گا تو زمین سبزہ اُگائے گی اور اناج پیدا ہوگا
جب اس قوم کے جانور شام کو چر کر واپس آیا کریں گے تو ان کے پستان

اوران کی کھوکھیں بھری ہوئی، کوہان اونچے اور موٹے تازے ہوں گے پھر وہ دوسری قوم کے پاس جائے گا اور ان سے اپنے اوپر ایمان لانے کی فرمائش کرے گا تو وہ انکار کریں گے تو یہ وہاں سے واپس ہوگا تو صبح کو وہ قوم قحط میں مبتلا ہوگی اور تمام مال واسباب سے خالی ہوگی کچھ بھی ان کے پاس نہ رہے گا اس کے بعد ایک ویران جگہ سے گزرے گا اور اس جگہ سے وہاں کے خزانے طلب کرے گا وہاں کے خزانے نکل کر اس طرح اس کے ساتھ ہو جائیں گے جیسے شہد کی مکھیاں یعسوب کے پیچھے چلتی ہیں پھر ایک نہایت ہی حسین اور خوبصورت جوان کو بلا کر قتل کرے گا اور اس کی لاش کے ٹکڑوں کو اتنے فاصلہ پر پھینک دے گا جتنی دور تیر جاتا ہے پھر اس کو طلب کرے گا تو وہ شخص زندہ ہوکر روشن چہرہ لیے ہنستا ہوا چلا آئے گا الغرض دجال اور دنیا والے اسی کشمکش میں ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ دمشق کے سفید مشرقی مینار پر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو نازل فرمائے گا آپ علیہ السلام اس مینار سے نیچے تشریف لائیں گے آپ علیہ السلام کے جسم پر اس وقت دو زرد کپڑے ہوں گے سر سے پانی کے قطرے ٹپکتے ہوں گے ان کی سانس میں اثر ہوگا کہ جس کافر کو لگ جائے گی وہ مر جائے گا اور آپ کی سانس وہاں تک جائے گی جہاں تک آپ کی نظر کام کرے گی حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دجال کو باب لد کے قریب پکڑ لیں گے وہاں اُسے قتل کریں گے وہ آپ علیہ السلام کو دیکھ کر نمک کی طرح پگھل جائے گا دجال کے قتل کے بعد حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ان لوگوں کے پاس جو دجال کے فتنے سے بچ رہے تشریف لا کر انہیں تسلی دیں گے۔ ان کے سامنے وہ درجات بیان کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لیے جنت میں تیار کیے ہیں۔

بارہویں دلیل:

عن ابی هريرة النبی صلی الله علیه وسلم قال الانبياء اخوة العلات ابوهم دينهم واحدٌ واُمها تهم شتی وانا اولی الناس بعیسی بن مريم لانه لم يكن بينی وبينه' نبی وانه نازل فاذا رايتموه فاعرفوه فانه رجل مربوع الیٰ الحمرة والبياض سبط كان راسه يقطر وان لم يصبه للٌ بين ممصر تين فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويعطل الملل حتی يهلك الله فی زمانه الملل كلها غير الاسلام ويهلك الله فی زمانه المسيح الدجال الكناب وتقع المنة فی الارض حتی ترتع الابل مع الاسد لايضر بعضهم بعضاً فيمكث ماشاء الله ان بمكث ثم يتوفی فيصلی عليه المسلمون ويد فنونه

(احمد بن حنبل: المسند' رقم الحدیث: ۲۴۲۹ جلد ۷ صفحہ ۹۳۱، رقم الحدیث: ۸۹۵۹ جلد ۷ صفحہ ۱۳۳ مطبوعہ دار الحدیث قاھرہ۔

نعیم بن حماد: کتاب الفتن، نزول عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام وسیرتہ رقم الحدیث: ۱۰۶۱ صفحہ ۱۹۳ مطبوعہ مکتبہ حنفیہ کانسی روڈ کوئٹہ

ابن جریر طبری: جامع البیان عن تاَ ویل القرآن المعروف ہے تفسیر طبری جلد ۴ صفحہ ۴۳۶۲ رقم الحدیث: ۲۷۸۰۱ مطبوعہ مکتبہ عثمانیہ کانسی روڈ کوئٹہ۔

ابن کثیر: تفسیر القرآن العظیم المعروف ہے تفسیر ابن کثیر، رقم الحدیث: ۴۳۳۲ جلد ۲ صفحہ ۵۱۴ مطبوعہ مکتبہ رشیدسر کی روڈ کوئٹہ

ترجمہ: حضرت سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جتنے انبیاء کرام علیہم السلام ہیں سب باپ شریک بھائی ہیں والد ایک اور مائیں علیحدہ علیحدہ ہیں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے سب سے زیادہ نزدیک میں ہوں میرے اور ان کے

درمیان کوئی نبی نہیں۔ دیکھو وہ ضرور نزول فرمائیں گے اور جب تم ان کو دیکھو تو فوراً پہچان لینا کیونکہ ان کا قد میانہ ہوگا۔ رنگ سفید سرخی مائل ہوگا۔ کنگھی کیے ہوئے سیدھے بال ہوں گے یوں معلوم ہوگا کہ سر سے پانی ٹپکنے والا ہے۔ اگرچہ اس پر کہیں تری کا نام نہ ہوگا۔ دو گیرو کے رنگ کی چادریں اوڑھے ہوں گے۔ وہ اُتر کر (نزول فرما کر) صلیب کو توڑ ڈالیں گے۔ خنزیر کو قتل کر دیں گے جزیہ ختم کر دیں گے اور تمام مذاہب ان کے زمانہ میں ختم ہو کر صرف ایک مذہب اسلام باقی رہ جائے گی اور ان کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ جھوٹے مسیح دجال کو ہلاک کرے گا اور زمین پر امن وامان کا وہ نقشہ قائم ہوگا کہ اونٹ شیروں کے ساتھ اور چیتے بیلوں کے ساتھ اور بھیڑیئے بکریوں کے ساتھ چریں گے اور لڑکے (بچے) سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور ایک دوسرے کو ذرا کوئی تکلیف نہ دے گا۔ اسی حالت میں جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا وہ رہیں گے پھر ان کی وفات ہو گی اور مسلمان ان پر نماز (جنازہ) ادا کریں گے اور ان کی تدفین کریں گے۔

تیرہویں دلیل:

حضرتِ سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علیٰ قبری وقال یا محمد لاجیبنہ'

(ابی یعلیٰ: المسند، رقم الحدیث: ۶۵۷۷ جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت، لبنان
آلوسی: تفسیر روح المعانی، زیر آیت خاتم النبیین جلد

ترجمہ: اُس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حضرت

سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام ضرور نزول فرمائیں گے اور اگر وہ میری قبر پر آکر کھڑے ہوں گے اور مجھ کو" یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم !" کہہ کر آواز دیں گے تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

مرزائیوں پر بطور الزامِ حجت عرض ہے کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

" والقسم یدل علیٰ أن الخبر محمول علی الظاھر لا تأ ویل فیه ولا استثناء وإفاھی فائدة کانت فی ذکر القسم"

(مرزا قادیانی: حمامۃ البشریٰ صفحہ ۱۵ مشمولہ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۲۹۱ مطبوعہ

ترجمہ: "اور قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ خبر (پیشن گوئی) ظاہر پر محمول ہے، نہ اس میں تاویل ہے اور نہ اس میں استثناء ورنہ پھر قسم کے ذکر کرنے میں کیا فائدہ ہے"۔

مذکورہ بالا نزول حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام والی حدیث چونکہ قسم کے ساتھ مشروط ہے لہٰذا اس (مرزا قادیانی) کے اصول سے بھی ثابت ہوا کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوں گے بلکہ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔

چودھویں دلیل:

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث مبارکہ جس میں دجال کا ذکر کیا گیا ہے میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وان من فتنته ان یا مر السما ان تمطر فتمطر ویامر الارض ان تنبت فتنبت وان من فتنته ان یمر بالحیی فیکذبو نه فلا تبقی الھم سالمة الاھلکت ۔ وان من فتنته ان یمر بالحیی فیصد قونه فیامر السماء ان تمطر فتمطر ویامر الارض ان تنبت فتنبت ۔ حتی تروح مواشیھم من یومھم ذلك أسمن مالکانت واعظمه وامده خواصر وادره ضروعاً وانه لایبقیٰ شیءٌ من

الارض الا وطـئـه وظهـر عليه الامكة والمدينة لايا تيهما من نـقـب مـن نـقـا بهما الا لقيته الملائكة بالسيوف صلتةً حتى يـنـزل عـنـد الظريب الاحمر' عند منقطع السبخة ـ فتر جف المدينة بأهلهاثلاث رجفاتٍ فلايبقى منافق ولامنافقة الاخرج اليـه فتـنـفيـى الـخبـث مـنهـا كما ينفى الكير خبث الحديد' ويـدغـى ذلك اليـوم يوم الخلاص، فقالت ام شريك بنت ابى العكر: يارسول اللهؐ فائن العرب يومئذ؟ قال: هم يومئذ قليل' وجلهم بيت المقدس وإما مهم رجلٌ صالحٌ ـ فبينما اما مهم قـد تـقـدم يصلى جهم الصبح، اذانزل عليهم عيسىٰ ابن مرنم الـصبـح فـرجـع ذلك الامـام يـنـكص يمشى القهقرى يتقدم عيسـىٰ يـصـلـى بالناس، فيضع عيسى يده بين كتفيه ثم يقول لـه: تـقـدم فـصـل نـانهـالك اقمت ـ فيصلى بهم امامهم فاذ انصرف قال عيسىٰ عليه السلام: افتحو الباب، فيفتح و وراء هُ الـدجـال مـعـه سبـعون ألف يهودى، كلهم ذوسيف محلى وساج فإ ذا نظرإليه الدجال ذاب كما يذوب الملح فى الماء ويـنـطلق هارباً ويقول عيسىٰ عليه السلام: ان لى فيك ضربة لـن تسبـقـنى بها' فيدركه عندباب اللدالشرقى فيقتله' فيهزم الله اليهـود فـلايـبـقى شى ءٌ مما خلق الله يتوارىٰ به يهودى الا أنطق الله ذلك الشى ءَ لا حجرولا شجر ولا حائط ولادابة إلا الـغرقدة فانها من شجر هم لاتنطق الا قال: يا عبدالله المسلم هذا يهودىٌ فتعال اقتله

(ابن ماجہ: السنن، ابوب الفتن، باب فتنہ الدجال وخروج عیسیٰ ابن مریم وخروج یاجوج وماجوج)

رقم الحدیث:۴۰۷۷صفحہ ۴۴۷/۷ ۵۴مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض

ابن کثیر:تفسیر القرآن العظیم المعروف ہے تفسیر ابن کثیر رقم الحدیث:۴۳۲۰جلد ۲صفحہ ۸۱۴مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ

ترجمہ: دجال کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ وہ آسمان کو پانی برسانے اور زمین کو اناج اگانے کا حکم دے گا اور اس روز چرنے والے جانور خوب موٹے تازے ہوں گے کوکھیں بھری ہوئی، تھن دودھ سے لبریز ہوں گے۔ سوائے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے کوئی خطہ زمین کا ایسا نہ ہوگا جہاں دجال نہ پہنچا ہوگا مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے کوئی خطہ زمین کا ایسا نہ ہوگا جہاں دجال نہ پہنچا ہوگا مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت فرشتے اسے برہنہ تلواروں سے روکیں گے دجال ایک سرخ پہاڑی کے قریب مقیم ہوجائے گا جو کھاری زمین کے قریب ہے اس وقت مدینہ منورہ میں تین مرتبہ زلزلہ آئے گا جس کی وجہ سے مدینہ منورہ میں جتنے مرد اور عورتیں منافق ہوں گے وہ اس کے پاس چلے جائیں گے اور مدینہ منورہ میل کو ایسے نکال کر پھینک دے گا جیسے لوہے کے میل کو بھٹی نکال دیتی ہے اس دن کا نام یوم الخلاص ہو گا اُم شریک بنت ابی العسکر نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس روز عرب جو بہادری اور شوق شہادت میں ضرب المثل ہیں کہاں ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرب کے مومنین اس روز بہت کم ہوں گے اور ان عرب مومنین میں سے اکثر لوگ بیت المقدس میں ایک امام کے (مہدی علیہ السلام) ماتحت ہوں گے ایک روز ان کا امام (حضرت سیّدنا مہدی علیہ السلام) لوگوں کو صبح کی نماز پڑہانے کے لیے کھڑا ہوگا کہ اتنے میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے وہ امام (مہدی علیہ السلام) آپ علیہ السلام کو دیکھ کر پیچھے ہٹنا چاہے گا کہ تا کہ حضرت سید نا

عیسیٰ علیہ السلام امامت کر سکیں حضرت سید نا عیسیٰ علیہ السلام ان کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمائیں گے یہ حق تمہارا ہی ہے اس لیے کہ تمہارے ہی لیے تکبیر کہی گئی ہے تم ہی نماز پڑھاؤ وہ امام (مہدی علیہ السلام) لوگوں کو نماز پڑھائیں گے بعد فراغت نماز حضرت سید نا عیسیٰ علیہ السلام قلعہ والوں سے فرمائیں گے درواز کھولو اس وقت دجال ستر ہزار یہودیوں کے ساتھ شہر کا محاصرہ کیے ہوگا ہر یہودی کے پاس ایک تلوار مع ساز وسامان کے ہوگی اور ایک ایک چادر ہوگی جب یہ دجال حضرت سید نا عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو اس طرح پگھل جائے گا جس طرح پانی میں نمک پگھل جاتا ہے اور آپ کو دیکھ کر بھاگے گا حضرت سید نا عیسیٰ علیہ السلام اس سے فرمائیں گے تجھے میرے ہاتھ سے ضرب کھانی ہے تو بھاگ کر کہاں جائے گا آخر کار حضرت سید نا عیسیٰ علیہ السلام اسے باب لد کے پاس پکڑ لیں گے اور قتل کر دیں گے پھر اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست عطا فرمائے گا اور خدا کی مخلوقات میں سے کوئی شے ایسی نہ ہوگی جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوگا چاہے وہ درخت ہو یا پتھر یا جانور یا دیوار ہر شئے یہ کہے گی اے اللہ کے بندے! اے مسلم! یہ یہودی میرے پیچھے چھپا ہوا ہے اسے آ کر قتل کر دے سوائے غرور کے (ایک درخت کا نام ہے غالباً تھور کو بولتے ہیں)۔

پندرہویں دلیل:

عن أوس بن أوس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ینزل عیسی بن مریم علیہ السلام عندالمنارۃ البیضاء شرقی دمشق

الطبرانی: المعجم الکبیر، رقم الحدیث: ۵۸۹ جلد ۱ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

الھیمثی: مجمع الزوائد، کتاب الفتن، رقم الحدیث: ۱۲۷۹۰ جلد ۸ صفحہ ۲۶۹ ورجالہ ثقات مطبوعہ

دارالکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: حضرت سیّدنا اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام دمشق کے مشرق میں سفید منارے کے پاس نازل ہوں گے''۔

سولہویں دلیل:

عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من ادرك منكم عيسیٰ بن مريم فليقرئه' منی السلام صلی اللہ علیه وسلم

(الحاکم: المستدرک علی الصحیحین، کتاب الفتن والملاحم، رقم الحدیث: ۸۳۶۸ ۵ جلد ۴ صفحہ ۵۸۵ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان

احمد بن حنبل: المسند، رقم الحدیث: ۷۹۵۸ جلد ۶ صفحہ ۷۰۳ مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ۔

السیوطی: الدر المنثور فی التفسیر بالماثور زیر آیت وان من اھل الکتاب الیؤمنین بہ قبل موتہ جلد ۲ صفحہ ۷۴۲ مطبوعہ محمد امین دصبح وشرکاہ بیروت، لبنان)

ترجمہ: حضرت سیّدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں سے جس شخص کی بھی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام سے ملاقات ہو وہ اُن کو میری طرف سے ضرور سلام کہہ دے''۔

ستارہویں دلیل:

فقیہہ الامت' حضرت سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

قال ان المسيح بن مريم خارجٌ قبل يوم القيامة ويستغن به

الناس عمن سواہ

(ہندی: کنز العمال، باب نزول عیسیٰ ابن مریم، رقم الحدیث: ۳۹۷۲۴ جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام یقیناً تشریف لا کر رہیں گے اور ان کی آمد کے بعد لوگ ان کے سوا سب سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

اٹھارہویں دلیل:

عن ثوبان مولی رسول الله صلی الله علیه وسلم قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم عصابتان من أمتی حررهما الله من النار عصابةٌ تغزو الهند و عصابةٌ تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیها السلام

(النسائی: السنن، کتاب الجهاد، باب: غزوۃ الهند، رقم الحدیث: ۳۱۷۷ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دار السلام للنشر والتوزیع الریاض، البخاری: التاریخ الکبیر، احمد بن حنبل: المسند، رقم الحدیث: ۲۲۲۹۵ جلد ۲۱ صفحہ ۵۰۰ مطبوعہ دار الحدیث قاہرہ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ جو نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میری اُمت کی دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے محفوظ رکھا ہے۔ ایک وہ جماعت جو اہل ہند سے جنگ کرے گی اور ایک وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام کے ساتھ ہو گی۔

انیسویں دلیل:

حضرت سیّدنا ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

ارشاد فرمایا:

ینزل عیسیٰ بن مریم علی ثما نمائة رجل وأربعمائة امرأة خیار من علی الأرض وأصلح من مضی

(الدیلمی: مسند الفردوس وھوالفردوس بمأ ثور الخطاب باب، الیاء، رقم الحدیث: ۵۳۹۸ جلد ۵ صفحہ ۵۱۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

الھندی: کنز العمال، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، رقم الحدیث 38861 جلد 14 صفحہ 148 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ترجمہ: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام ایسے آٹھ سو مردوں اور چار سو عورتوں پر آسمان سے نزول فرمائیں گے جو تمام روئے زمین پر سب سے بہتر ہوں گے۔

بیسویں دلیل:

عن عبداللہ بن عمرو قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل عیسیٰ ابن مریم الی الارض فیتنزوج ویو لد لہ' و یمکث خمساً واربعین سنة ثم یموت فیدفھن معی فی قبری فاقوم انا و عیسیٰ ابن مریم فی قبرواحد بین الی بکر وعمر

(التبریزی: مشکوۃ المصابیح، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام، الفصل الثالث صفحہ ۴۸۰ مطبوعہ اصح المطابع وکارخانہ تجارت کتب بالمقابل آرام باغ کراچی

ابن الجوزی: الوفابأ حوال المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ابواب بعثہ وحشرہ وما یجری لہ صلی اللہ علیہ وسلم الباب الثانی: فی حشر عیسیٰ بن مریم مع نبینا' رقم الحدیث: ۱۵۷۵ صفحہ ۲۳۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، لبنان

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہا السلام زمین پر نزول فرمائیں گے یہاں شادی کریں گے ان کے اولاد ہوگی پینتالیس برس رہیں گے اس کے بعد ان کی وفات ہوگی میرے ساتھ میرے مقبرہ پاک میں دفن ہوں گے روزِ قیامت، میں اور وہ ایک ہی مقبرے سے اس طرح اٹھیں گے کہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہم دونوں کے داہنے بائیں ہوں گے"۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

عن عائشہ قالت قلت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی اری انی اعیش من بعدك فتأذن لی ان ادفن الی جنبك فقال وانی لك بذالك من موضع مافیه الا موضع قبری و قبرابی بکر وعمر وعیسیٰ بن مریم

(الھندی: کنز العمال، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام رقم الحدیث: ۳۹۲۷۳ جلد ۱۴ صفحہ ۲۶۲ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، لبنان

المستغفری: دلائل النبوۃ، باب نزول عیسیٰ ابن مریم رقم الحدیث: ۳۷۳ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ مطبوعہ دارالنوادر الریاض

ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتی تھیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرا خیال ہوتا ہے شاید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک زندہ رہوں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو اس کی اجازت دیں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اس کی بھلا کیسے اجازت دے سکتا ہوں۔ یہاں تو صرف میری قبر اور (حضرت سیّدنا) ابوبکر رضی اللہ عنہ اور (حضرت سیدنا) عمر رضی اللہ عنہ کی قبریں اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی قبر مقدر ہے۔

ان تمام احادیث سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ان احادیث میں جس مسیح کے نزول کی پیشن گوئی (خبر) ارشاد فرمائی گئی ہے اس سے وہی مسیح مراد ہیں جن کا ذکر مبارکہ قرآن مقدس میں ہے اور وہی مسیح مراد ہیں کہ جو حضرت سیدہ مریم سلام اللہ علیہا کے بطن اقدس سے بلا باپ کے نفخہ، حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سے پیدا ہوا اور وہی مسیح مراد ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے اپنی الہامی کتاب انجیل اتاری اور اس سے مراد وہی مسیح ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغمبر برحق بنا کر بنی اسرائیل والوں کی طرف نازل فرمایا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ نزول سے اُمت محمدیہ میں سے کسی دوسرے فرد کا پیدا ہونا مراد نہیں۔
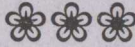
عقیدۂ ختم نبوت کا حقیقت پسندانہ مطالعہ

طارق مجاہد، (جہلمی)

اسلامی اصطلاح میں ''خاتم النبیین'' کے معنی آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ''ختمِ نبوت'' کا مفہوم نبوت کا دروازہ بند ہونے کے ہیں۔ وسیع مفاہیم میں نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی قسم کا تشریعی، ظلی یا بزوری نبی نہیں آئے گا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ نبوت ایک نعمت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کا دروازہ کیوں بند کر دیا؟ یقیناً ایک غیر جانبدار عمومی ذہن اس کے جواب میں متلاشی نظر آتا ہے۔ تو پھر اس سوال کے جواب کی تفصیلات ملاحظہ کریں۔

ختم نبوت کیوں؟

نبوت کا سلسلہ عقل انسانی کے ناکافی ہونے، ترقی پذیر انسانیت کے نئے دور کے تقاضوں کو پورا کرنے اور سابق رسول کی تعلیمات میں تغیر و تبدل کر دور کرنے اور دیگر مصلحتیں ساتھ لیے چلتا رہا۔ یہاں تک کہ انسانیت اپنی عقل میں حد بلوغ کو پہنچ گئی اور ایسے حالات پیدا ہو گئے کہ پوری انسانیت کی ہدایت اور اتمام حجت کے لیے ایک ہی رسول مبعوث کیا جائے۔ جس کی کتاب تمام آسمانی کتابوں کا خلاصہ اور ان کی صحیح تعلیمات کا خزانہ ہو اور جس کے دین کامل کی حفاظت کا انتظام کر لیا گیا ہو اور جو ترقی پذیر انسانیت کی ہدایت کے لیے اپنے اندر سامان رشد و ہدایت رکھتا ہو رب العالمین نے جو اسی منطقی انجام اور اجل مسمی کے انتظار میں تھا۔ موزوں وقت آتے ہی تمام انسانوں

کے لیے اپنے آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ختم نبوت کے تمام عقلی تقاضے پورے کر دیئے۔

عقل انسانی کا تقاضا؟

عقل انسانی کی بتدریج ترقی اس امر کی متقاضی ہے کہ اگر کسی سٹیج پر ایک ایسا رسول بھیجا جائے جو عالم غیب کے اسرار کا امین اور احکام خداوندی کا امین و نقیب ہو اور جس کی تعلیمات بذریعہ وحی کامل اور جامع بنادی گئی ہوں۔ جو زندگی کے ہر شعبہ کے لیے سامان رشد و ہدایت رکھتا ہو اور جس کے لیے دین کامل محفوظ بنایا گیا ہو تو نبوت کا دروازہ بند کر کے عقل انسانی کو ایسے کامل الصفات رسول علیہ السلام کی تعلیمات کو سمجھنے اور سمجھانے کا موقع بخشا جائے تو بہت اچھا ہو۔

تقاضائے فطرت کی تکمیل:

دین اسلام انسانی فطرت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہو، آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر تاجدار ختم نبوت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر کمال کو پہنچا ہے اور پوری انسانیت کو تا قیامت اسی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت پر مجبور کر دیتا ہے اور یوں رب تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کے سلسلے کو ختم کر کے بار بار ایمان و کفر کی آزمائش سے نجات دے دیتا ہے۔

ایک عتراض کا جواب:

کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ نبوت ایک نعمت ہے اسے ختم کیوں کر دیا جائے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ نبوت کا اجراء ضرورت کے تحت ہوا۔ جیسا کہ اس سے قبل عرض کیا ہے جب ضرورت باقی نہ رہے اور خود اللہ بھی اس کے ختم کرنے کا اعلان کر چکا ہو تو اسے جاری رکھنے کی منطق سمجھ میں نہیں آتی۔

معرفت الٰہیہ کا انتظام

جہاں تک اللہ کی معرفت اور عالم غیب کے اسرار و رموز کی آگہی کا تعلق ہے تو یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور اولیائے کرام شریعت کی اطاعت میں سلوک کی منزلیں طے کرتے رہیں گے اور ''وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا'' کے تحت حق تعالیٰ انہیں اپنی معرفت سے نوازتا رہے گا اور وہ اپنے استدلالی ایمان کو کشفی ایمان میں بدلتے رہے کہ کسی آخری رسول کو بھیج کر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا جائے۔ وہاں رحمت الٰہی کا بھی تقاضا ہے کہ انسانوں کو نبوت و رسالت پر ایمان لانے کی آزمائش سے نجات دی جائے اور اس آزمائش کو آخری نبی کی بعثت پر ختم کر دیا جائے۔

آخری رسول ہونے پر مندرجہ ذیل باتیں ہونا ضروری ہیں:۔

(۱) وہ رسول کسی خاص قوم یا علاقہ کی طرف نہ بھیجا گیا ہو بلکہ تمام انسانوں کے لیے اللہ کا رسول ہو۔

(۲) اس کی تعلیمات جامع ہوں تا کہ ہر زمانے کے لوگ ان پر عمل پیرا ہو کر سعادت حاصل کر سکیں۔

(۳) اس کی تعلیمات کی حفاظت کا مکمل انتظام ہو۔

(۴) وہ کوئی ایسی جماعت اپنے بعد چھوڑ جائے جو اس کے مشن کو بطریق احسن جاری رکھے۔

(۵) ایسی جماعت تا قیامت رہے تا کہ رسول کے پیغام کو ہر دور کے لوگوں تک پہنچایا جا سکے۔

(۶) وہ خود بھی اعلان کرے کہ وہ آخری نبی اور رسول ہے۔

(۷) اللہ کی طرف سے اس اعلان کی مکمل تائید ہو۔ یعنی وہ کتاب اللہ لے کر آئے جس میں اس بات کا واضح ذکر ہو۔ اگر ان شرائط کی روشنی میں دنیا کے تمام رہنماؤں اور

اللہ کے پیغمبروں کو دیکھیں تو ان صفات سے متصف صرف ایک ذات نظر آتی ہے اور وہ ہیں تاجدار ختم نبوت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم۔

علامہ اقبال کی رائے:

اسلام میں نبوت چونکہ اپنے معراج کمال کو پہنچ گئی، لہٰذا اس کا خاتمہ ضروری ہوگیا۔ اسلام نے خوب سمجھ لیا کہ انسان اب ہمیشہ سہاروں پر زندگی بسر نہیں کرسکتا۔ اس کے شعور ذات کی تکمیل ہوگی تو یونہی وہ خود اپنے وسائل سے کام لینا سیکھے۔

(تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، ص ۱۹۳)

یہاں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کو حریت ذہنی اور آزادی فکر کا منبع و سرچشمہ قرار دیا ہے۔ تصور خاتمیت انسان کی آزادی فکر کا وہ منشور ہے جو انسان کو دوسروں کے خارجی احوال ہی سے نہیں بلکہ انہیں باطنی واردات سے بھی آزاد کرتا ہے۔ ختم نبوت ہر قسم کے ذہنی وروحانی استحصال کے خلاف ایک مضبوط حصار ہے۔

(فکر اسلامی کی تشکیل نو، ص ۱۳۰)

عربی زبان کی ایک اہم خصوصیت کو نمایاں کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ دنیا میں عام طور پر زبانوں میں اندرونی ارتقاء مسلسل ہوتا رہتا ہے اور کہتے ہیں پانچ سو سال بعد وہ زبان ناقابل فہم ہو جاتی ہے۔ مثلاً مشہور انگریز شاعر چاہیلر (Chauler) (ت ۱۴۰۰ء) کی نظموں کو اس کے جنم بھون لندن میں اب کوئی انگریز سمجھ نہیں سکتا۔ بجز انگریزی کے مختص اساتذہ کے۔ یہی حال فرانسیسی، جرمنی، روسی زبان وغیرہ کا ہے۔ اس کی تاریخ میں واحد استثنا عربی زبان ہے اور یقیناً قرآن کی برکت سے گزشتہ پندرہ سو سال سے نہ صرف عربی حرف ونحو بدلی نہ الفاظ کے معنی۔ حتیٰ کہ تلفظ میں بھی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔ اگر آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوں (ظاہری زندگی کے اعتبار سے) تو عربی ریڈیو اور عربی اخباروں کو اسی آسانی سے سمجھ سکیں گے جس طرح آپ اپنے ہم عصر عربوں کو سمجھ سکتے تھے یا ہم قرآن وحدیث کو سمجھ سکتے ہیں۔ دونوں

زمانوں کی زبانوں میں قطعاً کوئی فرق نہیں ہے۔ عربی کی مقامی بولیوں میں چاہے فرق ہو۔ لیکن عربوں کے لکھنے پڑھنے کی علمی زبان ہر جگہ یکساں ہے۔ اگر عربی میں یہ استحکام نہ ہوتا تو پھر ''رحمان ورحیم'' اللہ کی ضرورت پیش آتی کہ ایک نیا پیغمبر بھیجے اور قرآن ایک نئی زبان میں نازل کرے۔

(فرانسیسی زبان کی پیدائش میں عربی کا حصہ، ص: ۳۳۱، ۴۳۱)

اسلام کی جامعیت ختم نبوت میں پوشیدہ ہے:

اسلام کا سب سے نمایاں پہلو اس کا جامع ہونا ہے۔ اس سے پہلے جتنے دین جتنے مذہب آئے وہ مخصوص مقامات، مخصوص حالات اور مخصوص طبقات کے لیے تھے۔ انہوں نے زندگی کے چند مخصوص پہلوؤں پر زور دیا اور ان پہلوؤں کی اصلاح اور ان کے مسائل کے حل کے ساتھ ان کی افادیت ختم ہوگئی۔ نئے حالات، نئے تقاضے پیدا ہوئے، جن کے حل کے لیے نئے طور پر احکام وحی ہوئے اور ان کی روشنی میں ایک نظام وضع ہوا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ کوئی نیا نظام نہیں آئے گا۔ کوئی وحی نہیں آئے گی اور کوئی کتاب نہیں آئے گی تو پھر حکمت الٰہی یہی ٹھہری کہ آخری دین کو جامع بنا دیا جائے۔ یہ سب مذاہب کا وارث ہو۔ سب پیغمبروں کا اقرار کرے۔ سب کتابوں کی صداقت کا احترام کرے کیونکہ تمام گزشتہ ادوار کو اپنائے بغیر ابدیت کا کوئی تصور قائم نہیں ہوسکتا۔ سب مدارج کو اپنائے بغیر معراج ارتقاء نہیں ہوسکتا۔

اسلام میں آدم علیہ السلام کی عبودیت، ابراہیم علیہ السلام کا تفکر اور وحدت حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تسخیر فطرت، حضرت یوسف علیہ السلام کی عصمت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قدرت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محبت سب ایک متوازن آمیزے کی صورت میں موجود ہیں۔ اس لیے توازن پیغام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان امتیازی ٹھہری۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اس امر کی دلیل

ہے کہ اب انسان شعوری طور پر بالغ ہو گیا۔ اب اسے ہر مرحلے، ہر نئے مسئلے کے حل کے لیے واضح الہامی رہنمائی کی ضرورت نہیں بلکہ اسلام کے ابدی، آفاقی اور اٹل اصولوں کی روشنی میں وہ اپنے تمام مسائل کا حل خود ڈھونڈ سکتا ہے۔ اب اسلام کی قبا کسی پہ تنگ نہیں ہوگی کیونکہ انسانی نشو و نما بلوغت کو پہنچ چکی ہے۔ اسی لیے اس ابدی اور آفاقی پیغام کو لانے والا ایک ایسا نبی مبعوث کیا گیا۔ جس کی زندگی کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے۔ ان جملہ امور کی بنیاد پر اسلام میں نبوت کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

(پیغمبر اسلام کے پیغام کی آفاقیت، ص:۱۶، ۲۶)

خاتم النبیین کا مفہوم قرآن وحدیث کی روشنی میں

قرآن مجید نے مختلف اسالیب میں نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا اعلان کیا اور پھر اس سلسلہ نبوت کو ابدالاباد تک ختم کرنے کے لیے بالوضاحت اور بالتصریح فرمایا:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبیین ہیں''۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں لفظ ''خاتم النبیین'' استعمال ہوا ہے۔ ذخیرہ تقاسیر تمام کا تمام اس کے معنی آخری نبی یا نبیوں کو ختم کرنے کا معنی استعمال کرتا ہے۔ اگر یہاں تفاسیر کے حوالے دیئے تو مضمون کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ لہٰذا اس لفظ کا جو مفہوم خود نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کیا وہ پیش کر دیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ حدیث پاک میں لفظ خاتم النبیین کے معنی ''لا نبی بعدی'' (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) کے ہیں۔

☆ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوہ تبوک پر روانگی کے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا

تجھے پسند نہیں کہ میرے ہاں تیرا وہی مقام ہو جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ہاں تھا۔ سوائے اس کے کہ (لَانَبِیَّ بَعْدِیْ) میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(بخاری ص:۳، ج۶) (مسلم، ص ۱۸۷، ج۴)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کا نظام انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ میں رہا۔ ایک نبی دنیا سے جاتا تو دوسرا نبی اس کی جگہ بھیج دیا جاتا مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ میرے بعد بہت زیادہ خلفاء ہوں گے۔ (بخاری، ص ۶۰۲، ج ۵)

☆ نبی کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں تیس ۳۰ کذاب (بہت زیادہ جھوٹے) ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک نبوت کا دعویٰ کرے گا کیونکہ "وانی خاتم النبیین لانبی بعدی" میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

(ترمذی، ص ۸۳۳، ج ۳) (ابن ماجہ، ص ۱۳۰، ج ۴)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے مکان بنایا اور اسے خوبصورت بنانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔ مگر کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ پس لوگ اس گھر کے گرد گھومتے (اس کی خوبصورتی کو دیکھ کر) تعجب کا اظہار کرتے اور یہ بھی کہتے کہ یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اینٹ میں ہوں اور میں آخری نبی یعنی خاتم النبیین ہوں۔ (بخاری، ص ۱۰۵، ج ۱)

مذکورہ بالا احادیث نے نئی نبوت کی گنجائش واضح الفاظ میں ختم کردی اور واضح ہو گیا کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں خاتم النبیین کا مفہوم "لانبی بعدی" (یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) ہے۔

خاتم کے لفظ ''تا'' کی زیر یعنی خاتم کا معنی ختم کرنے والا ہوں گے۔ یعنی سلسلہ انبیاء کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ختم کرنے والے ہیں۔ اگر خاتم کی تا کو زبر کے ساتھ یعنی خاتم پڑھیں تو معنی یہ ہوگا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلہ نبوت اور سلسلہ انبیاء کو ختم کیا گیا کیونکہ لغت میں خاتم کے معنی ''مایختم'' یعنی جس سے کوئی چیز ختم کی جائے۔ عربی میں کسی چیز کے آخر میں خاتم الشئی کہا جاتا ہے۔ صاحب لسان العرب علامہ ابن منظور فرماتے ہیں:۔

''وادی کے آخری کونہ کو ختام الوادی کہا جاتا ہے۔ قوم کے آخری فرد کو ختام، خاتم اور خاتم کہا جاتا ہے اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آیت کریمہ میں خاتم النبیین کہا گیا ہے''۔

(حضور بحیثیت خاتم النبیین، ص ۱۹۶) (دائرہ المعارف ص ۱۵۸، ج ۸)

یورپ میں مرزائی احباب کو جب مسلمان ''ختم نبوت'' کے دلائل دیتے ہیں تو قادیانی احباب مقابل میں کہتے ہیں کہ ہم ختم نبوت کے انکاری تو نہیں۔ بالخصوص یورپ میں ہماری نئی نسل جو پروان چڑھ رہی ہے اسے کہتے پھرتے ہیں یہ تو ہمارے خلاف پروپیگنڈہ ہے۔ برملا طور پر مرزا غلام قادیانی کی مندرجہ ذیل عبارات پیش کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اقرار:

قرآن شریف میں ''ختم نبوت'' کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق ہے اور حدیث ''لا نبی بعدی'' میں بھی نفی عام ہے۔ پس کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رذیلہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے۔

(۱) خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی کو جاری کر دیا جائے کیونکہ شان نبوت باقی ہے۔ اس کی

وجہ سے وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔ (ایام صلح، ۱۴۱، از غلام احمد قادیانی)

(۲) ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

(اقتباس صاحب مندرجہ تبلیغ رسالت، ص۲، ج۶)

(۳) میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رُو میں علم الثبوت ہیں اور سیّدنا و مولانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگئی۔ (مرزا صاحب کا اشتہار، ۱۲۱ کتوبر ۱۹۸۱ء)

(۴) اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس اللہ سے شرم کرو جس کے سامنے حضر کیے جاؤ گے۔

(آسمانی قبضہ ۵۲، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

مندرجہ بالا تحریریں اس امر کی نشاندہی کر رہی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ختم نبوت پر یقین رکھنے کے ساتھ مدعی نبوت و رسالت کو کافر، کاذب و ملعون جانتے ہیں۔ ختم نبوت کو شرارت و گستاخی گردانتے ہوئے وحی نبوت کے اجراء کو بے شرمی اور قرآن دشمنی قرار دیتے ہیں۔ (خاتم النبیین کا مفہوم، ص، ۹۱، ج ۰۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کا انکار:

اب تصور کا دوسرا رُخ ملاحظہ کریں جو کہ مرزا صاحب کی کتابیات سے ماخوذ ہے۔

(۱) ادائل میں میرا عقیدہ تھا کہ مجھ کو ''مسیح'' سے کیا نسبت ہے۔ وہ نبی ہے اور اللہ کے مقربین سے ہے اور اگر کوئی امر میری فضلیت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اس کی جزوی فضلیت قرار دیتا تھا مگر بعد میں '' خدا کی وحی بارش کی طرح میرے اوپر

نازل ہوئی''۔ اس نے مجھے عقیدے پر قائم نہ رہنے دیا اور ''صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا'' مگر اس طرح سے ایک پہلو سے ''نبی'' اور ایک پہلو سے ''امتی''۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۹، از غلام احمد قادیانی)

(۲) چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے ''بیعت'' کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ وہ پاک وحی جو میرے اوپر نازل کرتا ہے۔ اس میں ایسے لفظ ''رسول'' اور ''مرسل'' اور ''نبی'' کے موجود ہیں۔

(ایک غلطی کا ازالہ، ص ۲، مصنف غلام احمد قادیانی)

(۳) میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام ''نبی'' رکھا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۸۶)

(۴) سچا ہے وہی خدا جس نے قادیانی میں اپنا ''رسول'' بھیجا۔ (دافع البلاء، ص ۱۰)

(۵) ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ ''رسول'' کو قبول نہیں کیا۔ مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں سے آخری نور ہوں۔ (کشتی نوح، ص ۱۸)

(۶) اس ''وحی'' کو جو میرے اوپر نازل کی گئی فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔

(حاشیہ اربعین، ص ۷)

(۷) اور خدا کا کلام مجھ پر نازل ہوا ہے اور وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہ ہوگا۔

(حقیقۃ الوحی، ص ۳۹۱)

(۸) یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ یہ خیال کیا جائے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وحی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ، ص ۱۸۳، ج ۵)

قادیانی افراد سے سوال:

میں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اقرار وانکار کی تحریرات پیش کی ہیں۔ تو میرا قادیانی افراد سے سوال ہے کہ دونوں میں سے کونسی درست ہے؟ اصولی طور پر دونوں خیالات میں سے ایک کا غلط ہونا ٹھہرتا ہے۔ جب دونوں میں سے ایک کے غلط ہونے کا اقرا ہوگا تو منطقی نتیجہ مصنف کے جھوٹے ہونے کا ہوگا۔ اس اعتبار سے مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی ہی تحریرات میں جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یعنی وہ جس کا اقرار کرتا ہے، اسی کا برملا انکار کررہا ہے۔ اب میں انصاف پسند احباب سے پوچھتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ ایسا شخص کیا ہوسکتا ہے؟

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی ہی تحریرات کی روشنی میں

مذکورہ بالا مرزا غلام احمد قادیانی کے اعتقادات اور دعادی کے دوُرخ پیش کیے۔ جس میں تضاد، تخالف اور تناقض پایا گیا ہے۔ اب اس تناقض کے بارے میں مرزا کا معیار ملاحظہ کرلیں اور اس کی روشنی میں قادیانی امت کے بارے میں معلوم ہوجائے گا کہ وہ کیا ہے؟ چنانچہ مرزا اپنی تحریرات میں لکھتا ہیں:

(۱) اس شخص کی حالت ایک غیر مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۴۶۱)

(۲) ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو تناقض نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے انسان پاگل ہے یا منافق۔ (ست بچن، ص ۱۲)

(۳) جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمد، ص ۲۱۱، ج ۵)

مذکورہ بالا مرزا صاحب کے متعینیہ اصولوں کے مطابق جس شخص کے اقوال میں تضاد اور تناقض پایا جائے وہ پاگل، منافق، مخبوط الحواس اور جھوٹا ہے۔

(خاتم النبیین کا مفہوم، ص ۹۱)

میں نے منصف مزاج احباب کے سامنے دلائل رکھ دیئے ہیں تاکہ وہ خود اس امر کا فیصلہ کریں کہ ان کے نزدیک حق کیا ہے؟ تناقض اور تضاد پر مبنی اقوال کی روشنی میں مرزا صاحب اور ان کی جماعت کا معیار کیا ہے؟

ختم نبوت کا موضوع وسیع ضخانت کا متقاضی ہے۔ مگر میں نے ایک وسیع، مختلف الجہات اور متنوع موضوع کی تفصیلات کو اجمال میں سمیٹا اور اسے عقلی، نقلی اور تحقیقی دلائل کے ساتھ جامع کر کے پیش کیا۔

انگریزی خدا کا انگریز نبی

یعنی

مرزا غلام احمد قادیانی بحیثیت انگریز ایجنٹ

مفتی محمد اشرف القادری محدث نیک آبادی کی ٹھوس حقائق پر مبنی تحریر

"اللہ رب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نحن عباد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔"

انگریز تجارت کے بہانے انڈیا میں داخل ہوئے اور بڑی عیاری و مکاری سے ملک پر قابض ہو گئے۔ 1857ء میں مسلمانوں نے ظالم و غاصب انگریز کو انڈیا سے نکالنے کی غرض سے تحریک جہاد چلائی۔ مولانا شاہ فضل حق خیر آبادی، مفتی کفایت علی کافی و دیگر اکابر علماء اہل سنت نے فتویٰ دیا کہ "انگریز کے خلاف جہاد فرض ہے" جنگ آزادی لڑی گئی بعض نام نہاد مسلم راہنماؤں کی ملی بھگت و غداری سے مسلمان مجاہدین ناکام ہوئے اور مسلم سلطنت مغلیہ کا آخری تاجدار "بہادر شاہ ظفر" بھی شہید کر دیا گیا۔ انگریزوں کا قبضہ مستحکم ہو گیا۔ ظالم انگریزوں کے ہاتھوں مقبوضہ انڈیا میں لاکھوں بے گناہ مسلمانوں کا بہیمانہ قتل و بربادی، ہزاروں مساجد کی مسماری، بے شمار اسلامی مدارس کی تباہی، قرآن مجید کے نسخوں کو نذر آتش کیا جانا، اکابر علماء اسلام کو پھانسی یا عمر قید با مشقت کی سزا اور لاتعداد ہنستے بستے مسلمانوں گھرانوں کی ویرانی عمل میں آئی۔ خصوصاً اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ڈنکے کی چوٹ پر نہایت ہی دل

آزار جھوٹے طعنے واعتراضات اور کھلے بندوں بدترین گستاخیاں کی گئیں۔جن سے مسلمانوں کے کلیجے چھلنی ہو گئے۔

بایں ہمہ انگریز مسلمانوں کے عشق نبوی وجذبہ جہاد سے قطعاً غافل نہ تھا۔لہٰذا انہوں نے ''تقسیم کرو......اور حکومت کرو'' کی پالیسی پر اپنے عمل کی پالیسی بنائی۔ اور دوسری طرف ایک طے شدہ سازش کے مطابق سید احمد آف رائے بریلی جیسے انگریزی ولی اور شاہ اسماعیل دہلوی پھر آگے چل کر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی اور سر سید احمد خان علی گڑھ جیسے سرکار انگریزی کے خوشامدی ووفادار علماء تیار کئے۔نیز ایک عدد انگریزی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کو جنم دیا جو کہ مسلمانوں کے اتحاد ملت کا شیرازہ پارہ پارہ اور حرارت عشق نبوی کو کافور، اور خصوصاً جذبہ جہاد کو اہل اسلام کے دلوں سے نیست ونابود کرنے کی خدمات انجام دیں۔چنانچہ ان سے بڑھ کر یہ خدمات آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی انگریزی نبوت اور اس پیغمبری کے الہامات کے ذریعے انجام دیں۔حالانکہ رب محمد (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اپنے پاک قرآن میں پکار پکار کے فرما رہا تھا:

''یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَھُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَآءَ بَعْضُھُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ ط وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ مِّنْکُمْ فَاِنَّہٗ مِنْھُمْ ط اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ○ فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْھِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰٓی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَۃٌ ط فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَّاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِہٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَآ اَسَرُّوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ نٰدِمِیْنَ ○''

''اے ایمان والو! یہود ونصاریٰ (انگریز نصاریٰ ہی ہیں) کو دوست نہ بناؤ۔وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں جو کوئی

ان سے دوستی رکھے گا تو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بے انصافوں کو ہدایت نہیں دیتا، اب تم انہیں دیکھو جن کے دلوں میں آزار (کھوٹ) ہے کہ یہود و نصاریٰ (انگریزوں) کی طرف دوڑتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہ ہم پر کوئی گردش آجائے۔ تو نزدیک ہے اللہ تعالیٰ فتح لائے یا اپنی طرف سے کوئی حکم۔ پھر اس پہ جو (انہوں نے) اپنے دلوں میں چھپایا تھا پچھتاتے رہ جائیں۔''

(المائدۃ:۵۰،۵۱،۵۲)

چنانچہ پیش نظر مقالے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی ''ولائے نصاریٰ'' یا ''انگریزی دوستی'' کے چند نمونے نہایت ہی اختصار کے ساتھ مرزا کی اپنی تحریروں میں سے سپرد قلم کئے جاتے ہیں۔

مرزا کس خاندان سے اور کس باپ کا بیٹا ہے؟

مرزا لکھتا ہے کہ:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ (انگریزی) کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جس کا ذکر مسٹر گرفینی صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔ اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی۔ یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔''

(کتاب البریت کے شروع میں مطبوعہ اشتہار'' صفحہ:۳، سطر:۱۸ تا ۲۳، مطبوعہ ۱۹۳۲، بار دوم)

سرکارانگریزی کی خدمت میں 64 گھوڑے اور سوار

مرزالکھتا ہے:

''57ء کے مفسدہ میں جب بے تمیز لوگوں (مجاہد اسلام) نے اپنی محسن گورنمنٹ (برطانیہ) کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا، تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیئے۔ اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت گزاری کی اور انہی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہردلعزیز ہو گئے۔

چنانچہ جب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریزی بڑی عزت سے پیش آتے تھے۔''

(''شہادۃ القرآن کاضیمہ بعنوان انگلشیہ گورنمنٹ کی توجہ کے لائق'': صفحہ:۱، سطر ۷ تا ۱۰، مطبوعہ؟؟؟ ۱۹۶۸ء ربوہ)

100 سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے

مزید لکھتا ہے:

''وہ سرکار انگریزی کے بڑے خیر خواہ جاں نثار تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے ایام غدر (1857ء) میں پچاس گھوڑے وسواران ہم پہنچا کر سرکار انگریزی کو بطور مدد دیئے تھے۔ اور وہ بعد اس کے بھی ہمیشہ اس بات کے لئے مستعد رہے، کہ اگر پھر بھی کسی وقت ان کی مدد کی ضرورت ہو تو بدل و جان اس گورنمنٹ کو مدد دیں۔ اور اگر 1857ء کے غدر کا کچھ اور بھی ہوتا تو 100 سوار تک اور بھی مدد دینے کو تیار تھے۔''

(''ستارہ قیصرہ'': صفحہ:۳، مطبوعہ ۱۹۲۵، امرتسر، سطر: ۱۴ تا ۱۹)

مرزا کا مسیح موعود بن کر آنا کس کے وجود کی برکت سے ہے

مرزا لکھتا ہے:

"یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا (اے ملکہ معظمہ وکٹوریہ، قیصرہ ہند) تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔"

("ستارہ قیصرہ": صفحہ:۸)

مرزا کا آنا ملکہ وکٹوریہ کی تحریک سے ہوا

مرزا لکھتا ہے:

"اے بابرکت قیصرۂ ہند! تجھے یہ عظمت اور نیک نامی ہو! خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تا کہ پرہیز گاری اور نیک اخلاقی اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔"

("ستارہ قیصرہ": صفحہ:۹)

انگریز کا خود کاشتہ پودا

مرزا اپنی انگریزی سرکار کی خدمت میں عریضہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

"یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار (حکومت انگلشیہ) ایسے خاندان (مرزا کے خاندان) کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چھٹیات میں یہ گواہی دی ہے

کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے خیر خواہ اور خدمت گزار ہے اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم واحتیاط سے اور تحقیق وتوجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت ومہربانی کی نظر سے دیکھیں۔''

(تبلیغ رسالت'': ج:۷، صفحہ:۱۹)

خدا نے مرزا کو انگریزی سرکار کے دلی اغراض ومقاصد میں اعانت کیلئے بھیجا ہے

مرزا لکھتا ہے:

''اور میں اپنی عالی شان جناب ملکہ معظّمہ قیصرۂ ہند کی عالی خدمت میں اس خوشخبری کو پہنچانے کے لئے بھی مامور ہوں کہ جیسا کہ زمین پر اور زمین کے اسباب سے خدا تعالیٰ نے اپنی کمال رحمت اور کمال مصلحت سے ہماری قیصرۂ ہند دام اقبالہا کی سلطنت کو اس ملک اور دیگر ممالک میں قائم کیا ہے تا کہ زمین کو عدل اور امن سے بھرے۔ ایسے ہی اس نے آسمان سے ارادہ فرمایا ہے کہ اس شہنشاہ مبارکہ قیصرۂ ہند کے دلی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے جو عدل وامن اور آسودگی عامہ خلائق اور رفع فساد اور تہذیب اخلاق اور وحشیانہ حالتوں کا دور کرنا ہے، اس کے عہد مبارک میں اپنی طرف سے اور غیب سے اور آسمان سے کوئی ایسا روحانی انتظام قائم کرے، جو حضور ملکہ معظّمہ کے دلی اغراض کو مدد دے...... سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے تا کہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت

اللحم میں پیدا ہوا اور ناصرہ میں پرورش پائی، حضور ملکہ معظّمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں اس نے مجھے بے انتہا برکتوں کے ساتھ چھوا اور اپنا مسیح بنایا تا کہ وہ ملکہ معظّمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔"

(ستارۂ قیصرہ:۵،۶)

حکومت برطانیہ کی اطاعت مرزا کا مذہب ہے

مرزا رقم طراز ہے:

"سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں، دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

("شہادۃ القرآن کا ضمیمہ": گورنمنٹ کی توجہ کے لائق" صفحہ:۸)

سرکار انگریزی کی خدمت، 50 ہزار کتابوں کی اشاعت

مرزا تحریر کرتا ہے:

"اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر ایک مسلمان کا فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے، اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے۔ اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں میں یعنی اُردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام

ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں۔ اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر، کابل، افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔ (''ستارہ قیصرہ''، صفحہ:۳،۴)

ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کی ترغیب میں پچاس الماریاں لٹریچر کی اشاعت

مرزا لکھتا ہے:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرتا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل، روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔''

(''تریاق القلوب''، صفحہ:۲۵،۲۶)

قادیانیوں کو انگریزی اطاعت کی ہدایات

مرزا لکھتا ہے:

''میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایات جاری کرتا رہا۔'' (''تریاق القلوب''، صفحہ:۲۶)

پرچہ شرائط بیعت کی دفعہ چہارم

مرزا رقم طراز ہے:

''اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن کے دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ (انگلشیہ) اور ہمدردی بندگانِ خدا کی میرا اصول ہے۔ اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ پرچہ بشرائط بیعت جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اس کی دفعہ چہارم میں انہی باتوں کی تصریح ہے۔''

(''اشتہار واجب الاظہار''، صفحہ:۹، شروع کتاب البریت)

مزید لکھتے ہیں:

''اور اس اشتہار کے ذریعے سے اپنے تمام مریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہیں۔ نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ...... جیسا کہ میں نے پہلے اس سے شرائط بیعت کے دفعہ چہارم میں سمجھایا ہے۔ سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں۔''

(''حوالہ مذکورہ''، صفحہ۱۲)

جو انگریز کا دوست نہ ہو وہ ہماری جماعت (قادیانی) سے خارج

اس سیاق میں مرزا جی رقمطراز ہیں کہ:

''اور اگر کوئی (مرید) ان میں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بے جا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اس کو یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے باہر متصور اور مجھ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا۔'' (''حوالہ مذکورہ'': صفحہ ۱۲)

قادیانی جماعت کو تین نصیحتوں کی محافظت کا حکم

پھر لکھتے ہیں:

''ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں۔

اول یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو، دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی، سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان و مال کی محافظ ہے اس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دور رہنا جو اس کو تشویش میں ڈالیں یہ اصول ثلثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔'' (''حوالہ مذکورہ'': صفحہ: ۱۳)

مرزا کو مان لینا ہی مسئلہ جہاد سے انکار کرنا ہے

مرزا جی تحریر کرتے ہیں:

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ

جہاد کے معتقد کم ہوتے چلے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔'' (''تبلیغ رسالت'': صفحہ: ۱۷، ج: ۷)

قادیانی من حیث الجماعۃ انگریز کے دلی جاں نثار ہیں

چنانچہ مرزا جی لکھتے ہیں کہ:

''جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں وہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی جاتی ہے کہ جس کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پہ ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لئے بڑی برکت ہیں۔ اور یہ گورنمنٹ (انگریزی) کے لئے جان نثار ہیں۔''

(''تبلیغ رسالت'': صفحہ: ۶۵، ج: ۶)

قادیانی تعلیم کا مقصد اُمت محمدیہ کو نامرد بنانا ہے

مرزا لکھتا ہے:

''میں خدا سے پاک الہام بلکہ یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں، اور یہ اپنی اس گورنمنٹ (انگلشیہ) کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لئے نمونہ بن جائیں۔

چنانچہ کسی قدر مقصود مجھے حاصل ہو بھی گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں۔ اور یہ نیا فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے۔ اگر مسلمان ان (قادیانی تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت

ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کرلیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور...... ایک انسان خواجہ (خصی، ہیجڑا) ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی ہوگی۔"

(''ضمیمہ نمبر:۳، تریاق القلوب'': صفحہ:۳۱۰، ۳۱۱)

مرزائے قادیان اور قادیانی دھرم

شیخ الحدیث پیر مفتی محمد اشرف القادری

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الاستفتاء:

حضرت قبلہ مفتی صاحب دامت برکاتھم !السلام علیکم!

مرزا غلام احمد قادیانی، اس کی جھوٹی نبوت اور مذہب، تیز اس کی تعلیم کے بارے میں وضاحت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

دعا گو: حاجی محمد فیاض، پنڈی چک، ضلع گجرات

بغوث العلا مہ المنعامہ الوھاب

الجواب

مرزا غلام احمد قادیانی:

۱: مرزا غلام احمد قادیانی ۱۸۳۹-۴۰ میں قادیان ضلع گورداسپور مشرقی پنجاب انڈیا میں پیدا ہوا۔

۲: ۱۸۶۴ء میں ضلع کچہری سیالکوٹ میں بحیثیت محرر (منشی) ملازمت اختیار کی۔

۳: ۱۸۶۸ء میں مختاری کے امتحان میں فیل ہوا، اور اس کے ساتھ ہی ملازمت چھوڑ دی۔

۴: اب مذاہب کا تقابلی مطالعہ شروع کیا۔ عیسائیوں نیز آریوں سے مباحثے اور مناظرے شروع کیے اور مولوی مبلغ و مناظر کہلایا، یوں شہرت حاصل کی۔

۵: اسی دوران میں ولی، ملہم، صاحب وحی، محدث، کلیم (اللہ سے ہمکلام ہونے والا)

صاحب کرامات، امام الزمان، مصلح امت، مہدی دوراں، مسیح زماں اور مثل مسیح بن مریم ہونے کے دعوے کیے۔

۶: ۱۸۸۵ء کے آغاز میں مرزا نے ایک اشتہار کے ذریعے کھلم کھلا اعلان کر دیا کہ وہ اللہ کی طرف سے مجدد مقرر کر دیا گیا ہے۔ تمام اہل اسلام پر اس کی اطاعت ضروری ہے۔

۷: ۱۸۸۸ء میں اپنے پیر کاروں کو منظّم کرنے کے لیے انگریز وفاداری کی شق سمیت دس شرائط پر مشتمل بیعت نامہ شائع کیا اور لوگوں کو داخل بیعت ہونے کی ترغیب دی۔

۸: ۱۸۸۹ء میں باقاعدہ بیعت لینے کا سلسلہ شروع کیا گیا اور مرید سازی کی گئی۔

۹: ۱۸۹۰ء میں پوری اُمت کے متفقہ عقیدہ ''حیات مسیح'' کا کھلا انکار کیا اور ''وفات مسیح'' کے موضوع پر ایک مستقل کتاب ''فتح اسلام'' تصنیف کر ڈالی۔

۱۰: ۱۸۹۱ء کے آغاز میں ''مہدی موعود'' و ''مسیح موعود'' ہونے کا اشتہار شائع کرایا۔

۱۱: ابھی تک مرزا غلام احمد قادیانی ''ختم نبوۃ'' کا قائل اور معتقد تھا۔ چنانچہ اس دور تک کی تصانیف میں صراحۃ تحریر کرتا اور تسلیم کرتا رہا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد دعوائے نبوت کرنے والا کافر ہے۔

۱۲: اس کے بعد مرتبہ نبوت کی طرف پیش قدمی کی۔ اور دبے دبے لفظوں میں اپنی نبوت ورسالت کا اظہار شروع کیا مگر اپنی ذات پر نبی یا رسول کا لفظ صراحۃ اطلاق کیے جانے سے معذرت وگریز کرتا رہا۔

۱۳: ۱۹۰۰ء میں قادیان کی جامع مسجد نے قادیانی خطیب مولوی عبدالکریم نے مرزا کے سامنے اس کو بار بار صریح الفاظ میں نبی اور رسول کہا اور مرزا نے اس کی تائید کی۔

۱۴: ۱۹۸۰ء ہی میں گروہ مبایعین کا ملت اسلامیہ سے جدا ہو کر ایک علیحدہ نام ''فرقہ احمدیہ'' رکھا۔

۱۵: ۱۹۰۴ء میں ہندوؤں کو بے وقوف بنانے کے لیے مرزا نے ''شری کرشن جی'' (پرمیشر کا اوتار ''رودر گوپال''، ''برہمی اوتار'' اور ''آریوں کا بادشاہ'' ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔

۱۶: ۱۹۰۸ء میں آخر کار ۲۶ مئی کو صبح سوا دس بجے علماء اسلام کی پیشگوئی کے مطابق ہیضے کی بیماری میں مبتلا ہو کر بعمر ۲۸، ۲۹ سال، براندرتھ روڈ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ میں بیت الخلا کے اندر ہی فوت ہو گیا۔

۱۷: حدیث شریف میں ہے کہ:

''اللہ کا نبی وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں اس کی وفات ہو''۔ اس کے برعکس مرزا جی کے پیرکار انہیں بیت الخلا میں دفن کرنے کی بجائے وہاں سے نکال کر بذریعہ ریل گاڑی قادیان لے گئے اور انہیں وہاں دفن کر دیا۔

مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت' مذہب اور تعلیم یعنی قادیانی دھرم:

اللہ تعالیٰ کی توہین' خدا ہونے کا دعویٰ:

مرزا جی لکھتے ہیں:

''میں نے کشف میں دیکھا ہے کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں...... سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا، پھر میں نے آسمان دنیا کا پیدا کیا''۔

(''کتاب البریۃ'' ص: ۷۹، ۷۸، و ''آئینہ کمالات اسلام'' ص: ۵۶۵، ۵۶۴)

خدا کا بیٹا ہونے کا دعویٰ:

مرزا جی کے خدا نے انہیں وحی بھیجی:

ا: ''انت من ماء نا''۔

''تو ہمارے پانی سے ہے''۔ (''اربعین'': ۲، صفحہ: ۳۹، و، ''اربعین'': ۳ صفحہ: ۴۱)

۲: ''انت منی بمنزلة ولدی'' ۔

''تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے''۔ (''حقیقۃ الوحی'' ص: ۸۶)

۳: ''اسمع ولدی'' ۔

''اے میرے بیٹے! سن''۔ (''البشری'' ص: ۱، ۴۹)

خدا کا باپ ہونے کا دعویٰ:

''بقول مرزا جی'' خدا نے کہا:

''(اے مرزا) ہم ایک لڑکے کی تجھے بشارت دیتے ہیں...... گویا آسمان سے خدا اترے گا''۔ (''حقیقۃ الوحی، ص: ۹۵، و''ازالہ اوہام سائز کلاں'' ۱، ۶۹)

مرزا جی کی نسوانیت (حیض وحمل وولادت)

۱: مرزا جی کے بقول خدا نے ان سے کہا:

''بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے...... اور تجھ میں حیض نہیں (رہا) بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے جو بمنزلہ اطفال اللہ (خدا کی اولاد) ہے''۔

(''تتمہ حقیقۃ الوحی'' ص: ۱۴۳، و''اربعین'': ۴، ص: ۱۹)

۲: مرزا جی لکھتے ہیں:۔

''خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ پھر دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی۔ تو عیسیٰ کی روح مجھ سے نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا''۔ ملخصًا

(''کشتی نوح'' ص: ۴۷، ۴۶)

خدا کی بیوی ہونے کا دعویٰ:

قاضی یار محمد قادیانی لکھتے ہیں:

''حضرت مسیح موعود علیہ السلام (مرزا قادیانی) نے آپ موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا۔ سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے''۔ (خدا نے مرزا جی سے وہ فعل کیا جو مرد عورت سے کرتا ہے)'' معاذ اللہ

(''ٹریکٹ'' ۳۴، ''اسلامی قربانی'' ص:۱۲)

خدا کی مانند:

مرزا جی کہتے ہیں:

''دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں ''خدا کی مانند''۔ (''اربعین'' ۳: صفحہ ۳۱)

قرآن کی توہین

اپنی وحی پر قرآن جیسا ایمان:

مرزا جی لکھتے ہیں:

''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر''۔

(''اربعین'' ۷: صفحہ ۲۵)

قرآن میرے منہ کی باتیں:

مرزا جی لکھتے ہیں:

''قرآن شریف'' خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں''

(''حقیقۃ الوحی'' صفحہ: ۸۴-و''تذکرہ'' صفحہ: ۶۷۴)

قادیان کا نام قرآن میں؟

مرزا جی لکھتے ہیں:

''ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام ''قرآن شریف'' میں درج ہے اور میں نے کہا کہ

تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ ''قرآن شریف'' میں درج کیا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان''۔(''ازالہ اوھام''۱،۳۴،مطبوعہ:۱۹۲۹ء)

انا انزلناہ قریبامن القادیان

مرزاجی لکھتے ہیں:

انا انزلناہ قریبا من القادیان

فی الحقیقت ''قرآن شریف'' کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے''۔(''ازالہ اوھام''۱،۳۴)

کوئی مرزائی ہمت کر کے قادیانی کا نام' اور مرزا جی کی گھڑی ہوئی آیات بالا ''قرآن مجید'' میں سے نکال کر دکھا دے' تو سمجھیں گے کہ مرزاجی کی دریافت صحیح و سچی ہے،ورنہ پڑھیے:۔

''اَلَا لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔''

قرآن مجید کے الفاظ میں تحریف مرزا قادیانی کی تحریفات کردہ آیات

ا:وہ خدافرماتا ہے:۔

''یومه یاتی ربك فی ظلل من الغمامه''

(''حقیقۃ الوحی''۱۰۴،سطر:۹،طبع ۱۹۳۴)

۲:اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

'' یا ایھا الذین امنو ان تتقو الله یجعل لکم فرقانا ویجعل لکم نورا تمشون به''۔

(''دافع الوساوس''ص:۱۷۷،سطر:۵،۴،۳)

ربوی، لاہوری تمام مرزائی اکٹھے ہوکر زور لگائیں اور اپنے کذاب نبی کی بتائی ہوئی یہ دو آیتیں انہی الفاظ اور اسی ترتیب کے ساتھ ''قرآن مجید'' سے نکال کر دکھا دیں تو ایک لاکھ روپے نقد انعام لیں ورنہ ''لَعْنَةُ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ '' پڑھ کر جھوٹوں کے

پلندے ''قادیانی دھرم'' سے توبہ کریں۔

پیغمبر اسلام کی توہین

محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ:

مرزا جی لکھتے ہیں:

یہ وحی اللہ ''مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ''۔

''اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی''۔

(''ایک غلطی کا ازالہ'' ص:۱)

شانِ لولاک پر قبضہ؟

بقول مرزا کو وحی بھیجی گئی:

''لولاك لما خلقت الافلاك''۔

''(اے مرزا) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمانوں کو پیدا نہ کرتا''۔

(''حقیقۃ الوحی'' ص:۹۹)

یٰس کا خطاب؟

مرزا جی کو وحی بھیجی گئی:

''یٰسٓ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ''۔

''اے سردار (مرزا) تو خدا کا مرسل ہے''۔ (''حقیقۃ الوحی'' ص:۱۰۷)

مالک کوثر؟

مرزا جی کے ملہم نے ان کو وحی کی کہ اے مرزا:

''اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ''۔

''بے شک ہم نے تجھے کوثر دیا''۔ (''حقیقۃ الوحی'' ص:۱۰۲)

شبِ اسریٰ کا دولہا؟

مرزا کے پاس وحی آئی:

"سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلاً"۔

"وہ پاک ذات وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے (مرزا کو) سیر کرادیا"۔("حقیقۃ الوحی" ص:۷۸)

رحمۃ اللعٰلمین ہونے کا دعویٰ:

مرزا جی کے پاس وحی لکھتے ہیں:

"وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"۔

"ہم نے تجھ کو (اے مرزا) تمام دنیا پر رحمت کرنے کے لیے بھیجا ہے"۔

("حقیقۃ الوحی" ص:۸۲)

پیغمبر اسلام کے معجزے تین ہزار، مرزا جی کے تین لاکھ؟

مرزا جی رقمطراز ہیں:

"تین ہزار معجزات ہمارے نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے ظہور میں آئے"۔

("تحفۂ گولڑویہ" ص:۴۶، ۲۶)

جب کہ خود اپنے لیے مرزا صاحب کہتے ہیں:

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں...... اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان (معجزے) ظاہر کیے جو تین لاکھ تک پہنچے ہیں"۔

("تتمہ حقیقۃ الوحی" ص:۶۸)

ہر قادیانی محمد سے بھی بڑھ سکتا ہے:

مرزا محمود بن مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے:

"یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کرسکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پاسکتا ہے

حتی کہ (نعوذ باللہ) محمد رسول اللہ سے بھی آگے نکل سکتا ہے''۔

(اخبار: ''الفصل قادیان' ۱۹۲۲ء۔۷-۷، و''ڈائری مرزا محمود' ماخوذ از'' قادیانی اُمت'' ص،۱۹)

روضۂ نبوی کی گستاخی:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

''خدا تعالیٰ نے آنخضرت کے چھپانے کے لیے ایک ایسی ذلیل جگہ (قبر نبوی) تجویز کی جو نہایت متعفن (بدبو دار) اور تنگ و تاریک اور حشرت الارض کی نجاست کی جگہ تھی''۔ (''تحفۂ گولڑویہ'' ص:۱۱۲، حاشیہ میں)

پیغمبر اسلام کی پیشینگوائیاں غلط؟

بقول مرزا جی:

''حضرت محمد کی پیشینگوئیاں بھی غلط نکلیں اور مسیح ابن مریم' دجال' دلبۃ الارض اور یاجوج و ماجوج وغیرہ کی حقیقت بھی آپ پر ظاہر نہ ہوئی۔ ملخصًا

(''ازالۃ اوھام'' ۲،۲۸۲،۲۸۱)

تمام پیغمبروں کی توہین

تمام انبیاء کا مجموعہ

مرزا جی لکھتے ہیں:

''دنیا میں کوئی نبی نہیں گزرا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا...... میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں اور میں داوٗد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں''۔ (''تتمہ حقیقۃ الوحی'' ص:۸۰،۸۴)

ہزار نبیوں سے بڑھ کر:

مرزا جی کہتے ہیں:

''خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف

سے ہوں، اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزاروں نبیوں میں بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے"۔ ("چشمۂ معرفت" ص:۳۱۷)

سب سے اونچا تخت:

بقول مرزا کے خدا نے اس سے کہا:

"آسمان سے کئی تخت (نبوت کے) اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"۔ ("حقیقۃ الوحی" ص:۸۹)

چار سو پیغمبر جھوٹے نکلے:

مرزا جی لکھتے ہیں کہ:۔

"چار سو نبی نے پیشگوئی کی اور وہ جھوٹے نکلے۔ ناپاک روح کی طرف سے الہام کو ان بینوں سے دھوکا کھا کر (الہام) زبانی سمجھ لیا تھا"۔ ملخصًا

("ازالہ اوہام" ۲، ۲۵۸-۲۵۷)

نوح علیہ السلام کی توہین:

مرزا جی لکھتے ہیں کہ:۔

"خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے"۔

("تتمہ حقیقۃ الوحی" ص:۱۳۷)

معجزے نہیں، مسمریزم:

مرزا جی لکھتے ہیں کہ:۔

۱: قرآن میں جو بنو اسرائیل کی گائے زندہ کرنے سے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ذکر کیا گیا ہے درحقیقت وہ مسمریزم کا عمل تھا"۔ ملخصًا

("ازالہ اوہام" ۲، ۳۰۶، ۳۰۵)

۲: ''ابراہیم علیہ السلام کے پرندوں کے زندہ ہو جانے کا معجزہ وہ بھی درست نہیں، بلکہ بھی مسمریزم کا عمل تھا''ملخصًا (''ازالہ اوہام''۲،۳۰۳،۲)

۳: ''قرآن میں جہاں جہاں مردے زندہ کرنے کے معجزات کا ذکر ہے وہ بھی درست نہیں، بلکہ سب مسمریزم کا عمل ہے''۔

(''ازالہ اوہام''۲،۳۰۶-۳۰۵)

۴: ''عیسیٰ علیہ السلام اس عمل الترب (مسمریزم) میں کمال رکھتے تھے''۔

(''ازالہ اوہام''۱،۱۱۹)

۵: ''آپ کا مٹی کے پرندوں کو پھونک مار کر زندہ کر کے ہوا میں اڑا دینا جو قرآن میں مذکور ہے صحیح نہیں۔ درحقیقت وہ کھلونے تھے جو کل یا چابی لگانے سے ذرا سا اڑنے لگتے تھے''۔ (''ازالہ اوہام''۱،۱۳۱،۰)

۶: ''مردے زندہ کرنے' اندھے اور کوڑھی تندرست کرنے کے آپ کے معجزے بھی درحقیقت معجزے نہ تھے بلکہ مسمریزم کا کرشمہ تھے''۔ ملخصًا

(''ازالہ اوہام''۱،۱۲۸تا۱۳)

۷: ''حق بات یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی معجزہ نہیں ہوا''۔

(''ضمیمہ انجام آتھم''ص:۶)

عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

مرزا جی لکھتے ہیں کہ:۔

''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح عیسیٰ کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو میرے ہاتھ سے جام پیئے گا وہ ہرگز نہیں مرے گا''۔ (''ازالہ اوہام''۱-۲)

ابن مریم سے بہتر ہونے کا دعویٰ:

''ابن امریم کا ذکر چھوڑو! اس سے بہتر غلام احمد ہے''۔ (''دافع ابلا''ص:۲۰)

عیسیٰ علیہ السلام پر شرابی ہونے کی تہمت:

’’عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے‘‘۔(’’کشتی نوح‘‘ص:۶۵ بر حاشیہ)

آپ مرگی کے سبب پاگل ہوگئے تھے؟

’’یسوع (علیہ السلام) درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا‘‘ معاذ اللہ

(’’ست بچن‘‘ص:۱۰۹،حاشیہ میں)

آپ کی زیادہ پیشینگوئیاں غلط نکلیں

’’جس قدر مسیح کی پیشینگوئیاں غلط نکلیں، اس قدر صحیح نہیں نکل سکیں‘‘۔

(’’ازالہ اوہام‘‘ا،۶-۵)

عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں:

ا:’’نادان اسرائیلی‘‘،۲:’’شریر مکار‘‘،۳: موٹی عقل والا‘‘،۴:’’جاہل عورتوں اور عوام الناس کی طرح‘‘،۵:’’گالیاں دینے والا‘‘،۶:’’بدزبان‘‘،۷:’’جھوٹ بولنے والا‘‘،۸:’’چوری کرنے والا‘‘،۹:’’علمی و عملی قویٰ میں کچے‘‘،۱۰:’’آپ کے ہاتھ میں سوا مکروفریب کے کچھ نہیں تھا‘‘۔ملخصًا (’’ضمیمۂ انجام آتھم‘‘ص:۴تا۷)

غلیظ گالیاں:

مرزا جی لکھتے ہیں کہ:۔

’’یسوع (عیسیٰ علیہ السلام) اسی لیے اپنے تئیں نیک نہیں کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے‘‘۔(’’ست بچن‘‘ص:۱۶۰،حاشیہ میں)

نہایت ہی غلیظ گالیاں:

مرزا جی لکھتے ہیں:

تین دادیاں اور نانیاں آپ (علیہ السلام) کی زنا کار اور کسبی ہوئیں تھیں۔جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔......آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی

شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت بیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ دے کہ وہ اس کے سر پہ اپنے ناپاک ہاتھ لگا دے اور زنا کاری کی کمائی پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے''۔

(''ضمیمہ انجام آتھم''،ص:۷)

کشلیا کا بیٹا ناف سے دس انگل نیچے:

مرزا جی کشلیا کے بیٹے کی نشاندہی کرتے ہیں:

''اندر آریوں کا پرمیشر کشلیا کا بیٹا ہے اور...... پرمیشر ناف دس انگل نیچے ہے، سمجھنے والے سمجھ لیں''۔ (''چشمہ معرفت''ص:۱۰۶)

عیسیٰ علیہ السلام کشلیا کے بیٹے سے کمتر؟

اب مرزا جی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کشلیا کے بیٹے سے کمتر ہونے کی گالی دیتے ہیں:

''مریم کا بیٹا (عیسیٰ علیہ السلام) کشلیا کے بیٹے سے کچھ بہت (زیادہ مرتبہ) نہیں رکھتا''۔ (''انجام آتھم''ص:۴۱)

قارئین:

یہ ہے مرزا قادیانی غلام احمد قادیانی کی خود اپنی کتابوں سے کے ''قادیانی دھرم'' کا ایک ایمان سوز، باطل افروز مختصر نمونہ، جس کسی ایک فقرے کا بھی اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ اس کے موجود ہٹ دھرمی دیکھئے! ان پلید اور ملعون قادیانی عقیدوں کو تسلیم نہ کرنے کی بنا پر وہ مسلمانوں کیا سمجھتے ہیں؟

مسلمانوں کی توہین

تمام مسلمان کافر ہیں؟

مرزا جی کہتے ہیں کہ:۔

''جو شخص مجھ پر ایمان نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں کافر ہے''۔ ملخصًا

(''حقیقۃ الوحی'' ص: ۱۶۳)

مسلمان ایمان کے پیچھے نماز جائز نہیں:

مرزا جی کے فرزند و خلیفۂ دوم میاں بشیر الدین محمود لکھتے ہیں:

''ہمارا فرض ہے کہ غیر احمدی کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں''۔

(''انوار خلافت'' ص: ۹۰)

مسلمانوں سے رشتہ نکاح حرام:

یہی میاں صاحب فرمات ہیں:

''جو لوگ (قادیانی) غیر احمدیوں (مسلمانوں) کو لڑکی دے دیں تو وہ اپنے اس فعل سے توبہ کیے بغیر فوت ہو جائیں تو ان کا جنازہ جائز نہیں''۔

(اخبار ''الفضل'' ۱۹۲۵-۴-۱۳)

مسلمانوں کا جنازہ حرام:

۱: ''مرزا نے اپنے بیٹے مرزا افضل احمد کا جنازہ اس لیے نہیں پڑھا کہ وہ غیر احمدی (مسلمان) تھا''۔ (اخبار ''الفضل'' ۱۹۳۱-۱۲-۱۵)

۲: ''جس طرح عیسائی بچہ کا جنازہ نہیں پڑھا سکتا اگر چہ وہ معصوم ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی (مسلمان) کے بچے کا جنازہ بھی نہیں پڑھا جا سکتا''۔

(اخبار ''الفضل'' ۱۹۲۳-۱۰-۲۳)

اسی لیے چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی نے وزیر مملکت ہوتے ہوئے بھی قائد اعظم کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

مسلمانوں سے ہر چیز میں اختلاف:

میاں بشیر الدین لکھتے ہیں:

''یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں (مسلمانوں) سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند دیگر مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ہر ایک چیز میں ان سے اختلاف ہے''۔

(''الفضل''۱۹۳۱-۷-۳)

قادیانی غالب آ گئے تو مسلمانوں کی حیثیت چوہڑے چمار کی ہوگی:

خلیفہ دوم قادیانی نے اپنی تقریر میں کہا:

''(جب ہم دنیا پر غالب آجائیں گے) جو لوگ (قادیانیت سے) باہر رہیں گے ان کی حیثیت ایسی ہوگی جیسی کہ موجودہ زمانہ میں چوہڑوں اور چماروں کی ہے''۔ ملخصاً (''الفضل''۱۹۳۳-۱-۲۹)

جو مسلمان قادیانی نہ بنیں......؟

مرزا کا الہام:

۱: ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا......وہ جہنمی ہے''۔ (''تبلیغ رسالت''۹،۲۷)

۲: ''اس (مرزا) کا دشمن جہنمی ہے''۔ (''انجام آتھم''ص:۶۲)

مسلمانوں کو سڑی ہوئی گالیاں:

مرزا جی لکھتے ہیں کہ:۔

۱: ''(میری) ان کتابوں کی ہر شخص تصدیق کرتا ہے سوا کنجریوں کی اولاد کے''۔

(''دافع الوساوس''ص:۵۴۷)

۲: میرا منکر ولد الحلال نہیں۔ کنجریوں کی اولاد اور دجال کی نسل سے ہے''۔

(''نور الحق''ص:۱۲۳)

۳: یہ لوگ جھوٹے اور کتوں کی طرح مردار کھاتے ہیں''۔ (''ضمیمہ انجام آتھم''ص:۲۵)

۴: ''ان کے ناک کٹ جائے گی اور ذات کے سیاہ داغ ان منحوس چہروں پر بندروں، سوروں کی طرح کردیں گے''۔ (''ضمیمہ انجام آتھم''ص:۵۳)

۵: ''جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا سو سمجھا جائے گا کہ اس کے والد الحرام (زنا کی اولاد) بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں''۔ (''نور الاسلام''ص:۳۰)

۶: ''میرے مخالف (مسلمان) جنگلوں کے سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں''۔ (''انجم الھدیٰ''ص:۱۰)

اور خود ''مرزا جی'' بقلم خود:

کرم خاکی ہوں مرے پیارے! نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت، اور انسانوں کی عار

(''درثمین'')

مرزا غلام احمد قادیانی کی انگریزوں سے دوستی

علامہ عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری

انگریز دوستی کی کہانی...... انگریز دوستوں کی زبانی

دورِ حاضر کا مسیلمہ، امت کے تین دجالوں میں سے ایک دجال، مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔ موصوف نے مجدد اور مصلح کے دعویٰ سے سلسلہ شروع کیا۔ دعویٰ نبوت کرنا تو عام مشہور ہے لیکن خوف خدا اور خطرہ روز جزا کو فراموش کر دینے والے اس شخص نے اپنے متعلق اللہ ہونے تک کے متعدد دعوے کئے ہوئے ہیں۔

موت سے پیشتر اپنے کئی مخالفوں کو چیلنج کیا تھا کہ فریقین سے جو جھوٹا اور کذاب ہے اسے خدائے بزرگ و برتر دوسرے کی زندگی کو ہیضہ و طاعون وغیرہ متعدی مرض کے ساتھ ذلیل کر کے مارے۔ مخالفین تو سارے ہی زندہ رہے لیکن ان کی زندگی میں مرزا صاحب ہی بعارضہ ہیضہ 1908ء بروز منگل ساڑھے دس بجے دن کے راہی ملک عدم ہو گئے اور اپنے جھوٹا ہونے کا سب کے سامنے بین ثبوت پیش کر گئے۔ برٹش گورنمنٹ کے آلہ کاروں میں مرزا غلام احمد قادیانی کا مد مقابل سرزمین پاک و ہند میں تو کوئی نہیں ہوا۔ مرزا غلام احمد کو یہ صفت ورثے میں ملی تھی۔ چنانچہ اپنے والد کے بارے میں خود یوں تصریح کی ہے:

''میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہو سکتیں جو وہ خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے۔ انہوں نے اپنی حیثیت اور مقدرت کے موافق ہمیشہ گورنمنٹ کی خدمت گزاری

میں اس کی مختلف حالتوں اور ضرورتوں کے وقت وہ صدق اور وفاداری دکھلائی کہ جب تک انسان سچے دل اور تہہ دل سے کسی کا خیر خواہ نہ ہو ہرگز دکھلا نہیں سکتا۔" (شہادت القرآن، ص 84)

اپنے والد کے بارے میں دوسری کتاب کے اندر یوں لکھا ہے:

"والد صاحب مرحوم اس ملک کے ممیّز زمینداروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ گورنری دربار میں ان کو کرسی ملتی تھی اور گورنمنٹ برطانیہ کے سچے شکر گزار اور خیر خواہ تھے۔" (غلام احمد قادیانی، مرزا، ازالہ اوہام، ص 50)

ان کے کارناموں پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہوئے فخریہ انداز میں ایک جگہ یوں بھی رقمطراز ہیں:

"سن ستاون (یعنی 1857ء) کے مفسدہ میں جبکہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا، تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیے اور پھر ایک دفعہ سوموار سے خدمت گزاری کی اور انہی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ چنانچہ جب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی اور ہر ایک درجہ کے حکام انگریز بڑی عزت اور دلجوئی سے پیش آتے تھے۔"

(غلام احمد قادیانی، مرزا، شہادت القرآن، ص 84)

اپنے بڑے بھائی مرزا غلام قادر کی انگریز دوستی کے بارے میں موصوف نے یوں تصریح کی ہے:

"اس عاجز کا بڑا بھائی، مرزا غلام قادر، جس قدر مدت تک زندہ رہا، اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت

میں بہ دل و جان مصروف رہا۔'' (ایضاً ص 84)

خود مرزا غلام احمد قادیانی (المتوفی 1808ء) جہاد کے سخت مخالف اور برٹش گورنمنٹ کے نمبر ایک آلہ کار تھے اس امر کا اعتراف موصوف نے اپنے لفظوں میں یوں کیا ہے:

''میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں، اپنی زبان اور قلم سے اہم کام میں مشغول ہوں تا کہ مسلمانوں کے دلوں سے غلط خیال، جہاد وغیرہ کو دور کروں جو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔'' (غلام احمد قادیانی مرزا، تبلیغ رسالت، جلد 7، ص 10)

دوسری جگہ انگریزوں کی حمایت میں جہاد کی مخالفت کرتے ہوئے یوں لکھتے ہیں: میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (برٹش گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی (امام مہدی رضی اللہ عنہ) اور مسیح خونی (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کی بے اصل روایتیں (جو صحیح احادیث سے ثابت ہیں) جہاد کے جوش دلانے والے مسائل (جو حکم اللہ اور عمل وارشاد مصطفیٰ ہے) جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔'' (غلام احمد قادیانی، مرزا: تریاق القلوب، ص: 45)

موصوف نے انگریزی حکومت کے استحکام کی خاطر اس کی حمایت میں جہاد کے خلاف بے شمار کتابیں لکھیں اور اشتہار شائع کروائے اور اپنے اس اسلام دشمنی کے کارنامے پر آپ یوں فخر کیا کرتے تھے۔

''میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔''

(غلام احمد قادیانی، مرزا، تریاق القلوب، ص 25)

شاید پنجاب کے مشہور شاعر ظفر علی خاں نے یہ شعر اسی لئے کہا تھا:

طوق استعمار مغرب خود کیا زیب گلو

اور گواہ اس پر ہیں مرزا کی پچاس الماریاں

انگریزی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دینے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو برٹش گورنمنٹ کے مفاد کی خاطر ٹھنڈا کرنے کی غرض سے مرزا غلام احمد قادیانی نے تحریری طور پر جو کچھ اس کی تفصیل یوں بیان کی:

''مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی اور وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلادِ اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں یعنی اردو، فارسی، عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں اور یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ اور بلادِ شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا اشاعت کر دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلیظ خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں سے اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکتا۔'' (غلام احمد قادیانی، مرزا: ستارہ قیصر، ص 7)

جس طرح اپنے دور میں جعفر بنگال اور صادق دکن ممتاز تھے اور اپنے سیاہ کارناموں کو سرمایہ افتخار سمجھا کرتے تھے۔ اس طرح اپنے پیش رو حضرات سے مرزا صاحب ملت فروشی یا دین فروشی میں کم تھوڑے ہی رہ گئے تھے جو یہ فخر نہ کرتے بلکہ معلوم تو یوں ہوتا ہے کہ موصوف اپنے میدان کے سارے کھلاڑیوں کو مات دے کر سب سے ممتاز ہو گئے تھے۔ اسی اسلام دشمنی اور ملت فروشی کے باعث انہیں خود احساس تھا کہ کسی

بھی اسلامی ملک میں کوئی مسلمان حکمران ان کے وجود کو برداشت نہ کر سکے گا اور برٹش گورنمنٹ کے ماتحت اور اس کی سرپرستی میں جو عظیم فتنہ پرورش پا رہا ہے۔ اسلامی حکومت اسے جڑ سے اکھاڑے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس حقیقت کا خود مرزا صاحب نے علی الاعلان اور بغیر کسی ہیر پھیر کے یوں اعتراف کیا ہے،

''خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت (برٹش گورنمنٹ) کو بنا دیا ہے یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے۔ نہ یہ امن مکہ معظّمہ میں مل سکتا ہے اور نہ مدینہ میں اا اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت قسطنطنیہ میں۔''

(غلام احمد قادیانی، مرزا: تریاق القلوب، ص 26)

دوسری جگہ موصوف نے اور وضاحت سے اسی امر کا واشگاف اعتراف یوں کیا ہے:

اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرۂ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے انجام پذیر ہو رہے ہیں، ہرگز ممکن نہ تھا کہ وہ کسی اور گورنمنٹ کے زیر سایہ انجام پذیر ہو سکتے، اگرچہ وہ اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔'' (غلام قادیانی، مرزا' تحفہ قیصریہ، ص 47)

مرزا اس امر کے بھی معترف ہیں کہ انہیں ملکہ وکٹوریہ کے حکم سے نبی بنایا گیا تھا۔ نبی بنانے والے گورنر جنرل یا وائسرائے کا نام چونکہ انہوں نے تحریر نہیں کیا لہٰذا اس کے ذکر کو چھوڑ کر ملکہ برطانیہ کے متعلق بیان ملاحظہ ہو:

''اے بابرکت قیصرۂ ہند! تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ خدا کی رحمت کا سایہ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے۔''

(غلام احمد قادیانی، مرزا: تارہ قیصرہ، ص 15)

مرزا غلام احمد قادیانی کو ملکہ وکٹوریہ کے جس ماتحت حاکم نے نبی بنایا تھا اس سے اس کا مقصود کیا تھا اور مرزا صاحب کو کس ڈیوٹی پر مامور کیا گیا تھا موصوف نے اس سوال کا جواب خود یوں دیا ہے:

''اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح معود کے آنے کی نسبت تھا، آسمان سے مجھے بھیجا، تا کہ میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا اور ناصر میں پرورش پائی۔ حضور ملکہ معظّمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔'' (ایضاً ص 10)

موصوف کو اعتراف تھا کہ وہ انگریزی حکومت کا خود کاشتہ پودا ہیں۔ اسی لئے خود کو نبی بنانے والوں کی خدمت میں اپنی خدمات یاد دلا کر یوں دست بستہ عرض پرداز ہوئے تھے:

''التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار، جہاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور خدمت گزار ہے اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط سے اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شاہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔''

(مرزا: تبلیغ رسالت جلد 7، ص 19)

اپنی منقاروں سے حلقہ کس رہے ہیں جال کا
طائروں پر سحر ہے صیاد کے اقبال کا

❀❀❀

مسئلہ ختم نبوت

علامہ ابوابراہیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ختم نبوت کی کیا اہمیت ہے؟

مسئلہ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور ضروریات دین کا منکر کافر ہے۔ اگر کوئی آدمی کلمہ پڑھتا ہے نماز روزہ زکوٰۃ حج تمام ارکان اسلام کو مانتا ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی نہیں مانتا تو وہ کافر ہے۔ اور جو مرزائیوں کو مسلمان مانے وہ بھی کافر۔

ختم نبوت پر تمام صحابہ کرام کا اجماع:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوراً بعد سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت سنبھالی تو مسیلمہ کذاب، اسود عنسی اور طلیحہ بن خویلد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ آپ نے ان سب کے خلاف فوجی کارروائی کی مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کو قتل کر دیا اور طلیحہ بن خویلد نے توبہ کر لی۔ (البدایہ ج۶ ص۳۰۴۔۳۱۹)

ان معرکوں میں بے شمار صحابہ کرام شہید ہوئے۔ ان مدعیان نبوت کے خلاف اتنی بڑی کارروائی پر تمام صحابہ کا اجماع منعقد ہوا بلکہ سب نے زبان سے بڑھ کر تلوار کے ذریعے تائید فرمائی۔

ضروریات دین اور ضروریات مذہب اہل سنت و جماعت سے کیا مراد ہے؟

ضروریات دین یہ ایسے عقائد ہیں جو قرآن مجید یا حدیث متواتر یا اجماع صحابہ سے

ثابت ہوں اور ان دلائل کی اپنے مفہوم پر دلالت قطعی اور واضح ہو ان دلائل کے قطعی الثبوت ہونے کی وجہ سے ان میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اور قطعی الدلالت ہونے کی وجہ سے ان میں تاویل نہیں چلائی جاسکتی۔ ایسے عقائد میں سے کسی ایک عقیدہ کا منکر بھی کافر ہوتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کو واجب الوجود ماننا ضروریات دین میں سے ہے، اس کے وجوبِ وجود، استحقاق عبادت اور مستقل صفات میں کسی کو شریک نہ ماننا، اسے بے عیب سمجھنا، فرشتوں کو ممانا، ضروریات دین میں سے ہے۔ اس کے وجوبِ وجود، استحقاقِ عبادت اور مستقل صفات میں کسی کو شریک نہ ماننا۔ اسے بے عیب سمجھنا، فرشتوں کو ماننا، آسمانی کتابوں کو ماننا، انبیاء ورسل کو ماننا، قیامت کو ماننا، تقدیر کو ماننا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی ماننا، حیات مسیح کا عقیدہ رکھنا، کبائر کو قابل معافی سمجھنا، قرآن کو محفوظ سمجھنا اور اس کے ایک ایک لفظ کو تسلیم کرنا، عذاب قبر کو حق سمجھنا، معراج کو حق سمجھنا، شفاعت کا جواز ماننا، قیامت کے دن دیدارِ الٰہی کا عقیدہ رکھنا، ختم نبوت کے بعد کسی کو مامور من اللہ نہ سمجھنا، انبیاء وملائکہ کو معصوم سمجھنا، سیّدہ صدیقہ پر بہتان کو غلط سمجھنا اور نماز روزہ حج زکوٰۃ اور جہاد کو ماننا ضروریات دین میں سے ہے۔

ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت:

یہ ایسے عقائد ہیں جن کا ثبوت ضروریات اسلام کی طرح قطعی ہو لیکن اس کے دلائل کی دلالت قطعی نہ ہو بلکہ اس میں تاویل کا احتمال موجود ہو یا اگر ثبوت ظنی ہو تو دلالت قطعی ہو جیسے ائمہ اربعہ کا اجماع، لہٰذا اس کے منکر کو کافر نہیں کہا جاتا۔ البتہ ایسا شخص اہل سنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ مثلاً خلفاء اربعہ کی خلافت، شیخین کو افضل سمجھنا اور ختنین سے محبت کرنا، موزوں پر مسح کو جائز سمجھنا، تمام صحابہ واہل بیت کا ادب، اجماع اُمت کی حجیت کو تسلیم کرنا، ہمیشہ جماعت کا ساتھ دینا اور شذوذ سے بچنا۔

(القواعد فی العقائد از علامہ غلام رسول قاسمی ص ۳)

قادیانیت کے بانی کون تھے؟

قادیانیت و خارجیت کے اصل بانی انگریز تھے لیکن قادیانیت کے لئے فضا ساز گار اور میدان ہموار کرنے والے خارجی ذہن کے لوگ تھے جنہوں نے فضائل و کمالات انبیاء کا انکار کیا اور کہا کہ نبی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ رسول کو کوئی اختیار نہیں وہ کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ وہ گاؤں کے چودھری کی طرح ہے اللہ چاہے تو کروڑوں محمد کے برابر پیدا کر ڈالے۔ (تقویۃ الایمان از اسماعیل) اور کسی نے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ (تحذیر الناس از قاسم دیوبندی) کمالات کا اس لئے انکار کیا کہ کسی کو نبوت کا دعویٰ کرنے میں کوئی مشکل پیش نہ آئے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے ان کی کتابیں پڑھ کر ہی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان دونوں قادیانی اور خوارج دونوں پر کفر کا فتویٰ لگایا جس کی تصدیق عرب و عجم کے علماء نے کی۔

س: قادیانی اپنے آپ کو مسلمان اور شیعہ اپنے آپ کو مومن اور محبِّ اہل بیت کہتے ہیں کیا واقعی ایسا ہے؟

ج: قادیانی بھی قرآن کے منکر اور شیعہ بھی قرآن بلکہ اہل بیت کے منکر ہیں تو جو بھی قرآن کا انکار کرے وہ مسلمان کیسے رہ سکتا ہے۔ ایسے ہی خارجی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں لیکن صرف نام رکھنے سے کوئی اہل سنت نہیں بن سکتا جب تک اس کا عقیدہ صحابہ کرام جیسا نہ ہو۔ کسی صحابی نے ختم نبوت کا انکار نہیں کیا بلکہ منکروں کے ساتھ جہاد کیا، کسی صحابی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے کا انکار نہیں کیا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کو شرک نہیں کہا بلکہ مدد مانگی اور یا رسول اللہ کے نعرے بھی لگائے تو جو صحابہ کرام کے عقائد کو شرک کہے وہ اہل سنت ہرگز نہیں ہو سکتا۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں اور یہ آپ کا خاصہ ہے لیکن رشید گنگوہی نے مرزا کی طرح کہا کہ یہ آپ کا خاصہ نہیں بلکہ دیگر انبیاء و اولیاء و علماء بھی رحمۃ للعالمین ہو سکتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ

ص۱۰۴ مطبوعہ کراچی)

قادیانی کیوں کافر ہیں؟

علامہ غلام رسول قاسمی لکھتے ہیں:

(۱) قرآن وحدیث اور اجماع سے قطعی طور پر ثابت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی صاحب کتاب نبی آسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ماتحت نبی آسکتا ہے۔ اس عقیدہ کے خلاف ہر طرح کی ہیرا پھیریاں کفر ہیں۔ مرزا کا ختم نبوت کا انکار کفر، خود نبوت کا دعویٰ کرنا کفر، محمد رسول اللہ ہونے کا دعویٰ کرنا کفر۔

(۲) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پر اٹھائے جانا قرآن کی نص صریح سے ثابت ہے اور نزول مسیح پر متواتر احادیث وارد ہیں اور اسی پر اجماع ہے۔ حیات مسیح کا اور نزول جسمی کا انکار کر کے قادیانی کافر ہوئے۔ حیات مسیح کا انکار کفر، اپنی مسیحیت کا دعویٰ کفر، خود کو مسیح سے افضل کہنا کفر۔

(۳) کسی نبی کی توہین کرنا کفر ہے مرزا نے انبیاء کرام اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کی اور اس نے خود کو رحمتہ للعالمین بھی کہا جب کہ رحمتہ للعالمین خاصہ ہے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کفر کی اس ایک قسم کے اندر بار بار کفر، بے شمار کفر۔

(۴) مرزا نے اپنی فضولیات اور گالیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے قرآن کو گالیوں سے لبریز کہا، یہ قرآن کی بے ادبی ہوئی جو صریح (Clear Cut) کفر ہے۔

(۵) مرزا کے عقائد، نظریات اور عبارات اگر درست مان لئے جائیں تو اس سے پوری اُمت کو گمراہ ماننا پڑتا ہے، جو عین کفر ہے۔

(۶) مرزا قادیانی نے جہاد کا انکار کیا ہے جبکہ جہاد قرآن کی آیت کتب علیکم القتال (البقرہ:۲۱۶) سے ثابت ہے۔ یہ انکار بھی مرزا کا کفر ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاد قیامت تک جاری رہے گا جلد ہی ایک گروہ مشرق سے

نکلے گا جو کہے گا کہ جہاد ختم ہو چکا ہے وہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے، حالانکہ ایک دن کا جہاز ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام روئے زمین کا صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔ (کنز العمال حدیث ۱۰۷۴۲)

(۷) مرزا نے ایسے الہامات کا دعویٰ کیا ہے جن میں اللہ کی بے ادبی ہے (جیسے اس نے اپنے آپ کو اللہ کا بیٹا اور بیوی کہا) یہ بھی مرزا کا کفر ہے۔ مرزا کو نبی ماننا کفر، اس کی پیروی کرنا کفر، اسے مسلمان سمجھنا کفر اور اس کے کفر میں شیک کرنا کفر۔

(محاسبہ قادیانیت از علامہ غلام رسول قاسمی ص ۳۲)

قادیانیوں سے لاجواب سوالات

سنی کا سوال: قادیانیو بتاؤ مرزا کا نام کیا تھا

قادیانی کا جواب: غلام احمد

سنی کا سوال: اس کا نام ہی اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔

قادیانی کا جواب: وہ کیسے؟

سنی کا سوال: بے شمار نبی آئے لیکن کسی نبی کا نام مرکب نہیں سب کا نام مفرد ہے جیسے موسیٰ، عیسیٰ اور ابراہیم وغیرہ

سنی کا سوال: قادیانیو بتاؤ مرزا عالم تھا یا جاہل؟

قادیانی کا جواب: عالم

سنی کا سوال: کیا اس نے کسی استاذ سے تعلیم حاصل کی؟

قادیانی کا جواب: جی ہاں

سنی کا سوال: تب تو اس کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں کیونکہ کسی نبی نے دنیا میں آکر باقاعدہ کسی سے تعلیم حاصل نہیں کی ان کا استاذ خود اللہ تعالیٰ ہے۔

سنی کا سوال: کیا اس نے کوئی کتاب بھی لکھی ہے؟

قادیانی کا جواب: جی ہاں۔ اس نے متعدد کتابیں لکھی ہیں۔

سنی کا سوال: یہی تو اس کے جھوٹا ہونے کی دلیل ہے۔ بتاؤ کس نے نبی کی کتاب لکھی ہے۔ کتابیں لکھنا اُمتی کا کام ہے نبی کا نہیں۔

سنی کا سوال: مرزا انسان تھا یا جانور؟

قادیانی کا جواب: وہ انسان تھا۔

سنی: تیری بات سچی ہے یا مرزا کی اگر تم سچے ہو تو مرزا جھوٹا اور جھوٹا نبی نہیں ہو سکتا اور اگر مرزا سچا تو پھر اسے بشر کی جائے نفرت کرم خاکی (خاک کا کیڑا) مان لو بولو کیا چاہتے ہو؟

نبی ہونا تو در کنار مرزا قادیانی انسان بھی نہیں تھا خود لکھتا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(دُرِّ ثمین ص:۱۱۵، مصنفہ مرزا قادیانی)

حیرت ہے مرزائیوں کی عقل پر کہ انہوں نے اس کو نبی مان لیا ہے جو آدمی کا پتر ہی نہیں بلکہ جانور حماد (گدھا) ہے ان کا دجال تو خود اقرار کر رہا ہے کہ میں انسان کی اولاد نہیں بلکہ مٹی کا کیڑا اور انسانوں کی قابل نفرت جگہ ہوں۔ مرزائی خود سوچیں کہ انسان کی قابل نفرت جگہ کون سی ہے۔ قادیانی جھوٹا تھا لیکن یہ بات سچی کہہ گیا ہے "میں انسان کی اولاد نہیں"، یعنی گدھے کی اولاد ہوں۔

سنی: مرزا مرد تھا یا عورت؟

قادیانی: مرد تھا۔

سنی: نہیں وہ عورت تھا تیری بات سچی ہے یا مرزا کی اگر تم سچے ہو تو مرزا جھوٹا اور جھوٹا نبی نہیں ہو سکتا اور اگر مرزا سچا تو پھر اسے عورت ماننا پڑے گا بولو کیا چاہتے ہو؟

سنی: بتاؤ کبھی کسی مرد کو حیض آتا ہے یا حمل ٹھہرتا ہے؟

قادیانی: نہیں

سنی: تو جو مرد ہو کر کہے مجھے حیض آیا ہے یا مجھ حمل ٹھہرا ہے وہ سچا ہے یا جھوٹا۔

قادیانی: جھوٹا

سنی: لو سنو مرزا قادیانی لکھتا ہے: کہ میری کتاب اربعین نمبر ۴ ص: ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے کہ بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا۔ جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ (حیض اب) بچہ ہو گیا ہے ایسا بچہ بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی ص: ۱۴۳)

استقرارِ حمل اور مدت حمل اور مریم سے عیسیٰ بننا

مرزا قادیانی لکھتا ہے: کہ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور کئی ماہ بعد جو دس ماہ سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر (براہین احمدیہ کے حصہ چہارم ص: ۵۵۶) میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ (کشتی نوح ص: ۹۰)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ میں میرا نام مریم رکھا۔ (کشتی نوح ص: ۹۰) بتاؤ حاملہ مرد ہوتا ہے یا عورت؟ تم سچے یا مرزا؟ آج تک تم صحیح فیصلہ کرنے سے عاجز ہو۔

سنی: مرزا قادیانی انسان تھا یا لیٹرین؟

قادیانی: وہ انسان تھا۔

سنی: نہیں وہ لیٹرین تھا تیری بات سچی ہے یا مرزا کی اگر تم سچے ہو تو مرزا جھوٹا اور جھوٹا نبی نہیں ہو سکتا اور اگر مرزا سچا تو پھر اسے لیٹرین مان کر اس کے منہ پر پیشاب کرو بولو کیا چاہتے ہو؟

اس نے اپنی مشہور کتاب ''دُرِّ ثمین'' ص: ۱۷ میں لکھا ہے۔

بدتر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست ہو بیت الخلاء یہی ہے

قارئین کرام! مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ جو بدزبان ہے وہ شخص بیت الخلاء ہے اب مرزا قادیانی سے بڑھ کر بدزبان دنیا بھر میں کوئی نہیں چند ایک ثبوت اس کی کتابوں سے پیش کرتا ہوں تا کہ پتہ چل سکے کہ مرزا نبی نہیں بلکہ اپنے فتویٰ کے مطابق لیٹرین تھا اسی لئے وہ لیٹرین میں مرا۔

(ازالہ اوہام) کے ص: ۲۸۔۲۶ میں لکھتا ہے قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں اور قرآن عظیم سخت زبانی کے طریق کو استعمال کررہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق (ضمیمہ انجام آتھم کے ص:۷) میں لکھا: ''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک و مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار تھیں اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ہوا،، ہر شخص جانتا ہے کہ دادی باپ کی ماں کو کہتے ہیں تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے باپ کا ہونا بیان کیا جو قرآن کے خلاف ہے۔

(بہار شریعت حصہ اول ص ۵۱۔۵۶)

بدزبانی کی دو مثالیں اور ملاحظہ ہوں

مرزا قادیانی کو نہ ماننے والے کنجری کی اولاد ہیں

مرزا لکھتا ہے: ان میری کتب کو ہر مسلمان محبت بھری نگاہ سے دیکھتا ہے اور ان کے معارف سے نفع حاصل کرتا ہے اور مجھے قبول کرتا ہے مگر کنجریوں، رنڈیوں کی اولاد جن کے دلوں پر خدا نے مہر کردی ہے وہ مجھے قبول نہیں کرتے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص: ۵۴۸)

مرزا کے مخالف جنگلی خنزیر اور ان کی عورتیں کتیاں ہیں:

مرزا لکھتا ہے: میری مخالفت کرنے والے جنگلی سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں

سے بڑھ کر ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص: ۱۵ مصنفہ مرزا قادیانی)

غرضیکہ اس طرح کی بدزبانی سے اس کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ ان عبارات سے پتہ چلا مرزا سب سے زیادہ بدزبان تھا اور مرزا کے فتویٰ کے مطابق بدزبان بیت الخلاء ہوتا ہے لہٰذا مرزا بیت الخلاء ہے۔

بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے
جس دل میں یہ نجاست ہو بیت الخلاء یہی ہے

حیرت ہے ان مرزائیوں کی عقل و دانش پر جو انسان کی جائے نفرت کو چومتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں تعجب ہے انہوں نے ٹٹی خانہ کو نبی مان لیا۔ اگر ان میں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو ٹٹی خانہ سے نفرت کرتے اور اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم پڑھتے ہوئے مسلمان ہو جاتے۔

حکام بالا اور اہالیان پاکستان اور عالم اسلام کی غیرت کو چیلنج

مرزا قادیانی نے یہ لکھتے ہوئے کل مسلمانوں کی غیرت کو چیلنج کیا ہے خواہ وہ حاکم ہوں یا محکوم افسر ہوں یا مزدور جو بھی مرزا قادیانی کو نبی، مجدد یا بزرگ تسلیم نہیں کرتا مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے مرزائیوں کے نزدیک، وہ کنجری کی اولاد اور جنگلی خنزیر اور ان کی عورتیں اور مائیں، دادیاں، نانیاں، ہمشیرگان اور بیٹیاں سب کی سب کنجری کی اولاد ہونے کے علاوہ جنگلی کتیاں ہیں اب کون بے غیرت ہے جو مرزا اور مرزائیوں سے تعلقات ختم نہ کرے اور وہ کتنا بے غیرت بے حیاء اور ضمیر فروش ہے جو مرزائیوں کو مسلمان سمجھے یا ان کے کفر میں شک کرے یا مرزائیوں سے شادی بیاہ کرے یا ان کا جنازہ پڑھے۔

مرزا قادیانی توحید کا منکر تھا اور توحید کا منکر کافر ہے اور جو کافر کو مسلمان مانے وہ بھی کافر

مرزا قادیانی نہ صرف ختم نبوت کا منکر بلکہ وہ اسلام کے بنیادی عقیدہ توحید کا بھی قائل نہیں تھا۔ رب کا گستاخ شیطان کا شاگرد رشید تھا۔ تم مرزائیوں سے پوچھو کیا رب کی توحید کا منکر مسلمان ہوسکتا ہے؟ اگر وہ کہیں کہ نہیں تو پھر ان کو مرزا قادیانی کی یہ عبارت دکھاؤ۔

(دافع البلاء ص: ٦) میں ملعون مرزا قادیانی لکھتا ہے، مجھ کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (انت منی بمنزلة اولادی انت منی وانا منك) اے غلام احمد تو میری اولاد کی جگہ ہے تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی عیسائی تھا کیونکہ عیسائی حضرت عیسیٰ روح اللہ وکلمۃ اللہ علیہ الصلاۃ والسلام کو ابن اللہ کہتے ہیں۔ وہ سورہ اخلاص کا مفہوم بھی نہیں سمجھتا تھا جس میں صاف لکھا ہے اللہ تعالیٰ نہ کسی کا باپ اور نہ کسی کا بیٹا (لم یلد ولم یولد)

مرزا قادیانی جہنم مکانی کا ابن اللہ ہونے کا دعویٰ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا (انت من ماءنا) کہ تو میرے نطفہ سے ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ص: ۱۱۳ انجام آتھم ص: ۵۵)

مرزا لکھتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا: (انت منی بمنزلة ولدی) کہ تو مجھے بمنزلہ میرے فرزند کے ہیں۔ حقیقۃ الوحی

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا (اسمع ولدی) میرے بیٹے سن۔ (البشری ج ۱، ص: ۴۹)

جو رسول کی گستاخی کرے وہ مرتد ہو گیا لیکن جو اللہ تعالیٰ کی گستاخی کرے اور اس کو گالیاں دے اس کی سزا کیا ہوگی۔ اس کے مرتد اور کلاب النار (جہنم کا کتا) ہونے میں

کوئی شک نہیں۔ مرزا قادیانی کبھی خدائی کا دعویٰ کرتا ہے کبھی خدا کی بیوی اور کبھی خدا کا بیٹا بنتا ہے۔ (نعوذ باللہ) اور اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد بتانا اسے گالی دینے کے مترادف ہے۔

مرزا قادیانی جہنم مکانی کا دعویٰ خدائی:

مرزائیوں سے پوچھو کہ فرعون اور نمرود کافر تھے یا مسلمان؟ وہ ان کو کافر کہیں گے تو ان سے کہو کیوں کافر ہیں ان کا جواب ہوگا کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کہا تو پتہ چلا جو اپنے آپ کو خدا کہے وہ کافر تو مرزا قادیانی نے بھی یہی کہا لہٰذا وہ بھی کافر جو اسے مسلمان مانے وہ بھی کافر۔ مرزا قادیانی نے صرف نبوت کا دعویٰ ہی نہیں بلکہ فرعون اور نمرود کی طرح خدائی کا دعویٰ بھی کیا ہے وہ بھی اپنے وقت کا فرعون اور نمرود تھا۔

لکھتا ہے: (رأیتنی فی المنام عین اللہ و تیقنت اننی ھو) میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں تو میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص: ۵۶۴، کتاب البریہ ص: ۷۹)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: آپ نہیں جانتے کہ ہمارے نزدیک وہ نادان ہر ایک زنا کار سے بدتر ہے جو انسان کے پیٹ میں سے نکل کر خدا ہونے کا دعویٰ کرے۔

(نور القرآن جلد ۲ ص ۱۲۰ مصنفہ مرزا قادیانی)

تو پتہ چلا مرزا قادیانی ہر زنا کار سے بدتر ہے۔

مرزا قادیانی جہنم مکانی کا اللہ کی بیوی ہونے کا دعویٰ (نعوذ باللہ)

مرزا قادیانی کا مرید صادق قاضی یار محمد اپنے مرزا کی ایک روایت لکھتا ہے: کہ حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا۔ (اسلامی قربانی ص: ۴۳ مصنفہ قاضی یار محمد)

مرزا قادیانی جھوٹا اور ملعون ہے:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص:۱۱۲)

مرزا کا قول ہے: ہر کہ گوید دروغ ہست لعین جھوٹ بولنے والا لعنتی ہے۔

(درثمین ص:۸۷ نزول المسیح ص:۹۹)

کذب صریح:

مرزا لکھتا ہے:

بخاری میں ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ ہذا خلیفۃ اللّٰہ المہدی اب سوچو کہ یہ حدیث کس پائے اور مرتبہ کی ہے۔ جو اس کتاب میں درج ہے جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔ (شہادت القرآن ص۴۱)

مرزائیو بخاری میں یہ حدیث ثابت کرو یا پھر مرزا پر لعنت بھیجو اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔

مرزا لکھتا ہے: قرآن میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ لکھا گیا ہے مکہ، مدینہ اور قادیان۔ (ازالہ اوہام ص: روحانی خزائن ج ۳ ص۔۱۴۱۔۱۴۰ حاشیہ)

مرزائیو قرآن میں قادیان کا لفظ ثابت کرو یا پھر مرزا پر لعنت بھیجو اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔

مرزا قادیانی کے جھوٹ اور تناقض

تناقض۔۱

خدا وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔

(ازالہ اوہام ص:۱۴۰)

سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاص:۱۱)

تناقض ـ۲

صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اُتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔ (ازالہ اوہام ص:۸۱ـ۹۲)

اور خود ہی لکھتا ہے: بعض احادیث میں عیسیٰ ابن مریم کے نزول کا ذکر پایا جاتا ہے مگر یہ کہیں نہیں پاؤ گے کہ ان کا نزول آسمان سے ہوگا۔ (حمامۃ البشریٰ مطبوعہ ۱۸۹۴ء)

تناقض ـ۳

یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ (چشمہ معرفت ص:۲۰۹)

اور خود کہتا ہے: بعض الہام مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں جیسے انگریزی سنسکرت عبرانی وغیرہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں اس کا کچھ نمونہ لکھا ہے۔ (نزول المسیح ص:۵۷)

مرزا کی ان عبارات سے ثابت ہوا کہ جس کلام کو انہوں نے وحی کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔ وہ ان کے اپنے قول کے مطابق غیر معقول اور بے ہودہ باتوں کے سوا کچھ نہیں۔

تمام سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے اور چار صاحبزادیاں تھیں یعنی آپ کی کل اولاد سات تھی مگر مرزا قادیانی کی کذب بیانی ملاحظہ ہو لکھتا ہے:

مرزا قادیانی کی کذب بیانی ـ۴

تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر گیارہ لڑکے پیدا ہوئے اور سب کے سب فوت ہو گئے تھے۔

(چشمہ معرفت ص:۲۸۶، روحانی خزائن ج:۲۳، ص:۲۹۹)

مرزائیو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے گیارہ بیٹے ثابت کر دیا پھر مرزا پر لعنت بھیجو اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ۔

مرزا قادیانی کی کذب بیانی۔۵

مسیح کی قبر شام میں ہے۔ (روحانی خزائن ج ۸ ص ۲۹۶۔۲۹۷)

مسیح کی قبر سری نگر میں ہے۔ (روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۴)

مرزا قادیانی کی کذب بیانی۔۶

مسیح کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ (روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۴)

مسیح کی عمر ۱۲۵ سال تھی۔ (روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۵۵)

ختم نبوت کا اقرار

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے پر مرزا قادیانی کا فتویٰ

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا شرارت ہے حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس یہ کس قدر جرأت دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہء وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ (ایام الصلح ص: ۱۵۲، مصنفہ مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی لکھتا ہے: میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (آسمانی فیصلہ ص: ۳)

ہمارے سید و رسول صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ (شہادت القرآن ص: ۲۸)

کیف یجیء نبی بعد رسولنا صلی اللہ علیہ وسلم و قد انقطع

الوحی بعد وفاته و ختم الله به النبیین ۔ ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کیسے کوئی نبی آسکتا ہے اور بیشک آپ کے انتقال کے بعد وحی کا آنا منقطع ہو گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبوت ختم کر دی ہے۔ (حمامۃ البشری ص: ۷۶۔۷۷)

یہ آیت (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔ (ازالہ اوہام ص: ۶۱۴)

کیا ایسا شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہو اور آیہ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول اور نبی ہوں۔

(انجام آتھم ص: ۲۷، روحانی خزائن ص: ج ۱۱ص: ۲۷)

ختم نبوت کا انکار اور دعویٰ نبوت

مرزا قادیانی کا لکھتا ہے: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ دافع البلاء ص: ۲۳

اور اسی کتاب کے ص: ۲۱ پر لکھتا ہے: خدا تعالیٰ جب تک طاعون دنیا میں رہے گا گو ستر برس رہے قادیان کو اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔

میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہے اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔

(حقیقۃ النبوۃ ص: ۲۷۰)

مزید لکھتا ہے: میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا اور اسی نے میرا نام نبی رکھا اسی نے میرا نام مسیح موعود رکھا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے

ہیں۔(تتمہ حقیقۃ الوحی ص:۶۸ روحانی خزائن ج ۲۲، ص:۵۰۳)

جھوٹی پیشین گوئیاں:

مرزا قادیانی لکھتا ہے:

اگر ثابت ہو جائے کہ میری سو پیش گوئیوں میں سے ایک بھی جھوٹی نکلے تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔(اربعین نمبر۴)

یہ کیونکر ممکن ہے صادق کی پیش گوئی جھوٹی نکلے۔(تریاق القلوب ص:۳۳۰) مدعی کاذب کی پیش گوئی پوری نہیں ہوتی۔یہی قرآن کی تعلیم ہے یہی تورات کی۔

(آئینہ کمالات اسلام ص:۳۲۶)

اللہ تعالیٰ کو مرزا قادیانی کا رسوا کرنا منظور تھا چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ قرائن و آثار سے تخمینہ لگا کر جو بھی بڑھ ہانک دیتا اللہ تعالیٰ اسے بالکل الٹ کر دیتا۔

تحفۃ الندوہ مرزا کی آخری تصنیفات میں سے ایک ہے۔اکتوبر ۱۹۰۲ء میں یہ تصنیف ہوئی۔اس کے ص:۸ پر مرزا لکھتا ہے:

میرے لئے ۸۰ برس کی زندگی کی پیش گوئی ہے۔

کسی شخص کی عمر معلوم کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کی تاریخ پیدائش و تاریخ وفات معلوم کر لی جائے۔درمیانی عرصہ اس کی عمر ہو گی۔اسی کلیہ سے ہم مرزا قادیانی کی عمر نکالتے ہیں نتیجہ سامنے آجائے گا۔

مرزا قادیانی کی وفات تو متفقہ طور پر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء بروز منگل ہے۔سیرۃ المہدی مؤلفہ بشیر احمد قادیانی

مرزا قادیانی لکھتا ہے: میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔۱۸۵۷ء میں میں سولہ یا سترہ برس کا تھا۔

(کتاب البریہ ص ۱۴۶، روحانی خزائن ج ۱۳، ص:۱۶۳-۱۹۵)

بقول مرزا قادیانی تاریخ پیدائش

متفقہ تاریخ	وفات	نتیجہ عمر
۱۸۳۹ء	۱۹۰۸ء	۶۹ سال
۱۸۴۰ء	۱۹۰۸ء	۶۸ سال

اگر ۱۸۵۷ء میں سولہ برس ہو ۱۸۵۷۔۱۶=۱۸۴۱

۱۸۴۱ء	۱۹۰۸ء	۶۷ سال

مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں نے ثابت کر دیا کہ اس کی عمر ۸۰ برس نہیں بلکہ صرف ۶۷، ۶۸ یا ۶۹ برس ہے اور مرزا اپنی تحریروں کی روشنی میں جھوٹا ثابت ہوا۔

اب ہم دنیا جہان کے تمام مرزائیوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ مرزا کی عمر ۸۰ برس ثابت کریں بصورت دیگر مرزا کو جھوٹا دجال سمجھ کر سچے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا کر مسلمان ہو جائیں جس کی ہر پیش گوئی درست ثابت ہوئی۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرا دے۔ (بخاری حدیث: ۲۷۰۴، مشکوٰۃ حدیث: ۶۱۴۴) جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

غزوہ خیبر سے ایک دن پہلے دن فرمایا: کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہو گا چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا اور خیبر فتح ہو گیا۔

(بخاری ۴۲۱۰ مسلم حدیث: ۲۴۰۶ مشکوٰۃ حدیث: ۶۰۸۹)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کہ جبریل ہر سال میرے ساتھ قرآن کا ایک مرتبہ دور کرتا ہے اور اب اس نے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے اللہ سے ڈرنا اور صبر کرنا جب حضرت فاطمہ نے یہ بات سن کر رونا شروع کر دیا تو فرمایا: میرے گھر والوں میں سب سے پہلے تم مجھ سے ملاقات کرو گی۔

(مسلم حدیث: ۲۴۵۰، بخاری حدیث: ۳۶۲۳)

چنانچہ سب سے پہلے حضرت فاطمہ کا انتقال ہوا۔

ایک مرتبہ جبل اُحد پر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان تھے۔ پہاڑ نے ہلنا شروع کیا فرمایا: احد ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق دو شہید ہیں رضی اللہ عنہم۔

بخاری حدیث: ۳۶۸۶، مشکوۃ حدیث: ۶۰۸۳ چنانچہ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما شہید ہوئے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا ممکن ہے کہ تم اس سال کے بعد مجھے نہ ملو غالباً تم اب میری مسجد اور میری قبر پر گزرو گے تو جناب معاذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے گھبرا کر بہت روئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا منہ مدینہ منورہ کی طرف کر کے فرمایا تمام لوگوں سے زیادہ میرے قریب وہ لوگ ہیں جو پرہیز گار ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔

(احمد ۲۱۵۴۷ مشکوۃ حدیث: ۵۲۲۷)

اس فرمانِ عالی میں غیبی خبریں ہیں جو حرف بحرف پوری ہوئیں ایک یہ کہ ہم عنقریب وفات پا جائیں گے، دوسرے یہ کہ ہماری وفات مدینہ منورہ میں ہوگی، تیسرے یہ کہ ہماری قبر مسجد نبوی شریف میں ہوگی، چوتھے یہ کہ حضرت معاذ ہماری زندگی میں وفات نہ پائیں گے، بلکہ ہمارے بعد، پانچویں یہ کہ جناب معاذ ہماری قبر پر زیارت کرنے آئیں گے۔

تیرے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
فقط ایک ہی اشارے سے سب کی نجات ہو کے رہی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہزاروں پیش گوئیاں فرمائیں وہ تمام کی تمام پوری ہوئیں کیونکہ آپ کا بولنا وحی الٰہی تھا۔

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی نے قومی اسمبلی میں مرزا ناصر کو ۱۸۰ سوالات میں لاجواب کر کے شکست سے دوچار کر دیا۔ آخر ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو مرزائیوں کو علماء اہل سنت کی کوششوں سے سرکاری طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا گیا۔

انگریز کا پشتینی وفادار

راجا رشید محمود

مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندان انگریز حکومت کا وفادار تھا، شاید اسی لئے انگریزوں نے مرزا صاحب کو نبوت کے درجے پر فائز کیا اور ان سے جہاد کے خلاف آواز اٹھوائی۔ بہت سی کتابوں اور مضامین میں مرزا صاحب کے اس تخصص پر قلم اٹھایا گیا اور یہ ثابت کیا گیا کہ مرزا غلام احمد انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا۔ لیکن حوالہ دیتے ہوئے اہل قلم نے محض کتاب کا نام یا زیادہ سے زیادہ اس کا صفحہ نمبر لکھا ہے۔ مرزا صاحب کی تصانیف عام طور پر دستیاب نہیں ہیں، بعض کتابوں پر سنہ اشاعت اور دوسری ضروری معلومات درج نہیں اور بعد کے ایڈیشنوں میں صفحہ نمبر کچھ کے کچھ ہو گئے ہیں۔ اس لئے میں نے صرف ان کتابوں سے مواد لیا ہے جو میرے ذاتی ذخیرۂ کتب میں موجود ہیں اور ہر کتاب کے حوالے میں، معلوم اور درج شدہ معلومات بھی فراہم کر رہا ہوں۔

والد، مرزا غلام مرتضیٰ

عبدالقادر (سابق سوداگرمل) نے مرزا صاحب کی زندگی پر جو کتاب لکھی ''حیات طیبہ'' اس میں کتاب البریہ (طبع اول، حاشیہ صفحہ ۱۳۴ تا ۱۴۶) کے حوالے سے مرزا صاحب کی تحریر درج کی ہے:

''میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نوح میں مشہور رئیس تھے۔ گورنر جنرل کے دربار میں بہ زمرہ کرسی نشین رئیسوں کے ہمیشہ بلائے جاتے تھے

......چناں چہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب ''تاریخ رئیسان پنجاب'' میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دل عزیز تھے اور بسا اوقات ان کی دل جوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر، کمشنران کے مکان پر ان کی ملاقات کرتے تھے''......(۱)

مرزا صاحب کے برعکس عبدالقادر نے گریفن کی کتاب کا نام ''تذکرہ رؤسائے پنجاب'' لکھا ہے، اس میں ہے:

''اس خاندان ن ے ۱۸۵۷ء کے دوران میں بہت اچھی خدمات کیں۔ غلام مرتضیٰ نے بہت سے آدمی بھرتی کئے اور اس کا بیٹا غلام قادر جنرل نکلسن صاحب بہادر کی فوج میں اس وقت تھا جب کہ افسر موصوف نے تریموگھاٹ پر نمبر ۴۶ میٹو انفنٹری کے باغیوں کو، جو سیالکوٹ سے بھاگے تھے، تہ تیغ کیا۔ جنرل نکلسن صاحب بہادر نے غلام قادر کو ایک سند دی، جس میں یہ لکھا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں خاندانِ قادیان، ضلع گورداس پور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا''......(۲)

عبدالقادر نے مرزا صاحب کے والد مرزا غلام مرتضیٰ کے بارے میں مزید لکھا ہے:

''جب پنجاب میں انگریزوں کا تسلط قائم ہو گیا (۲۹/ مارچ ۱۸۴۹ء) تو جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے، آپ نے اپنے قدیم اصول کے ماتحت پوری طرح اس نئی حکومت کے ساتھ بھی تعاون کیا''......(۳)

بھائی، مرزا غلام قادر

مرزا غلام احمد کے بھائی مرزا غلام قادر کے بارے میں ''سیرت نگار'' عبدالقادر نے لکھا:

''مرزا غلام قادر صاحب، یہ حضرتِ اقدس کے بڑے بھائی تھے، انگریزی

حکومت میں کئی معزز عہدوں پر مامور رہے۔ اپنے ضلع گورداس پور میں دفتر ضلع کے سپرنٹنڈنٹ بھی رہے ہیں"......(۴)

بیٹا، مرزا سلطان احمد

"سیرت طیبہ" میں ہے کہ:

"حضرت مرزا سلطان احمد صاحب گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت مختلف عہدوں پر فائز رہ کر ڈپٹی کمشنری اور بالآخر ریاست بہاول پور کے مشیر مال (ریونیو منسٹر) کے عہدے سے ریٹائر ہوئے اور پنشن پانے کے تھوڑے عرصہ بعد اپنے چھوٹے بھائی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے"......(۵)

پوتا، مرزا عزیز احمد

"سیرت طیبہ" میں ہے:

"حضرت مرزا عزیز احمد صاحب، ایم اے، جنہوں نے بچپن میں ہی اپنے جدامجد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی، اے ڈی ایم کے عہدہ سے ریٹائر ہو کر پنشن پائی۔ اب مرکز سلسلہ میں ناظر اعلیٰ کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں"......(۶)

خود، مرزا غلام احمد

"سیرۃ المہدی" کے حوالے سے عبدالقادر نے لکھا ہے کہ ضلع گورداس پور میں ایک انگریز افسر آیا تو مرزا صاحب کے والد نے جھنڈا سنگھ کے ذریعے مرزا صاحب کو نوکری دلانے کے لئے بلا بھیجا۔ وہ آئے تو والد کی جواب دیا: میں نے تو جہاں نوکر ہونا تھا، ہو چکا ہوں۔ بڑے مرزا صاحب کہنے لگے: اچھا! نوکر ہو گئے ہو تو خیر (۷) شاید یہی

نوکری تھی کہ انگریز حکومت نے انہیں ''نبی'' کے عہدے پر فائز کیا۔

لیکن آپ کو ۱۸۶۴ء کے قریب سیالکوٹ میں چند سال سرکاری ملازمت کرنی پڑی اور اس ملازمت کی وجہ سے آپ چار سال سیالکوٹ میں رہے۔(۸)

''سیرت نگار'' نے کھل کر نہ اس محکمہ کا نام لیا ہے، نہ مرزا صاحب کے عہدے کا، جہاں ''نبوت'' کے عہدے سے پہلے انہیں ''ٹرائل'' پر ملازم رکھا گیا تھا، لیکن کچھ معلومات یوں نقل کی ہیں:

''اس زمانہ میں مولوی الٰہی بخش صاحب کی سعی سے جو چیف محرر مدارس تھے (اب اس عہدہ کا نام ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس ہے) کچہری کے ملازم منشیوں کے لئے ایک مدرسہ قائم ہوا کہ رات کو کچہری کے ملازم منشی، انگریزی پڑھا کریں۔ ڈاکٹر امیر شاہ صاحب جو اس وقت اسسٹنٹ سرجن پنشنر ہیں، استاد مقرر ہوئے، مرزا صاحب نے بھی انگریزی شروع کی اور ایک دو کتابیں انگریزی کی پڑھیں...... چوں کہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کر دیا، پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے''......(۹)

یعنی مرزا صاحب انگریز کے در پردہ نوکر تھے۔ ظاہری طور پر بھی چار سال کچہری کے ملازم منشی کے طور پر چاکری کی، انگریزی بھی استاد سے پڑھی، مختاری کا امتحان بھی دیا اور ماشاء اللہ فیل ہوئے۔

رگ وریشہ میں شکر گزاری

مرزا غلام احمد کی زبان شیطان ترجمان سے سنیئے:

''بباعث اس کے گورنمنٹ انگریزی کے احسانات میرے والد بزرگوار مرزا غلام مرتضٰی مرحوم کے وقت سے آج تک اس خاندان کے شامل حال

ہیں، اس لئے نہ کسی تکلف سے، بلکہ میرے رگ وریشہ میں شکر گزاری اس معزز گورنمنٹ کی سمائی ہوئی ہے، میرے والد مرحوم کی سوانح میں سے وہ خدمات کسی طرح الگ نہیں ہوسکتیں، جو خلوص دل سے اس گورنمنٹ کی خیر خواہی میں بجالائے...... سن ستاون کے مفسدہ (جنگ آزادی کے بارے میں بکواس ہے۔ محمود) میں جب کہ بے تمیز لوگوں نے اپنی محسن گورنمنٹ کا مقابلہ کر کے ملک میں شور ڈال دیا، تب میرے والد بزرگوار نے پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر کے اور پچاس سوار بہم پہنچا کر گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کئے اور پھر ایک دفعہ چودہ سوار سے خدمت گزاری کی اور انہی مخلصانہ خدمات کی وجہ سے وہ اس گورنمنٹ میں ہر دل عزیز ہو گئے، چناں چہ جناب گورنر جنرل کے دربار میں عزت کے ساتھ ان کو کرسی ملتی تھی ......انہوں نے میرے بھائی کو صرف گورنمنٹ کی خدمت گزاری کے لئے بعض لڑائیوں پر بھیجا اور ہر ایک باب میں گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کی ...... بعد اس کے، اس عاجز کا بڑا بھائی مرزا غلام قادر جس قدر مدت تک زندہ رہا، اس نے بھی اپنے والد مرحوم کے قدم پر قدم مارا اور گورنمنٹ کی مخلصانہ خدمت میں بہ دل و جان مصروف رہا...... اب میری حالت یہ ہے کہ......ہم نے اس گورنمنٹ کے وہ احسانات دیکھے جن کا شکر کرنا کوئی سہل بات نہیں، اس لئے ہم اپنی معزز گورنمنٹ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس گورنمنٹ کے اس طرح مخلص اور خیر خواہ ہیں، جس طرح کہ ہمارے بزرگ تھے......ہم دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس گورنمنٹ کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے اور اس کے دشمن کو ذلت کے ساتھ پسپا کرے! خدا تعالیٰ نے ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض کیا ہے جیسا کہ اس کا شکر کرنا...... میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام

ہے...... اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام اور خدا اور رسول سے سرکشی کرتے ہیں......" (۱۰)

ممکن ہے مرزائی اس طویل تحریر کو "قرآن کی شہادت" قرار دیں کیوں کہ یہ مرزا صاحب کی کتاب "شہادۃ القرآن" کی زبان ہے۔ انہوں نے جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کو "زمانہ طوفانِ بے تمیزی اور غدر" قرار دیا اور اپنے والد مرزا غلام مرتضٰی کے نام جے نکلسن، رابرٹ کسٹ کمشنر اور رابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر پنجاب کے سرٹیفکیٹ بھی کتاب میں شائع کیے اور لکھا کہ ان دنوں میں مرزا سلطان احمد (فرزند مؤلف) کے لئے تحصیل داری کی خاص سفارش فنانشل کمشنر بہادر نے کی ہے اور یہ بھی لکھا کہ "عالموں کی تلوار قلم ہے اور فقیروں کا ہتھیار دعا"۔ مولف نے ان ہتھیاروں کے ساتھ گورنمنٹ کی خیر خواہی و معاونت سے دریغ نہیں فرمایا۔ یہ بھی کہا کہ "گورنمنٹ انگلشیہ خدا کی نعمتوں سے ایک نعمت ہے، یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے، یہ سلطنت مسلمانوں کے لئے آسمانی برکت کا حکم رکھتی ہے۔" (۱۱)

"کشتی نوح" کے پتوار کا پہلا سرا

مرزا صاحب کی تصنیف "کشتی نوح" کے پہلے دو صفحے "گورنمنٹ عالیہ انگریزی" کی مداحی میں رقم کیے ہیں، جس طرح اہل ایمان اپنے خالق و مالک کی تعریف سے آغاز کرتے ہیں۔ (۱۲)

مرزا صاحب کی "وحی" کی حقیقت

مرزا صاحب اپنی کتاب "حقیقۃ الوحی" میں اپنے والد کی وفات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مجھے اس خبر کے سننے سے درد پہنچا اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ انہی کی زندگی سے وابستہ تھے اور سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے''......(۱۳)

یعنی......مرزا صاحب اور ان کا سارا خاندان مرزا غلام مرتضیٰ کی ''خدمات جلیلہ'' کے صلے میں انگریز حکومت سے ملنے والے مشاہرے اور انعامات پر پلتے تھے۔

مرزا صاحب کا ''اسلام''

مرزا صاحب نے ''اسلام'' کے عنوان سے سیالکوٹ میں یکم نومبر ۱۹۰۴ء کو جو لیکچر دیا، وہ ان الفاظ پر ختم ہوا تھا:

''آخیر پر ہم اس گورنمنٹ انگریزی کا سچے دل سے شکر کرتے ہیں، جس نے اپنی کشادہ دلی سے مذہبی آزادی عطا فرمائی۔ یہ آزادی جس کی وجہ سے ہم نہایت ضروری دینی علوم کو لوگوں تک پہنچاتے ہیں، یہ ایسی نعمت نہیں ہے جس کی وجہ سے معمولی طور پر ہم اس گورنمنٹ کا شکر کریں، بلکہ تہہ دل سے شکر کرنا چاہئے...... ہم اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ اس محسن گورنمنٹ کے سچے دل سے شکر گزار رہیں''......(۱۴)

''سلطنت انگریزی تمام عیوب سے پاک ہے''

۴ر نومبر ۱۹۰۵ء کو انہوں نے لدھیانہ میں جو لیکچر دیا، اس میں بھی حکومت کے آگے اپنے جھکے ہوئے سر کو مزید جھکایا اور کہا:

''اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایسی سلطنت اور حکومت میں پیدا کیا ہے جو ہر طرح سے امن دیتی ہے اور جس نے ہم کو اپنے مذہب کی تبلیغ اور اشاعت کے لئے پوری آزادی دی ہے (کیوں نہ دیتے کہ اس مذہب کا بٹیر بھی تو انہوں نے ہی آپ کے ہاتھ میں تھمایا۔ محمود) ہر قسم کے سامان اس مبارک عہد میں

میسر ہیں...... یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان کہ ہم ایک ایسی سلطنت کے نیچے ہیں جو ان تمام عیوب سے پاک ہے...... چونکہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ ہماری تبلیغ ہر جگہ پہنچ جاوے، اس لئے اس نے ہم کو اس سلطنت میں پیدا کیا''......(۱۵)

''دنیا کی واحد امن بخش گورنمنٹ''

مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''ازالہ اوہام'' میں اسے ''امن بخش گورنمنٹ'' قرار دیا اور کہا:

''میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمین پر ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں، یہ خدمات ہم مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے......ہم اور ہماری ذُریت پر فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گزار رہیں''......(۱۶)

''احادیث میں انگریزی سلطنت کی تعریف''

''تریاق القلوب'' میں انہوں نے کہا:

''یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح حکم ہو کر آئے گا اور وہ اسلام کے تمام فرقوں پر حاکم عام ہوگا، جس کا ترجمہ انگریزی گورنر جنرل ہے، سو یہ گورنری اس زمین کی نہیں ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کی طرح غربت اور خاکساری سے آوے۔ سو، ایسا ہی وہ ظاہر ہوا، تا وہ باتیں پوری ہوں جو صحیح بخاری میں ہے کہ یضع الحرب یعنی وہ مذہبی جنگوں کو موقوف کر دے گا اور اس کا زمانہ امن اور صلح کاری کا ہوگا۔ جیسا کہ یہ بھی لکھا ہے کہ

اس کے زمانہ میں شیر اور بکری ایک گھاٹ سے پانی پئیں گے اور سانپوں سے بچے کھیلیں گے اور بھیڑیئے اپنے حملوں سے باز آئیں گے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ ایک ایسی سلطنت کے زیر سایہ پیدا ہوگا جس کا کام انصاف اور عدل گستری ہوگا۔ سو، ان حدیثوں سے صریح اور کھلے طور پر انگریزی سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے''......(۱۷)

آگے چل کر دعویٰ کرتے ہیں کہ:

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں''......(۱۸)

''تریاق القلوب'' کے آخر میں صفحہ نمبر۳ میں مرزا صاحب نے ''حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست'' میں اپنے والد مرزا غلام مرتضیٰ کی انگریزوں کے لئے کی گئی، جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے مجاہدین کے خلاف کارروائیاں گنوائیں اور لکھا کہ:

''جنہوں (والد) نے بہت سی مصیبتوں کے بعد گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں آرام پایا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی......لیکن میں اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو، بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اُردو، انگریزی میں شائع کر رہا ہوں کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جاں نثار ہو جائیں اور اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گزار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں، کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے

مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے......“(۱۹)

”دانا دور اندیش اور مدبر گورنمنٹ“

کتاب ”آریہ دھرم“ میں بھی کئی مقام پر انگریز حکومت کی تعریف وثنا میں رطب اللسان دکھائی دیتے ہیں۔ ”ہماری مدبر گورنمنٹ کی مشکلات“ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ:

”ناظرین جانتے ہیں کہ یہ گورنمنٹ کس قدر دانا اور دور اندیش اور اپنے تمام کاموں میں با احتیاط ہے اور کیسی کیسی عمدہ تدابیر اور رفاہِ عام کے لئے اس کے ہاتھ سے نکلتی ہیں......“(۲۰)

”انگریز حکومت کی اطاعت واجب ہے“

مرزا صاحب نے براہین احمدیہ، حصہ چہارم میں لکھا:

”اسلام کا ہرگز یہ اصول نہیں ہے کہ مسلمانوں کی قوم جس سلطنت کے ماتحت رہ کر اس کا احسان اٹھادے، اس کے ظلِ حمایت میں بہ امن وآسائش رہ کر اپنا رزق مقسوم کھاوے، اس کے انعاماتِ متواترہ سے پرورش پاوے، پھر اسی پر عقرب کی طرح نیش چلاوے اور اس کے سلوک اور مروت کا ایک ذرّہ شکر بجا نہ لاوے، بلکہ ہم کو ہمارے خداوند کریم نے اپنے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے یہی تعلیم دی ہے کہ ہم نیکی کا معاوضہ بہت زیادہ نیکی کے ساتھ کریں اور منعم کا شکر بجالاویں اور جب کبھی ہم کو موقع ملے تو ایسی گورنمنٹ سے بدل صدق کمال ہمدردی سے پیش آویں اور بہ طیب خاطر، معروف اور واجب تلوار پر اطاعت اٹھاویں“......(۲۱)

”مکہ، مدینہ یا قسطنطنیہ والے درندوں کے بطور ہیں“

”براہین احمدیہ“ حصہ پنجم میں ایک جگہ لکھا:

''میرے بیان میں کوئی ایسا لفظ نہیں ہوگا جو گورنمنٹ انگریزی کے برخلاف ہو اور ہم اس گورنمنٹ کے شکر گزار ہیں کیونکہ ہم نے اس سے امن اور آرام پایا ہے''......(۲۲)

دوسری جگہ کہا:

''میں جوان تھا اور اب بوڑھا ہو گیا، قدیم سے میں نے بہت سی کتابوں میں بار بار یہی شائع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ہمارے سر پر احسان ہیں کہ اس کے زیر سایہ ہم آزادی سے اپنی خدمت تبلیغ پوری کرتے ہیں اور آپ جانتے ہیں کہ ظاہری اسباب کی رو سے آپ کے رہنے کے لئے اور بھی ملک ہیں اور اگر آپ اس ملک کو چھوڑ کر مکہ میں یا مدینہ یا قسطنطنیہ میں چلے جائیں تو سب ممالک آپ کے مذہب اور مشرب کے موافق ہیں۔ لیکن اگر میں جاؤں تو میں دیکھتا ہوں کہ وہ سب لوگ میرے لئے بطور درندوں کے ہیں''......(۲۳)

معلوم ہوا کہ مرزا صاحب کے والد، بھائی، بیٹا، پوتا اور وہ خود انگریز حکومت کے وظیفہ خوار تھے، اس لئے ان کے نزدیک یہ تمام عیوب سے پاک تھی، دنیا کی واحد امن بخش حکومت تھی، ان کے نزدیک احادیث میں بھی اسی حکومت کی تعریف ہے۔ وہ اس حکومت کی اطاعت کو واجب قرار دیتے ہیں۔ اگرچہ پچاس الماریوں والی ''بانگی'' ان کے دیگر تمام جھوٹوں کی طرح بہت بڑا جھوٹ ہے، لیکن بہرحال، انہوں نے اپنی قریباً ہر تحریر میں اس گورنمنٹ کی مدح و ثنا کی ہے۔ مرزا صاحب مکہ، مدینہ یا قسطنطنیہ والوں کو اپنے لئے درندے تصور کرتے ہیں، شاید اسی لئے پاکستان میں اپنے کفر کا اعلان ہونے کے بعد قادیانی اپنے نبی صاحب کے موجد و مخترع ملک انگلستان میں جا بسے۔

❀❀❀

حواشی اور حوالہ جات

(۱)......عبدالقادر (سابق سوداگرمل) حیاتِ طیبہ، عبداللطیف شاہد گجراتی، پرنٹر پبلشر مسجد احمدیہ، بیرون دہلی دروازہ، لاہور۔ مطبع اُردو پریس، لاہور۔ ایڈیشن اول ۱۹۵۹ء، صفحہ ۷ (میرے پاس ایڈیشن دوم ہے، جس پر عبدالقادر نے ۴ر مارچ ۱۹۶۰ء کو پیش لفظ لکھا)

(۲)......حیاتِ طیبہ، صفحہ ۹ (بحوالہ ''تذکرہ رؤسائے پنجاب'' جلد دوم، صفحہ ۶۷، ۶۸)

(۳)......ایضاً، صفحہ ۱۰

(۴)......ایضاً، صفحہ ۱۲

(۵)......ایضاً، فحہ ۱۶

(۶)......ایضاً، فحہ ۱۶

(۷)......ایضاً، صفحہ ۲۴ (بحوالہ ''سیرۃ المہدی'' حصہ اول، طبع اول، صفحہ ۴۸)

(۸)......ایضاً، صفحہ ۲۵

(۹)......ایضاً، صفحہ ۳۰، ۳۲

(۱۰)......مرزا غلام احمد قادیانی ''سلطان القلم، شہادۃ القرآن، نظارتِ اصلاح وارشاد، ربوہ، ۱۹۶۸ء، صفحہ الف تاد (پہلی بار سات سو کی تعداد میں پریس سیالکوٹ میں چھپی تھی)

(۱۱)......شہادۃ القرآن، صفحہ ز تا غ

(۱۲)......مرزا غلام احمد قادیانی ''سلطان القلم''، کشتی نوح، نظارتِ اصلاح وارشاد، ربوہ، س ن، صفحہ ۳، ۴، ۷

(۱۳)......مرزا غلام احمد، حقیقۃ الوحی، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور، ۱۹۵۲ء، صفحہ ۲۱۰

(۱۴)......اسلام (مرزا غلام احمد قادیانی کا لیکچر سیالکوٹ) الشرکۃ الاسلامیہ، لمیٹڈ، ربوہ، س ن، صفحہ ۶۸

(۱۵)......لیکچر لدھیانہ، الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ، ربوہ، س ن، صفحہ ۳۳، ۳۴ (بنیادی طور پر مرزا صاحب کا یہ لیکچر ''بدر'' کی ۲۰ر دسمبر ۱۹۰۶ء کی اشاعت میں چھپا)

(۱۶)......مرزا غلام احمد، ازالہ اوہام، حصہ اول، مطبع ریاض ہند، بار اول ۱۳۰۸ھ، (میرے ذخیرۂ کتب میں جو نسخہ ہے، اس کے گتے پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور بطور ناشر درج ہے)

(۱۷)......مرزا غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب، ضیاء الاسلام پریس، قادیان، صفحہ ۱۵ (مرزا صاحب نے کتاب کے آخر میں اپنے نام کے ساتھ ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء کی تاریخ لکھی ہے)

(۱۸)......ایضاً، صفحہ ۲۵

(۱۹)......ایضاً، صفحہ ۳۰۷

(۲۰)......مرزا غلام احمد، آریہ دھرم، مینجر بک ڈپو، تالیف و اشاعت، قادیان، دسمبر ۱۹۳۶ء، صفحہ ۶۲

(۲۱)......مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ (حصہ چہارم)، حضرت مرزا غلام احمد فاؤنڈیشن، لاہور، طبع چہارم، ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۸۳ (پہلی بار کتاب سفیر ہند پریس، امرتسر میں ۱۸۸۰ء میں چھپی۔ کتاب کا پورا نام "البراہین الاحمدیۃ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ" ہے)

(۲۲)......مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ، حصہ پنجم، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، لاہور، س ن، صفحہ ۲۱۵

(۲۳)......ایضاً، صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲

''الہامات'' مرزا کی ایک خصوصیت

راجا رشید محمود

اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء و رسل کو وحی کے ذریعے مختلف معاملات میں رہنمائی دی گئی، علوم و معارف سکھائے گئے، لیکن جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم پر اس نے یہ سلسلہ ختم کر دیا اور ابلیس لعین نے کچھ لعنتیوں کو ''نبی'' بننے کی راہ دکھائی تو ''تجدد الہام'' کی صورتوں کی رونمائی ہوئی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم تک پر ہونے والے الہامات کی وہ باثروت اور زریں صورت نہ تھی، جو مثلاً مرزا غلام احمد قادیانی کے بیش تر الہامات نے اختیار کی۔ اگرچہ دعووں کی حد تک اس نے کہا کہ:

''مسیح موعود (؟) کو خدا نے آدم کے رنگ پر پیدا کیا'' ......(۱)

پھر کہا کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرا نام آدم رکھا'' ......(۲)

''اور اس عاجز کو خدا تعالیٰ نے آدم مقرر کر کے بھیجا'' ......(۳)

۸؍فروری ۱۹۰۴ کو مرزا نے کہا:

''خدا تعالیٰ نے میرا نام بھی نوح رکھا ہے اور وہی الہام جو کشتی کا نوح کو ہوا تھا یہاں بھی ہوا ہے'' ......(۴)

پھر اپنے ابراہیم (۵)، یوسف (۶)، سلیمان (۷) ہونے کا اعلان بھی کیا، نیز اپنے آپ کو ''احمد مسیح'' (۸)، مسیح موعود (۹)، مسیحائے زمان (۱۰)، مثیل مسیح (۱۱)، مسیح

سے بڑھ کر (۱۲)، مریم بھی، عیسیٰ بھی (۱۳) قرار دیا۔ ''مورخ احمدیت'' دوست محمد شاہد نے انہیں ''آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب ترین فرزند جلیل'' قرار دیا (۱۴) مرزا نے اپنے آپ کو حضور آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز اور ظل کہا (۱۵) روزنامہ ''الفضل'' میں انہیں ''عین محمد'' گردانا گیا۔ (۱۶)

مرزا صاحب نے یہ دعویٰ بھی کیا:

میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

(۱۷)

اس ساری صورت حال کا استعجاب انگریز پہلو یہ ہے کہ خالق و مالک حقیقی جل شانہ کے بھیجے ہوئے کسی نبی، کسی رسول کے الہامات کا رخ ارسال مال و دولت اور حصول زرد ثروت کی طرف نہ تھا، لیکن مرزا صاحب کے بہت سے الہامات اس نشان دہی کے حامل نظر آتے ہیں کہ آج مرزا کو اتنے روپے ملیں گے اور کل اتنی یافت ہوگی۔ دراصل جنہیں رب کریم جل جلالہ بھیجتا ہے، انہیں دنیا کی طمع اور لالچ ہوتا ہی نہیں۔ البتہ شیطان رجیم تو ہاتھ ہی اس کی پشت پر رکھتا ہے جو دنیا کمانا چاہتا ہو اور وہ اسے اس راستے کا مستقل راہی بنا دیتا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو وحی بھی تو روح الامین علیہ السلام کی وساطت سے آتی تھی، جہاں جبریل امین علیہ السلام کے بجائے ''ٹیچی'' کی خدمات حاصل کی جاتی ہوں وہاں تو گھپلا ہوگا ہی۔

''حقیقۃ الوحی'' میں مرزا صاحب نے انکشاف کیا:

''۵/ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا، اس نے کہا، نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا، آخر کچھ تو نام ہوگا، اس نے کہا میرا نام ہے ''ٹیچی'' ...... (۱۸)

آنکھ کھلنے کے بعد کی کیفیت کے بیان میں مرزا صاحب لکھتے ہیں:

''بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعے سے اور کیا براہِ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا''......(۱۹)

''حقیقۃ الوحی'' ہی میں اس سے اگلے صفحے پر ہے:

''البتہ اللہ تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنے والا ہو یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں، ان کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دے دیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے''......(۲۰)

مرزا صاحب کے ''ملفوظات'' میں ہے، کہا:

''میں اپنے قلب کی عجیب کیفیت پاتا ہوں، جیسے سخت حبس ہوتا اور گرمی کمال شدت کو پہنچ جاتی ہے تو لوگ وثوق سے امید کرتے ہیں کہ اب بارش ہو گی، ایسا ہی جب میں اپنی صندوقچی کو خالی دیکھتا ہوں تو مجھے خدا کے فضل پر یقین واثق ہوتا ہے کہ اب یہ بھرے گی اور ایسا ہی ہوتا ہے''......(۲۱)

ہمارے آقا حضور، کائنات کے محسن اعظم، نور مجسم، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بادشاہوں کو جو خطوط ارسال فرمائے، ان کے متون موجود ہیں، ان میں انہیں حقانیت کو تسلیم کرنے اور اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی گئی۔ لیکن انگریز کے خود کاشتہ پودے، جعلی نبی غلام احمد قادیانی نے ''امراء و رئیسان و منعمانِ ذی مقدرت و والیان ارباب حکومت و مزلت'' کو جو خط بھیجا، اس کا متن ان کی کتاب ''برکات الدعا'' میں موجود ہے۔ اس میں ہے:

''میں تمام امراء کی خدمت میں بطور عام اعلان کے، لکھتا ہوں کہ اگر ان کو بغیر آزمائش ایسی مدد میں تامل ہو تو وہ اپنے بعض مقاصد اور مہمات اور

مشکلات کواس غرض سے میری طرف لکھ بھیجیں تا کہ میں ان مقاصد کے پورا ہونے کے لئے دعا کروں۔مگراس بات کوتصریح سے لکھ بھیجیں کہ وہ مطلب کے پورا ہونے کے وقت کہاں تک ہمیں اسلام کی راہ میں مالی مدد دیں گے......اگرایسا خط کسی صاحب کی طرف سے مجھ کو پہنچا تو میں اس کے لئے دعا کروں گا‘‘......

(حاشیہ میں ہے:

’’چاہئے کہ وہ خط نہایت احتیاط سے بذریعہ رجسٹری سربمہر آوے اوراس راز کوقبل از وقت فاش نہ کیا جاوے اوراس جگہ بھی پوری امانت کے ساتھ وہ مخفی رکھا جائے گا اور اگر بجائے خط کوئی معتبر کسی امیر کا آوے تو یہ امر بھی زیادہ موثر ہوگا‘‘)......(۲۲)

ادھر انگریز حکومت کے والیان اور امراء ومنعمانِ ذی مقدرت سے طلب زر کی درخواست کی جارہی ہے اوران سے وعدہ کیا جارہا ہے کہ انہیں جس قسم کی حاجت ہو، انہیں جوبھی مشکلات ومہمات درپیش ہوں، ان کے جیسے بھی مقاصد ہوں، اگروہ مالی مدد کا وعدہ کریں تو ’’نبی صاحب‘‘ ان کے لئے دعا کریں گے۔دوسری طرف ٹیچی ایسے الہام لانے اور’’وحی‘‘ پہنچانے میں تیز رو ہے کہ روپیہ ’’نبی صاحب‘‘ کو کہاں کہاں سے ملے گا۔لکھتے ہیں:

’’ایسا اتفاق دو ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ گزرا ہے کہ خدا تعالیٰ نے میری حاجت کے وقت مجھے اپنے الہام یا کشف سے یہ خبر دی کہ عنقریب کچھ روپیہ آنے والا ہے اور بعض وقت آنے والے روپیہ کی تعداد سے بھی خبر دے دی اور بعض وقت یہ خبر دی کہ اس قدر روپیہ فلاں تاریخ میں اور فلاں شخص کے بھیجنے سے آنے والا ہے اوراس بات کے گواہ بھی بعض قادیان کے ہندواورکئی سومسلمان ہوں گے‘‘......(۲۳)

مرزا کے اسی نسل کے چند اور ''الہامات'' نقل کئے جاتے ہیں، لیکن ان کی ایک خاص بات یہ ہے کہ مرزا نے ایسے بیش تر الہامات کی اطلاع دو ہندوؤں، لالہ شرمپت کھتری اور لالہ ملاوامل کھتری کو دی تھی اور وہی ان کے گواہ رہے۔ سنیئے!

''ایک دفعہ مجھے یہ الہام ہوا، ''عبداللہ خاں، ڈیرہ اسماعیل خاں'' چناں چہ چند ہندو جو اتفاقاً اس وقت میرے پاس موجود تھے، جن میں ایک لالہ شرمپت کھتری اور ایک لالہ ملاوامل کھتری بھی ہے، ان کو یہ الہام سنا دیا گیا اور بعض مسلمانوں کو بھی سنا دیا گیا اور صاف طور پر کہ دیا گیا کہ اس الہام کا یہ مطلب ہے کہ آج عبداللہ خاں نام ایک شخص کا، ہمارے نام کچھ روپیہ آئے گا اور خط بھی آئے گا۔ چناں چہ ان میں سے ایک ہندو بشن داس نام، اس بات کے لئے مستعد ہوا کہ میں اس الہام کو بذات خود آزماؤں۔ اور اتفاقاً ان دنوں میں سب پوسٹ ماسٹر قادیان کا بھی ہندو تھا۔ سو وہ ہندو ڈاکخانہ میں گیا اور آپ ہی سب پوسٹ ماسٹر سے دریافت کر کے یہ خبر لایا کہ عبداللہ خاں نام ایک شخص کا اس ڈاک میں خط آیا ہے اور کچھ روپیہ آیا ہے''......(۲۴)

''ایک دفعہ ایک شخص بہاء الدین نام مدار المہام ریاست جونا گڑھ نے پچاس روپیہ میرے نام بھیجے اور قبل اس کے کہ اس کے روپیہ کی روانگی سے مجھے اطلاع ہو، خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ سے مجھے اطلاع دی کہ پچاس روپیہ آنے والے ہیں۔ میں نے اس غیب محض سے، بہت سے لوگوں کو قبل از وقت بتلا دیا کہ عنقریب یہ روپیہ آنے والا ہے اور قادیان کے شرمپت نام ایک آریہ کو بھی اس سے خبر کر دی''......(۲۵)

''ایک دفعہ سخت ضرورت روپیہ کی پیش آئی، جس کا ہمارے اس جگہ کے آریہ لالہ شرمپت و ملاوامل کو بخوبی علم تھا...... دعا کی گئی کہ اللہ تعالیٰ نشان

کے طور پر مالی مدد سے اطلاع بخشے، تب الہام ہوا:

''دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں۔ الا ان نصر اللہ قریب فی شایل مقیاس (Then will you go to Amritsar) یعنی دس دن کے بعد روپیہ آئے گا، خدا کی مدد نزدیک ہے اور جیسے جب جننے کے لئے اونٹنی دُم اٹھاتی ہے، تب اس کا بچہ جننا نزدیک ہوتا ہے، ایسا ہی مدد الٰہی بھی قریب ہے۔ دس دن کے بعد جب روپیہ آئے گا تب تم امرتسر بھی جاؤ گے......

گیارہویں روز محمد افضل خان صاحب نے راولپنڈی سے ایک سو دس روپے بھیجے۔ بیس روپے ایک اور جگہ سے آئے اور پھر برابر روپیہ آنے کا سلسلہ ایسا جاری رہا، جس کی اُمید نہ تھی، اور جس دن محمد افضل خاں صاحب وغیرہ کا روپیہ آیا، امرتسر بھی جانا پڑا...... اس نشان کے آریہ مذکورین گواہ ہیں، جو حلفاً بیان کر سکتے ہیں اور کئی اور مسلمان بھی گواہ ہیں'' ......(۲۶)

''ایک دفعہ فجر کے وقت الہام ہوا کہ آج حاجی ارباب محمد لشکر خاں کے قرابتی کا روپیہ آنا ہے۔ بدستور لالہ شرمپت و ملا وامل کھتریان ساکنان قادیان کو مطلع کیا گیا اور نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا لاکھ دو لاکھ والا الہام سیٹھ مذکور کو متاثر نہیں کر سکا۔

آخر میں صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی نے جو واقعہ بیان کیا، اسے بھی پڑھ لینا چاہئے، اگرچہ اس کا تعلق ''الہام'' سے نہیں بتایا گیا، لیکن مترشح ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کو ایک مستقل ''الہام'' یہ پہنچ چکا تھا کہ پیسہ کہیں سے آیا، کسی طرح کمایا گیا ہو، چھوڑنا نہیں۔

''سیرۃ المہدی'' میں بشیر احمد قادیانی صاحبزادہ لکھتا ہے:

''بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت (مرزا صاحب) سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی، اس نے اس حالت میں بہت روپیہ کمایا، پھر وہ مرگئی۔ مجھے

اس کا تر کہ ملا۔ مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے''...... (۳۴)

''سیرۃ المہدی'' کے اس اقتباس کو نقل کر کے پروفیسر محمد الیاس برنی نے لکھا:

''اور اسلام کی خدمت خود مرزا صاحب کے سپرد تھی، ان سے زیادہ اس مال کا مستحق اور کون ہوسکتا تھا''...... (۳۵)

حواشی و تعلیقات

۱...... مرزا غلام احمد قادیانی، لیکچر سیالکوٹ، ناشر نائب محافظ دفتر ضلع سیالکوٹ (راقم السطور کی ذاتی لائبریری میں الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کا چھپا ہوا نسخہ ہے) س ن، صفحہ ۹، ۱۰

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی، حقیقۃ الوحی، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ۱۹۵۲ء، صفحہ ۲۵۷

۳...... مرزا غلام احمد قادیانی، ازالہ اوہام، حصہ اول (راقم کے ذخیرہ کتب میں جو نسخہ ہے، اس کے اندرونی سرورق کے طور پر ''نقل ٹائٹل بار اول، ذی الحجہ ۱۳۰۸ھ'' اور ''باہتمام و سعی شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند، مطبوعہ گردید'' لکھا ہے۔ گتے پر البتہ ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' درج ہے) س ن، صفحہ ۲۵۶

۴...... مرزا غلام احمد قادیانی ملفوظات، جلد سوم، نظارت اشاعت ربوہ، س ن، صفحہ ۵۲۰ (مرتب کا نام درج نہیں ہے)

۵...... تریاق القلوب، صفحہ ۶۷ (میرے پاس ایک ایسا نسخہ ہے، جس پر نہ مرزا صاحب کا نام ہے، نہ ناشر کا، نہ سنہ اشاعت ہے) ایک دوسرے نسخے پر ضیاء الاسلام پریس قادیان لکھا ہے، سنہ اشاعت نہیں، البتہ آخر میں ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء درج ہے۔

۶...... مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ، حصہ پنجم، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور، س ن، صفحہ ۴۹

۷...... مرزا غلام احمد قادیانی، دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء، دار الامان، قادیان، اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۲۰

۸...... ریویو آف ریلی جنز، قادیان، نومبر ۱۹۳۱ء، صفحہ ۵

۹...... عبدالقادر (سابق سوداگرمل)، حیات طیبہ، مسجد احمدیہ، بیرون دہلی دروازہ لاہور، ایڈیشن دوم، مارچ ۱۹۶۰ء صفحہ ۹۸

۱۰......شیخ روشن دین تنویر کی نظم، مطبوعہ روزنامہ "الفضل"، ربوہ کا ایک شعر ہے:

بجلی ہے جو رگ رگ میں تو طوفان لہو میں
ہم لوگ غلامانِ مسیحائے زماں ہیں

الفضل (۲۴ر جنوری ۱۹۶۱ء) میں مطبوعہ مصلح الدین احمد راجیکی کی نظم کا شعر ہے:

وہ مہدئ دوراں تمنائے ملت
مسیح زماں احمد قادیانی

(سوونیئر ،۲......مجلس خدام الاحمدیہ، لاہور ۱۹۲۲ء، صفحہ ۶۴،۴۶)

۱۱......مرزا غلام احمد قادیانی، آئینہ کمالات اسلام، ح صہ اردو، اس کا دوسرا نام "دافع الوساوس" بھی ہے۔ پہلی فروری ۱۸۹۳ء میں قادیان سے مطبع ریاض ہند سے چھپی (راقم الحروف کے پاس جو ایڈیشن ہے، یہ ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا) صفحہ ۸/ مرزا غلام احمد قادیانی، شہادۃ القرآن، نظارت اصلاح وارشاد ربوہ، ۱۹۶۸ء (کتاب کا پہلا ایڈیشن "شہادۃ القرآن علی نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان" کے پورے نام سے پنجاب پریس سیالکوٹ سے چھپا تھا)، صفحہ ۲۷

۱۲......دافع البلاء ومعیار اہل الاصطفاء، صفحہ ۱۷

۱۳......حقیقۃ الوحی، صفحہ ۳۳۷/ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۵۳...... کشتی نوح (از مرزا غلام احمد قادیانی سلطان القلم) نظارت اصلاح وارشاد وصدر انجمن احمدیہ ربوہ، صفحہ ۶۸، س ن (اندرونی سرورق پر پہلے ایڈیشن کا عکس ہے، جو ۵ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مطبع ضیاء الاسلام قادیان سے چھپا)

۱۴......دوست محمد شاہد، چودھویں صدی کی غیر معمولی اہمیت، احمد اکیڈمی ربوہ، مارچ ۱۹۸۱ء، صفحہ ۱۱۳

۱۵......کشتی نوح، صفحہ ۲۴/ ملفوظات، جلد سوم، نظارت اشاعت، ربوہ، س ن (مرتب کا نام درج نہیں) ملفوظات، جلد ششم، الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ، صفحہ ۱۲۲ (اس میں یکم جون ۱۹۰۳ء کو لکھا اور کہا کہ اس جلد کی ترتیب وتدوین میری اصولی ہدایات کے مطابق مکرم مولانا محمد اسماعیل صاحب دیال گڑھی کی مساعی کی رہین منت ہے، صفحہ ۳)/ براہین احمدیہ، حصہ پنجم، صفحہ ۱۷۸/ روزنامہ "الفضل" قادیان، ۲۹ر اپریل ۱۹۲۷، جلد ۱۴، نمبر ۸۵/ آیت خاتم النبیین اور جماعت احمدیہ کا مسلک مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ، س ن، صفحہ ۷

۱۶......الفضل قادیان، ۲۶ر جنوری ۱۹۱۶ء/ الفضل قادیان، ۱۴/ مارچ ۱۹۴۶ء (جلد ۳۴، شمارہ ۶۲) الفضل، ۲۸ر اکتوبر ۱۹۱۵ء میں لکھا گیا:

مسیح موعود محمد است و عین محمد است

الفضل (۲۸ر مئی ۱۹۲۸ء) میں "اظہارِ حقیقت" کے نام پر کہا گیا:

حقیقت کھلی بعث ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ مرزا بن کے آیا

مفتی حبیب الرحمٰن قادیانی نے لکھا:

''کیا احمد اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں کچھ فرق ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے پیدا کیا، جس نے محمد اور احمد میں فرق جانا، اس نے ہرگز حضور (؟) مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں پہچانا''...... (الفضل، ۱۷ر جنوری ۱۹۳۶ء)

۱۷...... (مرزا غلام احمد قادیانی کا منظومِ کلام) درِثمین، مکمل اردو (مرتبہ محمد یامین) باہتمام رانا محمد یوسف سنز، ربوہ، س ن، صفحہ ۹۵ (طویل نظم ''دلائل صداقتِ مسیح موعود و تبلیغ عام، منقول از براہین احمدیہ، حصہ پنجم، مطبوعہ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰۶)

۱۸...... حقیقۃ الوحی، صفحہ ۳۳۲

۱۹...... ایضاً

۲۰...... حقیقۃ الوحی، صفحہ ۳۳۳

۲۱...... روحانی خزائن ۲، جلد اول، مشتمل بر ملفوظات حضرت مسیح موعود ۱۸۹۱ء تا ۱۸۹۹ء ضیاء الاسلام پریس ربوہ (جلال الدین شمس نے ۲۰ر اگست ۱۹۶۰ء کو پیش لفظ لکھا) صفحہ ۲۳۵

۲۲...... مرزا غلام احمد قادیانی، سلطان القلم، برکات الدعا، نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ، صفحہ ۴۳، ۴۴ (قاضی محمد نذیر نے پیش لفظ ۱۴ر دسمبر ۱۹۶۸ء کو لکھا)

۲۳...... مرزا غلام احمد قادیانی، تریاق القلوب، ضیاء الاسلام پریس قادیان (مرزا صاحب نے اپنی اس تحریر کے آخر میں ۴ر نومبر ۱۹۰۰ء کی تاریخ لکھی ہے) صفحہ ۶۴، ۶۵

۲۴...... مرزا غلام احمد قادیانی، براہین احمدیہ (ملقب به البراهين الاحمديه على حقيت كتاب الله القرآن و النبوة المحمدية) حصہ سوم، پہلی فصل، مطبع الجدہ لاہور، طبع چہارم ۱۹۱۶ء، صفحہ ۱۲۹ (طبع اول مطبوعہ سفیر ہند امرتسر، ۱۸۸۰ء کا صفحہ نمبر ۲۶۲، ۲۲۷) اگرچہ طبع چہارم کے صفحہ ۲ پر غلط طور پر لکھا ہے کہ ۱۸۸۴ء میں قادیان سے پہلی بار چھپی تھی)/ تریاق القلوب، صفحہ ۹۰

۲۵...... تریاق القلوب، صفحہ ۱۱۲

۲۶...... ایضاً صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴

۲۷...... ایضاً، صفحہ ۱۱۵

۲۸...... ایضاً، صفحہ ۱۱۶

۲۹...... ایضاً، صفحہ ۱۱۶

۳۰......ایضاً، صفحہ ۱۴۶

۳۱......ایضاً، صفحہ ۱۴۵، ۱۴۶

۳۲......مرزا غلام احمد قادیانی، مکتوبات احمدیہ، جلد پنجم، حصہ اول، صفحہ ۳، ۵، ۲۱، ۲۲ (۶ / مارچ ۱۸۵۹ء، ۲ / اکتوبر ۱۸۹۶ء، ۲۱ / اکتوبر ۱۸۹۸ء، ۲۲ / نومبر ۱۸۹۸ء کے مرقومہ خط)

۳۳......مکتوبات احمدیہ، جلد پنجم، حصہ اول، صفحہ ۲۰

۳۴......بشیر احمد قادیانی، سیرۃ المہدی، حصہ اول، صفحہ ۳۴۳، (بحوالہ ’’قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ‘‘ صفحہ ۴۱۵)

۳۵...... الیاس برنی، پروفیسر محمد (سابق صدر شعبہ معاشیات، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن) قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ، اہل حدیث اکیڈمی لاہور، سول ایجنٹ: مہتاب کمپنی لاہور، س ن، صفحہ ۴۱۷

مرزا قادیانی کے طریقہ طعام پر

سنتِ نبوی ﷺ

اور ماڈرن سائنس کی تردید

عرفان محمود برق نومسلم (سابق قادیانی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہاتھ دھونے کے بعد کپڑے سے مت پونچھو:

حضور انور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''کھانے سے پہلے منہ ہاتھ دھونے والا، وضو کرنے والا مفلس اور تنگ دست نہ ہوگا۔ کھانے سے پہلے جو ہاتھ دھوئے انہیں تولیہ یا رومال سے نہ پونچھا جائے۔'' (شمائل ترمذی شمائل رسول)

مرزا قادیانی، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں:

مرزا قادیانی جس نے ہر گوشہ حیات میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی دیدہ دانستہ ہر اس کام سے الٹ کیا جو ہادی عالم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واضح ارشاد کہ ''کھانا کھانے سے قبل کسی چیز سے ہاتھ صاف نہ کرو'' کے ہوتے ہوئے کذابِ قادیان دانستہ کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر انہیں کپڑے یا تولیہ سے پوچھا کرتا تھا مرزا بشیر احمد قادیانی رقم طراز ہے:

''کھانے سے پہلے عموماً اور بعد میں (مرزا قادیانی) ضرور ہاتھ دھویا

کرتے تھے اور سردیوں میں اکثر گرم پانی استعمال فرماتے۔ صابون بہت ہی کم برتتے تھے۔ کپڑے یا تولیہ سے ہاتھ پونچھا کرتے تھے۔“

(سیرت المہدی، حصہ دوم، ص ۱۳۶)

مرزا قادیانی کا کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر انہیں تولیہ یا کپڑے سے صاف کرنے کا مقصد لوگوں کو یہ باور کروانا تھا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی، حدیث کی اس کی بات یا عمل کے مقابلہ میں کوئی حیثیت نہیں۔ اپنی ایک کتاب میں مرزا قادیانی احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر زہرافشانی کرتے ہوئے رطب اللسان ہے:

”تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں۔ اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی، ص ۳۰ مندرجہ روحانی خزائن ۱۹ ص ۱۴۰، از مرزا قادیانی)

یہاں قادیانیوں کی ہدایت کے لئے مرزا قادیانی کو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے سے ہونے والے نقصانات جدید سائنس کی روشنی میں پیش کئے جا رہے ہیں، جنہیں پڑھ کر قادیانیوں پر لازم ہو جائے گا کہ وہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم یا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں مرزا قادیانی کی بات یا عمل کو مرزے کی جائے موت لیٹرین میں پھینک کر مصنف مزاجی اور حق شناسی کا مظاہرہ کریں۔

ہاتھ دھو کر کپڑے سے نہ پونچھنے کی سائنسی توجیہہ:

ایک ٹرک ڈرائیور کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ وہ ٹرک میں مال لے کر کسی دوسرے شہر کی جانب عازم سفر تھا۔ راستے میں کسی ہوٹل کے قریب وہ شکم سیری کے لئے کھانا کھانے اُترا۔ ہاتھ دھو کر کھانا کھانے سے قبل اس نے اپنے ٹرک کے ٹائر چیک کئے اور کھانا کھانا شروع کر دیا لیکن اس سے قبل کہ وہ کھانا کھا کر اٹھتا اس کی

روح جسد عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ اس کی موت کیسے ہوئی؟ حالانکہ دوسرے لوگ جنہوں نے اسی ہوٹل سے کھانا کھایا تھا وہ بالکل ٹھیک تھے۔ کافی تحقیق کرنے کے بعد اس کی موت کی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ اس نے کھانا کھانے سے قبل ہاتھ دھونے کے بعد جن ٹائروں کے چیک کرنے کے لئے ہاتھ لگائے تھے کچھ دیر قبل ان کے نیچے ایک زہریلا سانپ کچلا گیا تھا جس سے ٹائروں پر ابھی تک تازہ زہر لگا ہوا تھا۔ اس طرح اس ٹرک ڈرائیور کے ہاتھوں پر بھی زہر لگ گیا جو کھانے میں شامل ہو کر اس کی موت کا سبب بنا۔

اس واقعہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے روگردانی کرنے کے نقصانات سے بخوبی آشنائی ہو جاتی ہے۔

ڈاکٹر و حکیم سید قدرت اللہ قادری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کھانے سے قبل ہاتھ دھو کر انہیں کسی چیز سے صاف نہ کرنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"یہ بظاہر ایک معمولی سی بات معلوم ہوتی ہے مگر اسلام ایک عملی سائنٹیفک مذہب ہے کھانے سے پہلے دونوں ہاتھ دھونے کے بعد اگر انہیں تولیہ یا رومال سے پونچھا جائے تو اس بات کا قوی احتمال یقیناً موجود رہے گا کہ تولیہ یا رومال میں موجود جراثیم جو مختلف امراض کے ہو سکتے ہیں۔ اس طرح قبل غذا، نم یا گیلے ہاتھوں پر فوراً تولیہ سے منتقل ہو جاتے ہیں اور گیلا پن جراثیم کی پرورش کے لئے بے حد ضروری (MEDIA) بن سکتا ہے۔ اور اس طرح یہ جراثیم استعمال کی جانے والی غذا میں شامل ہو کر جسم میں داخل ہو جاتے ہیں جو مختلف امراض کا سبب بنتے ہیں۔ ("میڈیکل ڈائجسٹ")

مئی جون ۱۹۷۰ء نے اس بارے میں لکھا ہے کہ

"چودہ سو سال قبل بیکٹیریا یالجی (علم الجراثیم) کا کوئی وجود نہ تھا لیکن تعلیم دینے والا معلوم ہوتا ہے ضرور بیکٹیریالوجسٹ تھا ورنہ کھانے سے قبل دھوئے ہاتھوں کو کپڑے

سے خشک کرنے سے منع کرنا اور کھانے کے بعد اس کی اجازت دینا معنی رکھتا؟ یقیناً اس میں حکمت اور اللہ کی رحمت ہے۔"

(کھانے پینے کے آداب ص ۱۸۲ از ڈاکٹر و حکیم سید قدرت اللہ قادری)

ان تحقیقات سے یہ بات اظہر من الشّمس ہوگئی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ سے کنارہ کشی کرنا اور مرزا قادیانی کی اتباع پیروی کرنا کتنا ہلاکت خیز ہے، جس کی واضح مثال آپ کے سامنے ٹرک ڈرائیور کی موت اور مرزا قادیانی کی بیماریاں ہیں۔

مرزا قادیانی بائیں ہاتھ سے پانی پیتا:

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

"آپ (مرزا قادیانی) پانی کا گلاس یا چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر پیا کرتے تھے۔" (سیرت المہدی، حصہ دوم، ص ۱۳۱)

بائیں ہاتھ سے شیطان پیتا ہے اخبار "الفضل" کی تائید:

قادیانیوں کے روزنامہ اخبار "الفضل" کے شمارے ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء ص ۳ پر یہ حدیث مبارکہ لکھی ہے:

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بائیں ہاتھ سے نہ کھائے نہ پیئے۔ کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے۔" (مسلم کتاب الاشربتہ باب آداب طعام والشراب)

قادیانیو! اب تو یقین کرلو کہ شیطان اور مرزا قادیانی میں کوئی فرق نہیں اور شیطان اور مرزا قادیانی کی حرکتیں بالکل ایک ہی ہیں۔

بائیں ہاتھ سے پینا صحت یا بیماری؟

سائنس دان اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں کہ انسانی ہاتھوں سے غیر مرئی شعاعیں

(Positive) مثبت سے ہاتھ دائیں ۔ہیں رہتی ہوتی خارج (Invisible Rays)
شعاعیں کھانے پینے میں مل کر انسانی صحت پر اچھا اثر ڈالتی ہیں لیکن جب بائیں ہاتھ سے کوئی چیز کھائی یا پی جائے تو اس سے نکلنے والی منفی (Negative) شعاعیں جسم انسانی پر منفی اثرات مرتب کرتی ہیں جس سے انسان بیمار ہو جاتا ہے۔

سائنس دان کی ہاتھوں کے متعلق اس سائنسی ریسرچ سے جہاں سنت خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم کی حکمت آشکار ہوتی ہے۔ وہاں مرزا قادیانی کی بیماریوں کی ایک اور وجہ بھی معلوم ہو جاتی ہے۔

مل کر کھانے میں برکت ہے:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

''اکٹھے ہو کر کھاؤ۔ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے''۔

(ابن ماجہ)

ایک اور جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''تم میں بہتر وہ ہے جو دوسروں کو کھانا کھلائے۔'' (مستدرک)

قادیانیوں کے روزنامہ اخبار ''الفضل'' کے شمارے ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء ص ۳ پر ''آداب طعام'' کے عنوان سے یہ حدیث مبارکہ درج ہے کہ:

''ایک دفعہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں مگر ہم سیر نہیں ہوتے۔ فرمایا شاید تم اکیلے اکیلے کھانا کھاتے ہو۔ انہوں نے مثبت میں جواب دیا فرمایا اکٹھے مل کر کھانا کھایا کرو اور بسم اللہ پڑھا کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اس میں برکت ڈال دے گا۔''

(سنن ابی داؤد کتاب الاطعمۃ باب الاجتماع علی الطعام)

مرزا قادیانی اکیلا کھانا کھاتا:

مرزا قادیانی چونکہ ایک بخیل شخص تھا اس لئے وہ اپنے ساتھ کسی دوسرے کو کھانا کھلانے سے پرہیز کرتا تھا اور اکیلا ہی کھانا کھاتا تھا۔ مرزا بشیر احمد قادیانی نے ''سیرت المہدی'' میں اور عبدالقادر قادیانی نے ''حیاتِ طیبہ'' میں لکھا ہے کہ:

''باہر جب کبھی آپ (مرزا قادیانی) کھانا کھاتے تو آپ کسی کے ساتھ نہ کھاتے تھے.......... اگرچہ اور مہمان بھی سوائے کسی خاص وقت کے الگ الگ ہی برتنوں میں کھایا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی، حصہ دوم، ص ۱۳۰، وحیات طیبہ، ص ۴۷۹)

مرزا قادیانی کے اکیلا کھانا کھانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ بڑے عجیب وغریب طریقے سے کھانا کھاتا۔ اس کے کھانے کا انداز پوری انسانیت سے ہی نرالا تھا۔ ملاحظہ ہو۔

سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۳۱ پر لکھا ہے:

''بعض دفعہ تو دیکھا گیا کہ آپ (مرزا قادیانی) صرف روکھی روٹی کا نوالہ منہ میں ڈال لیا کرتے تھے۔ اور پھر انگلی کا سرا شوربے میں تر کر کے زبان سے چھوا دیا کرتے تھے تاکہ لقمہ نمکین ہو جائے۔''

اپنے مریدوں میں کھانا کھانے سے مرزا قادیانی کو اس بات کا خوف تھا کہ کہیں کوئی ذی فہم مرزائی مجھے اس طرح پاگلوں کی طرح کھانا کھاتا دیکھ کر مرزائیت سے تائب نہ ہو جائے لہٰذا وہ چھپ کر کھاتا اور اس میں کئی حکمتیں سمجھتا۔

مل کر کھانے کی سائنسی وضاحت:

پتھالوجی (Pathology) کے ایک پروفیسر نے انکشاف کیا کہ جب مل کر کھانا کھایا جاتا ہے تو تمام کھانے والوں کے جراثیم کھانے میں مل جاتے ہیں۔ دوسرے تمام

امراض کے جراثیموں کوختم کردیتے ہیں اوراس طرح وہ کھانا بے ضرر بن جاتا ہے۔اور کھانے میں بعض اوقات شفاء کے جراثیم مل کرتمام کھانے کوشفا بنادیتے ہیں جوکہ معدہ کےبعض امراض کے لئے مفید ہے۔

بندہ کوایک صاحب ملے بہت اچھی گفتگواوراعلیٰ شخصیت کے مالک تھے۔فرمانے لگے کہ میں پہلے پاگل تھااوراتناعرصہ پاگل خانے میں داخل رہااور پاگل خانے کاداخلہ فارم دکھایامیں بہت حیران ہوااور پوچھاکہ آپ تندرست کیسے ہوئے؟ کہنے لگے کہ جب میراعلاج کراکراکرگھروالے تک گئےتومجھے پاگل خانے میں داخل کرادیا۔وہاں ایک دفعہ بالکل ہوش میں بیٹھاتھاتوایک صاحب نے کہاکہ مسلمان کے جوٹھے میں شفاہےتو اس دن سے میں نے لوگوں کاجھوٹاسنت سمجھ کرکھاناشروع کردیااورصرف سات (۷) ماہ میں تندرست ہوگیا۔

ایک اورصاحب گوجرانوالہ کے ملے۔دل کے پرانے مریض تھے کہنے لگے جب سے میں نے جھوٹاکھاناسنت سمجھ کرکھاناشروع کیاہے۔اس وقت سے اب تک مجھے دل کی تکلیف نہیں ہوئی۔

ایک اورصاحب فرمانے لگے میراایک دوست تھااسے ۱۹۷۰ء میں آخری سٹیج کی ٹی بی ہوگئی۔وہ دوائیاں استعمال کرکرکے تنگ آگیالیکن افاقہ نہ ہوا۔آخرکسی سے سناتو دوائیاں چھوڑکرمسلمانوں کاجھوٹاکھاناشروع کردیااورصرف (۴) ماہ کے علاج میں بہترین افاقہ ہوگیا۔مجھے ۱۹۹۶ء میں شداد پورملابالکل تندرست تھا۔

(سنت نبوی اورجدیدسائنس، جلد، ص ۹۲،۱۹)

لیول پاول کی تحقیق:

لیول پاول مشہورپیراسائیکالوجسٹ ہےاس کاکہناہےکہ میں نے ہرحرف کی علیحدہ طاقت کومحسوس کیااورایسٹرل رولڈمیں اس کی خاص روشنائیاں لہریں محسوس کیں۔میں نے محسوس کیاجب آدمی کی نیت وکرداراورمعاملات درست ہوں تواس کے الفاظ مثبت

لہریں بن کر نکلتی ہیں جو کو غیر مرئی (Invisible) طور پر چیزوں کے جسم کو بڑھا دیتی ہیں یا پھر ان کے اندر مثبت لہروں کی زیادتی کی وجہ سے ایک خاص قسم کی تہہ چڑھ جاتی ہے شرط نیت معاملات اور اخلاق کی درستگی ہے۔" (بحوالہ پیرا سائیکالوجی کا کرشمہ)

لیکن مرزا قادیانی کی نہ نیت اچھی تھی، نہ معاملات اور نہ ہی اخلاق تو پھر وہ کیسے اپنا کھانا دوسروں کے ساتھ مل کر کھا سکتا تھا۔

ٹہلتے ہوئے کھانا عادت مرزا:

ٹہلتے ہوئے کھانا بھی مرزا قادیانی کی دشمن صحت عادت تھی۔ وہ اپنی عادت سے مجبور ہو کر اکثر چہل قدمی کرتے ہوئے اپنی پسندیدہ غذا پکوڑے کھایا کرتا تھا۔ سیرت المہدی میں لکھا ہے۔

"حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد (قادیانی عبادت خانے۔ ناقل) میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی، حصہ اول، ص ۱۸۱، از مرزا بشیر احمد قادیانی)

سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر کھانا:

مرزا قادیانی کا ٹہلتے ٹہلتے پکوڑے کھانا بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی وجہ سے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کھاتے دیکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمین سے لگ کر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے۔" (مسلم شریف)

آیئے جدید سائنسی تحقیق سے اس بات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے از راہ بغض روگردانی کرنے سے کن کن بیماریوں کا سامنا کرنا پڑا۔

ٹہلتے ہوئے کھانا بیماری ہے:

ڈاکٹر بلن کیور آف اٹلی مشہور عام ڈاکٹر ماہر اغذایہ ہے کہ اس کی تحریک ہر وقت یہی ہے کہ کم سے کم غذا کھاؤ۔

اس کا کہنا ہے کہ کھڑے ہو کر غذا نہ کھاؤ ایسا کرنے سے تم دل کے امراض میں پھنستے جاؤ گے۔

اس کا کہنا ہے کہ بیٹھ کر کھاؤ اور کم کھاؤ کیونکہ کھڑے ہو کر کھانا نفسیاتی امراض پیدا کرتا ہے اور ایک ایسا مرض پیدا ہوتا ہے جس میں آدمی کو اپنوں کی پہچان ختم ہو جاتی ہے۔

(سنت نبوی اور جدید سائنس، جلد ۱، ص ۹۹)

گیلارڈ ہاؤزر کی ہدایت:

نیچرل سائنس کے مشہور و معروف ڈاکٹر گیلارڈ ہاؤزر ماہر غذایہ کی کھانے کے متعلق ہدایات ہیں کہ:

> ''جب آپ کام کر رہے ہوں تو کبھی کھانا نہ کھائیے۔ عام اور سادہ لفظوں میں یہ بات یوں بھی کہی جا سکتی ہے۔ کہا جب آپ کچھ بھی کر رہے ہوں، کسی بھی چھوٹے بڑے کام میں مصروف ہوں۔ کھانا مت کھائیے۔ کھانا کھاتے وقت اور کچھ نہ کیجئے اور اپنی پوری توجہ کھانے میں صرف کریں۔ بعض لوگ ایسا بھی کرتے ہیں کہ اخبار اور کتاب بھی پڑھ رہے ہیں اور ساتھ ساتھ کھانا بھی کھا رہے ہیں۔ کسی ایک چیز پر نگاہ بھی رکھے ہوئے ہیں اور کھانے کا عمل اور شغل بھی جاری ہے۔ کچھ لوگ کھانا کھانے کے دوران اٹھ کر ادھر کا کوئی کام بھی کر لیتے ہیں اور پھر آ کر کھانا شروع کر دیتے ہیں۔''

اگر آپ کسی ایسی عادت میں مبتلا ہیں تو اس عادت کو فی الفور آج ہی ترک کر

دیکھئے۔(بحوالہ ۱۰۰ سال تک زندہ رہنا کیسے ممکن ہے۔ص ۶۱،۲۳)

قادیانیو! گیلارڈ ہاوزر کی ہدایات کے مطابق مرزا قادیانی کی ٹہلتے ہوئے کھانے کی عادت کو جسے تم اس کی سنت کہتے ہو ٹھکراتے ہوئے آج اس پر لعنت بھیج دو۔ تم نے پڑھا کہ اٹلی کے ڈاکٹر بلن کیور نے کھڑے ہو کر کھانے کے نقصانات پر لکھا ہے کہ ایسے شخص کو دل کے امراض لگ جاتے ہیں اور اپنوں کی پہچان ختم ہو جاتی ہے۔ دیکھو! تمہارے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کو بھی دل کے امراض لگ گئے تھے۔ اور اپنوں کی پہچان ختم ہو گئی تھی۔

امراض دل:

مرزا بشیر احمد قادیانی کا کہنا ہے۔

''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہا ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔ مگر آپ نے روزہ توڑ دیا۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوم، ص ۱۳۱)

''والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہو گئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے خصوصاً گردن کے پٹھے۔''

(سیرت المہدی، حصہ اول، ص ۱۳)

ہلاکتوں میں جا پڑے گا	بربادیوں میں جا رلے گا
بیماریوں نے آستیا	آتشوں میں جا جلے گا
خلاف فطرت جو بھی چلا	جلد یہ آواز سنے گا
نبی ﷺ کی سنت سے جو پھرا	خباثتوں میں جا پھنسے گا

لوگوں کی پہچان کا خاتمہ:

مرزا بشیر احمد قادیانی لکھتا ہے:

(مرزا قادیانی) کو اس بات کا بہت کم علم ہوتا تھا کہ حضرت مولوی نور الدین صاحب یا کوئی اور بزرگ مجلس میں کہاں بیٹھے ہیں بلکہ جس بزرگ کی ضرورت ہوتی خصوصاً جب حضرت مولوی نور الدین صاحب کی ضرورت ہوتی تو آپ فرمایا کرتے مولوی صاحب کو بلاؤ حالانکہ اکثر وہ پاس ہی ہوتے تھے۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوم، ص ۵۶)

کبھی کہتا ہوگا مجھے بلاؤ میں کہاں ہوں (ناقل)

''بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر کو جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ جا رہا ہوتا تھا۔ اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا جاتا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔''

(سیرت المہدی، حصہ دوم، ص ۷۷)

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

کھانے کو ضائع مت کرو:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور برتن کے چاٹنے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔ (مسلم شریف)

قادیانیوں کے روزنامہ اخبار ''الفضل'' نے اپنے ۲۷ ستمبر ۲۰۰۲ء کے شمارے میں ''آداب طعام'' کے عنوان سے یہ حدیث مبارکہ نقل کی ہے کہ:

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی کھانا کھا رہا ہو اور اس کا لقمہ گر پڑے تو شک

ڈالنے والی چیز کو اس سے جدا کر کے کھالے اور شیطان کے لئے نہ چھوڑے۔" (ترمذی ابواب اطعتمہ ماجانی اللقمہ تسقط)

سائنسی توجیہہ:

ڈاکٹر حکیم سید قدرت اللہ قادری اپنی تصنیف "کھانے پینے کے آداب" ص ۸۳ پر یہی احادیث نقل کرنے کے بعد ان سائنسی توجیہ بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں: اس سے رزق کی عظمت اور نعمت کی قدر کا احساس دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ جس سے کھانے میں برکت پیدا ہوتی ہے ناقدر لوگ کتنی غذا روز برباد کرتے ہیں۔

آج کل دستر خوان پر گری ہوئی شے کو اٹھا کر کھانا معیوب اور خلاف شان سمجھا جارہا ہے اور اسی جھوٹی شان میں آکر کھانے کے برتن میں کافی غذا چھوڑ دی جاتی ہے۔ جس سے رزق جو قابل استعمال تھا۔ ناکارہ و برباد ہو جاتا ہے۔ اسی طرح معیشت میں تنگی اور بے برکتی رونما ہوتی ہے۔ اس طرح یہ حماقت تکبر اسراف کی تعریف میں آکر معیشت میں تنگی کا باعث بن جاتی ہے۔

رزق کا قدردان:

ایسے شخص کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کے رزق میں برکت ہوگی اور اس کے بال بچے صحت وعافیت پائیں گے۔"

اور فرمایا کہ ایسا شخص نہ صرف غربت و محتاجی سے بچتا ہے بلکہ وہ کوڑ جذام سے بھی بچتا ہے اور اس کی اولاد سے بے وقوفی اور حماقت دور ہو جاتی ہے۔ اور رزق میں وسعت ہو جاتی ہے۔ اعطی سعته من الرزق"۔ (مسلم شریف)

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ (گرا ہوا لقمہ کھانے) کے کس قدر فوائد ہیں۔ آیئے اب قادیانیوں کے جھوٹے نبی مرزا قادیانی کا

گھٹیا عمل دیکھتے ہیں کہ وہ رزق کا کس انداز سے ستیاناس کرتا تھا۔

رزق کا گستاخ:

۱۵ ستمبر ۲۰۰۱ء کے قادیانی اخبار ''الفضل'' میں ہے۔

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی کا نام نہاد بیٹا مرزا بشیر الدین قادیانی) فرماتے ہیں۔

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے کھانے کا ڈھنگ بالکل نرالا تھا میں نے کسی اور کو اس طرح کھاتے نہیں دیکھا۔ آپ پھلکے سے پہلے ایک ٹکڑا علیحدہ کر لیتے اور پھر لقمہ بنانے سے پہلے آپ انگلیوں سے اس کے ریزے بناتے جاتے............ پھر ان میں سے ایک چھوٹا سا ریزہ لے کر سالن سے چھو کر منہ میں ڈالتے یہ آپ کی عادت ایسی بھی ہوئی تھی کہ دیکھنے والے تعجب کرتے۔''

(اخبار ''الفضل ربوہ'' ۱۵ ستمبر ۲۰۰۱ء ص ۲ و اخبار الفضل قادیان ۷ مئی ۱۹۳۶ء)

''کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے۔ کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے۔'' (سیرت المہدی، حصہ اول، ص ۱۵)

اگر آج قادیانیوں کا دامن پکڑ کر کہا جائے کہ تم بھی اسی طرح کیا کرو جس طرح مرزا قادیانی رزق کا ستیاناس کرتا تھا تو وہ ہرگز مرزے کے اس فضول عمل کو نہیں اپنائیں گے۔ کیونکہ مہنگائی کے اس دور میں مرزے کا یہ گھٹیا اور نقصان دہ عمل یقیناً قادیانی معیشت کو متاثر کرے گا۔ اس قدر قادیانیوں کا حوصلہ نہیں کہ وہ اپنے جھوٹے نبی کے اس معیشت کو نقصان پہنچانے والے عمل پر لبیک کہیں۔

❀❀❀

امام احمد رضا اور مسئلہ ختم نبوت

مفتی محمد خان قادری

اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کسی قسم کا کوئی بھی ظلّی نبی نہیں آسکتا۔ جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے۔ اور یہ کہے اور مانے کہ آپ کے بعد نیا نبی آسکتا ہے۔ وہ دائر اسلام سے خارج ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اسی عقیدہ کا واضح اور دوٹوک الفاظ میں اعلان فرمایا ہے:۔

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۞" (الاحزاب)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد ارشادات میں اس عقیدہ کی تصریح فرمائی۔

مسلم شریف میں حضرت ابو ہرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے اللہ نے دیگر انبیاء پر چھ فضلیتیں عطا فرما رکھی ہیں۔

(۱) مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے' (۲) مخالفین کے دل میں میرا رُعب ڈال دیا گیا ہے' (۳) میرے لیے مال غنیمت کو حلال فرما دیا، (۴) میر خاطر تمام زمین کو پاک اور جائے سجدہ بنا دیا، (۵) مجھے تمام مخلوق کا نبی بنایا گیا ہے، (۶) مجھ پر انبیاء کا اختتام کر دیا گیا ہے۔

بخاری و مسلم، ترمذی اور مسند احمد میں حضرت جابر بن عبداللہ' حضرت ابو ہریرہ اور

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اور دیگر تمام انبیاء کی مثال ایک عمدہ محل کی ہے جسے بنایا گیا۔ مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی۔ اسے ہر کوئی دیکھنے والا یہی کہتا کاش! یہاں اینٹ رکھ کر اسے مکمل کر دیا گیا ہوتا۔

''میں نے آ کر وہ جگہ پر کر دی۔ عمارت نبوت میری وجہ سے مکمل ہو گئی اور مجھ پر رسولوں کا اختتام کر دیا گیا''۔

''میں عمارت نبوت کی وہی پہلی اینٹ ہوں اور میں تمام انبیاء کا خاتم ہوں''۔

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

''پہلے رسول آدم علیہ السلام اور آخری محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں''۔

(نوادر الاصول حکیم ترمذی)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لیکر آج تک ہر مسلمان کا یہی عقید ہے۔ ہر دور کے علماء وفقہاء، محدثین اور ان مفسرین نے اس بات پر تصریح کی جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ کافر، مرتد اور زندیق ہے۔

۵: امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے دور میں کسی شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اسے گرفتار کر لیا گیا وہ کہنے لگا مجھے کچھ مہلت دو تا کہ میں اپنی نبوت پر دلیل پیش کر سکوں تو آپ نے فرمایا:۔

''جو شخص اس سے نشان مانگے گا وہ کافر ہو جائے گا کیونکہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد قطعی کی مخالفت کر دی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں''۔

(الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان)

اسلام کے خلاف گھڑی سازش

ساڑھے بارہ سو سال تک مسلمان حکمران رہے، کفار نے ان کے خلاف ہر طرح کی جنگ لڑی مگر ناکام رہے آخر انہوں نے ایک حربہ و منصوبہ سوچا جس سے اُمت کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی کفار غالب اور مسلمان مغلوب ہو گئے۔

وہ منصوبہ یہ تھا کہ اُمت مسلمہ کو اپنی نبی کی ذات پر لڑا دیا جائے۔ کیونکہ جب تک ان کا اسلام کے مرکز یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق محبت و عشق قائم ہے۔ ان میں بلال سے لیکر غازی علم الدین شہید تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ مفکر اسلام علامہ اقبال مرحوم نے یہی بات اپنے اشعار میں بیان کردی ہے۔

وہ فاقہ کش کی موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روح محمد اسکے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات
اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

(''کلیات اقبال'': اُردو:۵۰۶)

روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کے لیے کچھ افراد کو خریدا گیا۔ ان میں سے کچھ افراد عرب کی سرزمین سے اور کچھ برصغیر کے تھے جنہوں نے اسلام اور بانی اسلام کے بارے میں جو منہ میں آیا کہا ان کی تحریرات کے چند نمونہ جات ملاحظہ کیجئے:۔

۱: اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(''تقویۃ الایمان'': صفحہ ۶)

۲: آپ کا فرمان ہے۔ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔

(''تقویۃ الایمان'': صفحہ ۴۳)

۳: سب انسان آپس میں بھائی ہیں جو بڑا بزرگ وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے

بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ (''تقویۃ الایمان''، صفحہ۲۲)

۴: اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو، تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئیگا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (''تحذیر الناس'، صفحہ۸۲)

۵: بعد حمد وصلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اوّل معنی خاتم النبیین کرنے چاہیں تا کہ فہم جواب میں کچھ وقت نہ ہو۔ سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدیم یا تاخیر ذاتی میں بالذات کچھ فضلیت نہیں۔ پھر مقام مدح میں ''وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

(''تحذیر الناس'' صفحہ۲)

۶: لفظ رحمتہ اللعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے۔

(''فتاوی رشیدیہ'' جلد: دوم صفحہ؟؟)

۷: الحاصل غور کرنا چاہئے کہ شیطان وملک والموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر دو عالم کو خلاف نصوف قطیعہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوتی ہے فخر دو عالم کی وسعت علم کون سی نصف قطعی ہے جس سے تمام نصوف کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ (''براہین قاطعہ'' صفحہ:۱۵)

۸: اعلیٰ علیین میں روح مبارک علیہ السلام کی تشریف رکھنا اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپکا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (''براہین قاطعہ'' صفحہ:۲،۱)

۹: شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ (آپ نے فرمایا) مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم

نہیں۔(''براہین قاطعہ'' صفحہ:۱۵)

۱۰: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم محض مذہبی معاملات اور آخرت کے بارے میں ہی جانتے ہیں باقی معاملات میں دیگر لوگ زیادہ آگاہ ہو سکتے ہیں۔اس پر آپ کا فرمان شاہد ہے: ''تم اپنی دنیا کے معاملات زیادہ بہتر جانتے ہو''۔

۱۱: جو شخص بارگاہِ نبوی میں حاضری کی نیت سے سفر کریگا۔اس کا سفر سفر معصیت قرار پائے گا۔جو بھی مدینہ جائے وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نیت کر کے جائے۔

(کشف ضلالت ابن تیمیہ'' صفحہ:۳۹)

۲۱: وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست نہیں کی جاسکتی جو ایسے کریگا وہ مردود ہے۔(ھذہ مناھیعنا للشیخ صالح بن عبدالعزیز'': ۳۸،۴۸،۹۸)

۳۱: اثر ابن عباس صحیح ہے۔جس میں ہے کہ ہر زمین کا الگ الگ خاتم النبیین ہے۔

(''مناظرہ احمدیہ'':۴۷)

اہم نوٹ

یہاں اثر ابن عباس کی حقیقت سے آگاہی ضروری ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ''اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں پیدا کیں، ہر زمین میں آدم ہے تمہارے آدم کی طرح اور نوح تمہارے نوح کی طرح ابراہیم ہے تمہارے ابراہیم کی طرح ،عیسیٰ ہے تمہارے عیسیٰ کی طرح ،موسیٰ ہے تمہارے موسیٰ کی طرح حضور اکرمؐ ہیں تمہارے نبی کی طرح''۔

تمام اُمت مسلمہ نے اس اثر کو یہ کہتے ہوئے رد کر دیا کہ یہ قرآن کی نص قطعی خاتم النبیین کے خلاف ہے۔

ملاحظہ کیجئے:

۱: ''روح البیان'' ج:۱۰،پ:۸۲،صفحہ ۴۴،۴۵۔

۲: ''روح المعانی'': پ:۸۲،صفحہ:۱۴۱۔

۳: ''فیض الباری''، ج:۳، صفحہ:۳۳۳۔

مزید تفصیل کے لیے التبشیر بروالتحذیر اور التبشیر پر اعتراضات کے جواب میں ملاحظہ کیجئے۔ (از علامہ احمد سعید کاظمی)

اس کے باوجود ہندوستان میں کچھ لوگوں نے اس اثر کی صحت کو منوانے کی کوشش کی اور اس پر تحریری کام کیا۔

ہمارے مطالعہ کے مطابق اس بحث کا آغاز مولانا محمد احسن نانوتوی نے ۱۸۶۱ء میں کیا، جس کا ردّ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی مولانا نقی علی خان اور مولانا عبدالقادر بدایونی نے کیا۔

پروفیسر محمد ایوب قادری نانوتوی کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

یہاں اس امر کی طرف اشارہ کرنا ضروری ہے کہ اثر ابن عباس کے مسئلے میں علماء بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شدت سے مخالفت کی، بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولوی نقی علی خان کر رہے تھے۔ اور بدایوں میں مولوی عبدالقادر بن مولانا فضل رسول بدایونی سرخیل جماعت تھے۔ (مولانا محمد احسن نانوتوی: صفحہ ۴۹)

مولانا نانوتوی نے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں بیان کیا:

''میرا عقیدہ یہ ہے کہ حدیث مذکورہ صحیح اور معتبر ہے اور زمین کے طبقات جدا جدا ہیں اور ہر طبقہ میں نبی ہے اور حدیث مذکورہ سے ہر طبقہ میں انبیاء کا ہونا معلوم ہوتا ہے لیکن اگر چہ ایک ایک خاتم ہونا طبقات باقیہ میں ثابت ہے''۔

(''تنبیہ الجہال بالہام الباسط اعتصام'' صفحہ:۶، از مفتی حافظ بخش انوری)

مولانا نقی علی خان مرحوم نے اس کے خلاف باقاعدہ تحریک چلائی۔ اپنے دور کے علماء سے رابطہ کیا۔ استفتاء ارسال کیا جس کی وجہ سے علماء بدایوں اور رامپور نے خوب بڑھ چڑھ کر موصوف کا ساتھ دیا۔ حتیٰ کہ دونوں فریقوں نے مسلم بزرگ مولانا ارشاد

حسین رامپوری نے مولانا نقی علی خان کی تائید کی اور لکھا اس (اثر) پر عقیدہ رکھنا اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے۔ خاتم النبیین حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں حدیث شاذ ہے۔ (''تنبیہ الجہال'': ص ۶۲)

تحذیر الناس کیوں لکھی گئی؟

یہاں اس بات کا علم ہونا بھی ضروری ہے کہ مولانا محمد قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس عن انکار ابن عباس'' مولانا محمد احسن نانوتوی کی حمایت میں ہی لکھی تھی۔ ہوا یوں کہ مولانا احسن نانوتوی نے اپنی تائید حاصل کرنے کے لیے ایک سوالی اشتہار چھپوا کر دیگر اضلاع کے علماء کرام کو بھیجا۔ اس کے انہیں صرف دو جواب موصول ہوئے ان میں سے ایک جواب ان کے رشتہ دار مولانا محمد قاسم نانوتوی کا آیا جنہوں نے باقاعدہ ان کی حمایت کی اور اس اشتہاری سوال کے جواب میں پوری کتاب ''تحدیر الناس عن انکار ابن عباس'' لکھ ڈالی۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ کیجئے۔

(''مولانا نقی علی خان بریلوی'': ص: ۳۶)

مولانا انور شاہ کشمیری بھی کہتے ہیں:

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے اثر کی شرح میں مولانا نانوتوی نے ایک مستقل رسالہ ''تحدیر الناس عن انکار ابن عباس تحریر کیا ہے۔)

(''فیض الباری'': ج ۳، ص: ۳۳۳)

نوٹ

مولانا انور شاہ کشمیری نے اس مسئلہ میں نانوتوی سے اختلاف کیا ہے الغرض عارضی رشتہ داری کی لاج رکھنے کے لیے مستقل کتاب لکھ دی کاش! ذہن میں اس دائمی رشتہ کا خیال ہوتا جو دنیا، قبر، حشر، پل صراط، میزان دخول جنت اور بعد از دخول جنت بھی کام آئے گا۔ کاش! ذہن میں یہ کیفیت ہوتی:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا
دل ہے وہ دل جو تیری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو تیرے قدموں پہ قربان گیا

یادر ہے کہ تحذیر الناس ہی وہ کتاب ہے جسے ساری دنیا میں مرزائی ہزاروں کی تعداد میں فری تقسیم کرتے ہیں۔

بلکہ بھٹو (سابق وزیر اعظم جمہوریت پاکستان) کے دور میں جب اس فتنہ کا سربراہ قومی اسمبلی کی کمیٹی کے سامنے گیا تو اس نے دیگر دلائل کے ساتھ ساتھ اس کتاب کی عبارات کو بھی پیش کیا۔ جس کا جواب مفتی محمود دیوبندی کے پاس کیا ہونا تھا۔ اعلیٰ حضرت کے خلیفہ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے بیٹے مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ سینہ تان کر کھڑے ہوگئے اور کہا کہ ہم ایسا کہنے والے کو بھی کافر ہی سمجھتے ہیں۔

جب مان لیا کہ کروڑوں محمد پیدا ہو سکتے ہیں۔

آپ محض مذہبی معاملات سے آگاہ ہیں دیگر معاملات میں دوسرے لوگ آپ سے بڑھ سکتے ہیں۔

☆ آپ کا علم ملک الموت کے برابر نہیں۔
☆ آپ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں۔
☆ آپ مر کر مٹی میں مل گئے۔
☆ اب آپ سے کوئی تعلق اُمت کا نہیں رہا۔
☆ خاتم النبیین اور رحمۃ اللعالمین آپ کے خاصے نہیں۔

تو اب بتائیے، کیا نئے نبی کی ضرورت پیش آئیگی یا نہیں؟

کیا ذہن میں یہ بات نہیں جائے گی کہ ہمیں اب اپنے سیاسی، اقتصادی، معاشی، سماجی اور معاشرتی مسائل کے لیے کسی شخص کی طرف رجوع کرنا ضروری ہے؟ اگر آپ

کہیں کہ نبی کی شریعت موجود ہے تو ذہن کہے گا اس میں تو صرف مذہبی معاملات کا حل ہے بقیہ مسائل کا حل وہاں سے نہیں مل سکتا۔

لیکن ان لوگوں کو نئے نبی کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ جو یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ ہمارا نبی آج بھی زندہ ہے، ان کی تعلیمات زندہ ہیں، اس کا فیض آج بھی جاری ہے، وہ صرف مذہبی معاملات ہی میں نہیں بلکہ وہ ہر مسئلہ کا حل جانتا ہے ان کے پاس تا قیامت اُمت کو درپیش مسائل کا حل ہے ان کی نگاہ صرف اپنے صحابہ پر ہی نہیں تا قیامت آنے والی اُمت پر ہے۔ وہ ہر ہر امتی کے مسائل سے آگاہ بھی ہیں اور ان کے حل پر بھی قادر ہیں۔

وہ عالم ماکان و ما یکون ہے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے بندائے خلق سے لے کر دخول جنت ونار کے تمام معاملات سے آگاہ فرمایا ہوا ہے۔

جب یہ غلط قسم کے عقائد کے جراثیم اُمت مسلمہ میں مختلف طریقوں سے چھوڑے گئے۔ اس کے ساتھ ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا شخص سامنے لایا جائے جو یہ کہے جس کی ضرورت تم محسوس کرتے ہو وہ میں ہوں اس کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو خریدا گیا اور اس نے (معاذ اللہ) رسول ہونے کا اعلان کر دیا۔ مختلف اہل علم نے اس فتنہ کے خلاف تحریری وتقریری جہاد کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری اور ان کے خاندان نے بھی خوب اور بھرپور انداز میں اس فتنہ کے قلع قمع کے لیے جدوجہد کی۔ یاد رہے انہوں نے نہ صرف فتنہ مرزائیت بلکہ اس کو قوت اور بنیادیں فراہم کرنے والے جتنے گروہ تھے۔ ان تمام کی سرکوبی کی۔

کون نہیں جانتا آپ ہی کی وہ واحد شخصیت تھی جس پر ان گستاخانہ عبارات کی نہ صرف نشاندہی کی بلکہ تمام عمر کے رد کے لیے وقف کر دی۔ (مرزا کا انتخاب)

اُمت مسلمہ کو بدعقیدگی سے بچانے کے لیے علماء حرمین سے فتویٰ حاصل کیے صبح و شام ایک ایک کر کے سینکڑوں فتوؤں کا انبار لگا دیا۔

باقی لوگوں کی نظر صرف فتنہ مرزائیت پر تو گئی مگر ان حواریوں کی طرف نہ گئی جو اس کی تقویت کا سبب بن رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فاضل بریلوی کو وہ نور بصیرت عطا فرمایا کہ آپ کی نگاہ ان تمام فتنوں کی طرف گئی اور آپ نے ہر ہر فتنہ کے سد باب کے لیے اپنی توانائیاں صرف کیں۔

آیئے! ہم اب صرف آپ کے فتنہ مرزائیت کے خلاف کیے جانے والے کام کا تعارف اور تجزیہ پیش کرتے ہیں۔

مسئلہ ختم نبوت میں صرف اعلیٰ حضرت نے ہی کام نہیں کیا بلکہ آپ کا تمام خاندان اس کے لیے وقف تھا۔ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی اور آپ کی اولاد کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں۔

آپ نے پہلے پڑھا سنا جب کچھ لوگوں کی طرف سے اثر ابن عباس جو مرزائیت کی ایک بنیاد ہے کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تو سب سے پہلے جس شخص نے اس کے خلاف کمر بستہ ہو کر جہاں کیا وہ اعلیٰ حضرت کے والد گرامی مولانا نقی علی خان ہی تھے جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے اس موضع پر مختلف فتاویٰ جات کے علاوہ پانچ مستقل درج ذیل کتب خود تحریر کیں۔

۱: جزا اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ، ۱۳۱۷

۲: السوء والعقاب علی المسیح، الکذاب، ۱۳۲۰ (جھوٹے مسیح پر اللہ کا عذاب وعتاب)

۳: قھر الدیان علی مرتد بقادیان، ۱۲۲۳، (قادیانی مرتد پر اللہ کا قہر)

۴: المبین ختم النبیین، (ختم نبوت کا واضح بیان)۔

۵: الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی، ۱۳۴۰ (قادیانی مرتد پر اللہ کی تلوار)۔

آپ کی رہنمائی میں آپ کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی نے ایک مستقل کتاب فتنہ مرزائیت کے خلاف لکھی۔

الصارم الربانی علی اسراف القادیانی ۱۳۱۵ (قادیانی کے کفر پر خدائی تلوار)

۱: سب سے پہلے کتاب ۱۳۱۷ میں جز اللہ عدوہ تصنیف فرمائی اور تصنیف لطیف کا تعارف خود مصنف قدس سرہ، کی زبانی سنیے۔

''اللہ ورسول نے مطلقاً نفی نبوت تازہ فرمائی شریعت جدیدہ وغیرہا کی کوئی قید نہیں لگائی اور صراحۃً خاتم بمعنی آخر بتایا۔ متواتر حدیثوں میں اس کا بیان آیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ سے اب تک تمام اُمت مرحومہ نے اس معنی کو ظاہر و متبادر و عموم و استغراق حقیقی نام پر اجماع کیا (کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے خاتم ہیں اور اسی بناء پر سلفا و خلفاء ائمہ انذاہب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر مدعی نبوت کو کافر کہا کتب احادیث و تفسیر و عقائد و فقہ ان کے بیانوں سے گونج رہی ہیں فقیر غفرلی المولیٰ القدیر نے اپنی کتاب '' جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ ۱۳۱۷ ھ ''(دشمن خدا کے ختم نبوت کا انکار کرنے پر خدائی جزار) میں اس مطلب ایمانی پر صحاح و سنن و مسانید و معاجیم و جوامع سے ایک سو بیس حدیثیں اور تکفیر منکر پر ارشادات ائمہ علمائے قدیم وحدیث و کتب عقائد و اصول فقہ و حدیث سے تیس نصوص ذکر کیے۔ وللہ الحمد''

(''فتاویٰ رضویہ'': ج:۶، ص:۹۵)

۲: ۱۳۲۰ھ میں آپ نے دوسری کتاب السوء والعقاب علی المسیح الکذاب تصنیف کی یہ مولانا عبدالغنی امرتسری کے استفتاء کا جواب ہے۔

سوال یہ تھا کہ ایک مسلمان نے ایک مسلم عورت سے نکاح کیا عرصہ تک باہمی معاشرت رہی پھر مرد مرزائی ہو گیا تو اس کی منکوحہ اس کی زوجیت سے نکل گئی ہے؟ ساتھ ہی امرتسر کے متعدد علماء کے جوابات منسلک تھے۔

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک رسالہ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب (جھوٹے مسیح پر عذاب وعقاب) قلم بند فرمایا جس میں دس وجہ سے مرزائے قادیانی کا کفر بیان کر کے فتاویٰ ظہیریہ طریقیہ محمدیہ حدیقہ ندیہ برجندی شرح نقایہ اور فتاویٰ ہندیہ (عالمگیری) کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

۱: یہ لوگ دین اسلام سے خارج ہیں اور ان کے احکام بعینہ مرتدین کے احکام ہیں پھر سوال جواب ان الفاظ میں تحریر فرماتے ہیں۔

۲: شوہر کے کفر کرنے سے ہی عورت سے نکاح سے فوراً نکل جاتی ہے، اب اگر بے اسلام لائے اپنے اس قوت مذہب سے بغیر توبہ کیے یا بعد اسلام وہ توبہ بغیر نکاح جدید کیے اس سے قربت کرے، زنائے محض ہو، اور جو اولاد ہو یقیناً ولد الزنا ہو، یہ احکام سب ظاہر اور تمام کتب میں دائر وسائل ہیں۔

۳: المبین ختم النبیین 'مولانا ابوالطاہر نبی بخش کے استفتاء کے جواب ۱۳۲۶ کو تحریر فرمائی جس میں دریافت کیا گیا تھا۔

بعض لوگ ''خاتم النبیین'' میں الف لام عہد خارجی قرار دیتے ہیں۔ (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بعض انبیاء کے خاتم ہیں) اور بعض سے استغراقی قرار دیتے ہیں (اب مطلب یہ ہوگا کہ آپ تمام انبیاء کے خاتم ہیں) ان میں سے کس کا قول صحیح ہے؟

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں ایک مختصر رسالہ تحریر فرما دیا فرماتے ہیں:

جو شخص لفظ خاتم النبیین میں النبیین کو اپنے عموم واستغراق پر نہ مانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنون کی بک یا سرسامی کی بہک ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں اُمت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص۔ (''فتاویٰ رضویہ'' ج:۶ ص:۸۵)

پھر خاتم النبیین میں تاویل کی راہ کھولنے والوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں آج کل قادیانی بک رہا ہے کہ خاتم النبیین سے ختم شریعت جدیدہ مراد ہے، اگر حضور کے بعد کوئی نبی اس شریعت مطہرہ کا مروج اور تابع ہو کر آئے کچھ حرج نہیں اور وہ خبیث اپنی نبوت چمکانا چاہتا ہے۔ (''فتاویٰ رضویہ'' ج:٦، ص:۵۸)

یاد رہے کہ تقریباً بائیس صفحات اس بحث پر لکھے کہ الف لام استغراقی ہے۔

آخری تصنیف ۱۳۴۰ء کو تحریر کی اسی سال آپ کا وصال ہے پیلی بھیت سے شاہ میر خان قادری مرحوم نے ۱۳۴۰ء کو استفتاء بھیجا سائل نے ایک آیت اور ایک حدیث پیش کی تھی جس سے قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر استدلال کرتے ہیں اور پوچھا تھا کہ اس استدلال کا جواب کیا ہے؟

امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اعتراض کا جواب دینے سے پہلے سات فائدے بیان کیے جن میں واضح کیا کہ مرزائی حیات عیسیٰ علیہ السلام کا مسئلہ کیوں اٹھاتے ہیں۔ دراصل مرزا کے ظاہر و باطن کفریات پر پردہ ڈالنے کے لیے ایک ایسے مسئلے میں الجھتے ہیں جس میں اختلاف آسان ہے پھر بھی یہ مسئلہ ان کے لیے مفید نہیں پھر سات وجہ سے بتایا کہ یہ آیت قادیانیوں کی دلیل نہیں بن سکتی اور حدیث کو دلیل بنانے کے دو جواب دیئے:۔

آپ کے صاحبزادے حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی نے ۱۳۱۵ء میں ایک سوال کے جواب میں ایک کتاب ''الصارم الربانی'' تصنیف فرمائی جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا اور مرزا مثل مسیح ہونے کا زبردست ردّ کیا۔

امام احمد رضا خان بریلوی اس کتاب کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

اس ادعائے کاذب (مرزا کے مثل مسیح ہونے) کی بابت سہارنپور سے سوال آیا تھا جس کا ایک مبسوط جواب فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان محمد حفظ اللہ نے لکھا اور بنام

تاریخی ’’الصارم الربانی علی اسراف القادیانی‘‘ مسمی کیا۔ رسالہ حامی سنن، حامی فتن، ندوہ شکن، ندوی انگن قاضی عبدالوحید صاحب حنفی فردوسی، حسین عن الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنیفہ میں کہ عظیم آباد (پٹنہ) سے ماہوار شائع ہوتا ہے طبع فرمادیا۔

سامعین آپ نے ملاحظہ کیا اعلیٰ حضرت کی کم ازکم تین پشتوں نے مرزائیت اوران کے ہم نوالوگوں کے خلاف بلاخوف لومۃ لائم کام کیا، تحریک چلائی حرمین سے فتوے حاصل کیے۔ کتب تحریر کیں تاکہ یہ فتنہ دب جائے اب ان لوگوں کے انجام کے بارے میں بھی سوچنے جنہوں نے عالم عرب کو اعلیٰ حضرت کے خلاف بھڑکانے کے لیے انہیں نعوذ باللہ مرزائی قرار دیا اس کے ردّ کے لیے البریلویہ کا تنقیدی جائزہ از علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کا مطالعہ ضروری ہے۔

یہاں اس بات کا تذکرہ بھی ضرویر ہے کہ اس موضوع پر حضرت علامہ احمد سعید کاظمی قدس سرہ کی کتاب نہایت ہی قابل قدر کتاب ہے۔

واضح رہے کہ اس فتنہ کے خلاف آپ کے تلامذہ، خلفاء اورآپ کے ہم مسلک وہم مشن لوگوں کی خدمات تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں چند اسماء گرامی ملاحظہ ہوں:۔

(۱) حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی، (۲) حضرت پیر جماعت علی شاہ، (۳) علامہ ابوالحسنات قادری، (۴) علامہ ابوالبرکات سید احمد قادری، (۵) حضرت علامہ احمد سعید کاظمی، (۶) علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی، (۷) مولانا شاہ احمد نورانی (۸) مولانا عبدالستار خان نیازی، (۹) مولانا محمد الیاس برنی۔

(رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

❀❀❀

امام احمد رضا اور غلام احمد قادیانی

حکیم سید امین الدین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام احمد رضا کا دور (۱۸۵۶ء تا ۱۹۲۱ء) اسلام اور مسلمانان برصغیر کے لیے بڑا ہی قاتل دور تھا۔ بڑے بڑے مسٹر، ملا اور لیڈر خریدے جا رہے تھے اور یہ بڑے شان سے فرنگی بازار میں بک رہے تھے۔

علی گڑھ اور ندوہ کی تعلیمی تحریکات اوران خوشنما تحریکوں کی آڑ میں نیچریت اور صلح کلیت کی اشاعت ہو رہی تھی۔ تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت کے پردے میں مسلمان کو سیاسی، تہذیبی، مذہبی اور اقتصادی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر مفلوج و ناکارہ بنا دینے کی سازی کے جال بچھائے ہوئے تھے۔

دوسری جانب آریہ سماجیوں' سناتن دھرمیوں اور پادریوں کی مذہبی چھیڑ چھاڑ بھی مسلمانوں سے جاری تھی لیکن سب سے خطرناک، جان لیوا نہیں بلکہ ایمان لیوا فتنہ، دیو بند کا فتنہ تھا۔

دیو بند کے عناصر اربعہ، اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی اور قاسم نانوتوی نے تقدس الوہیت اور عصمت رسالت پر جس قدر کاری ضربیں لگائیں، اسلامی عقائد کی جس قدر دھجیاں بکھیریں اور مسلمانوں کو دین وسنیت سے توڑ کر گمراہی کے غار میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا اور آج بھی اُن کی لگائی ہوئی آگ کی لپٹیں جس طرح دین وملت کو جھلسانے میں اٹھ رہی ہیں۔ اس سے سارا زمانہ واقف ہے۔ تاریخ اسلام

کے کالے صفحات انہی کے ناموں اور کالے کاموں سے پر ہیں۔

اسی اقبل دور میں دیو بند کے ایمان لیوا فتنہ کے ساتھ ساتھ ایک اور فتنہ نے سر ابھارا۔ یہ تھا ''فتنہ قادیان'' اس فتنہ کے لیے دروازہ دراصل دیو بند ہی نے کھولا تھا۔

(قاسم نانوتوی (۱۲۹۷ھ) نے تحدیدالناس میں لکھا'' بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا چہ جائیکہ آپ کے معاصر کسی اور زمین یا اس زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔)

عقیدہ ختم نبوت کے انکار کا فتنہ قادیان کے ایک جادوگر، دین وایمان کے غارت گر، سگ بارگاہ فرنگ، دین وملت کے ننگ، ۱۹ ویں صدی عیسوی کے دجال، اجہل الجہال، پاسبان گرجا، مرزا غلام احمد قادیانی کا جنم دیا ہوا تھا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کون؟

مرزا غلام احمد صوبہ پنجاب کے ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں پیدا ہوا۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔

مرزا غلام احمد نے اپنی تاریخ پیدائش کی بابت اس طرح لکھا ہے۔

''اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۱ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ، سترہ برس میں تھا اور ابھی ریش وبرودت کا آغاز نہیں تھا''۔

(''کتاب البریہ'' ص: ۱۳۴، ۱۳۵، از مرزا غلام احمد)

مرزا باقاعدہ کسی مدرسہ کا تعلیم یافتہ نہیں تھا۔ گھر پر ہی ابتدائی فارسی وعربی پڑھی تھی۔ حدیث وفقہ اور تفسیر ودوسرے دینی علوم سے بے بہرہ تھا۔

(ملخصا، ائمہ تلبیس از رفیق دلاوردی، ص: ۵۵)

مرزا ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۸ء تک سیالکوٹ (پنجاب) کے ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں ملازمت وکیل اس نے دوران ملازمت ہی عیسائیوں سے مناظرے شروع کردیئے تھے اور

ساتھ ہی ساتھ اُن سے خفیہ ملاقاتیں بھی کرتا رہتا تھا۔ ملازمت سے مستعفی ہونے کے بعد اُس نے لاہور میں رہائش اختیار کی۔ یہاں پادریوں سے مناظرانہ چھیڑ چھاڑ کے ساتھ ساتھ آریہ سماجیوں سے بھی مناظرانہ نمائش بازی شروع کردی اوراشتہار بازی پروپیگنڈے سے کام لیکر خود کو خادم دین اور نمائندہ اسلام ظاہر کرتے ہوئے شہرت حاصل کرتا رہا اور بھولے بھالے مسلمانوں کے بیچ ہیرو بنتا رہا۔ (''ملخصا'' ایضاً: ص:۷۵۴)

لاہور سے یہ پھر قادیان لوٹا اور وہاں سے اشتہار بازی کے ساتھ آریہ سماجیوں سے مناظرانہ نمائش کا سلسلہ شروع کردیا۔ قادیان میں سے اس نے ہندو معززین کو اپنے قریب کیا۔ ان کے لیے لنگر خانہ جاری کیا۔ ان کے لیے پیشین گوئیاں کرنے لگا اور اپنے لیے ایک خلوت کدہ قائم کرکے الہام کا ڈرامہ رچایا۔ اس نے اپنے الہامات باضابطہ تحریر میں لانے کے لیے شیام لال نامی ایک نوعمر لڑکے کو ملازم رکھا۔

''ملخصا'' تاریخ محاسبہ قادیانیت از خالد شبیر احمد'' ص:۳۶)

براہین احمدیہ ۱۸۸۰ء:

مرزا غلام احمد کو مصنف بننے کی سوجھی ۱۸۷۹ء میں اس نے اپنی کتاب کا نام'' البراہین الاحمدیہ حقیقۃ الکتاب القرآن والنبوۃ الحمدیہ'' تجویز کیا۔

کتاب کی اشاعت سے قبل زبردست پبلسٹی کی گئی۔ اس کتاب کی اشاعت کے لیے نواب لوہارو' نواب حیدرآباد دکن' شاہجہان بیگم والیہ بھوپال، وزیراعظم ریاست پٹیالہ، وزیراعظم ریاست بہاول پور، وزیر ریاست نال گڑھ وغیرہ نے مالی امداد کی۔

بڑے سائز کے ۵۶۲ صفحات پر مشتمل یہ کتاب قسط وار ۴ حصوں میں ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک شائع ہوتی رہی۔ یہ کتاب پنڈتوں، پادریوں، وزرائے ریاست و والیان، ریاست اور احکام وغیرہ کو بھی بھیجی گئی۔ اس کتاب کے ساتھ اُردو اور انگریزی زبانوں میں اشتہار بھی بھیجے گئے جس میں یہ مضمون بھی چھپا تھا:۔

''میں مامور من اللہ ہوں یعنی صداقت اسلام کے لیے معمول ہوا ہوں اور تمام دیگر

مذاہب کو مطمئن کرنے کے لیے تیار ہوں''۔

(''ملخصاً'' تاریخ محاسبہ قادیانیت از خالد شبیر احمد'' ص:۴۵)

دعویٰ مجددیت ۱۸۸۵ء:

مرزا غلام احمد نے ''براہین احمدیہ'' کی اشاعت کے بعد جلدی جلدی دعوے شروع کردیئے۔ مامور من اللہ کے بعد مجددیت کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد پیر بن کر مرید کرنا شروع کردیا۔

بیعت کی بنیادی شرط:

مرزا جس کسی کو بیعت کرتا تھا اس سے انگریزی بہادر کی حکومت کی اطاعت اور وفاداری کا عہد ضرور لیتا تھا۔ مرزا نے اس مقصد کے لیے ایک رسالہ بنام ''تبلیغ مع شرائط بیعت'' مرتب کیا تھا جس میں یہ درج تھا:

''سرکار انگریزی کی وفاداری کروں گا''۔

یہ رسالہ اس کے مریدوں میں وقتاً فوقتاً چھپ کر تقسیم ہوتا رہتا تھا۔ ہر اشاعت پر اس کی کاپیاں گورنمنٹ کو بھی بھجوائی جاتی تھیں۔

(میر قاسم علی قادیانی نے اپنے تالیف تبلیغ رسالت، جلد ہفتم ص:۶۱ پر مرزا غلام احمد قادیانی کی درخواست بخدمت گورنر کو درج کیا ہے'' درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر ام اقبالہ منجانب خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی مؤرخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء'' خود غلام احمد نے اپنی کتاب ضمیمہ کتاب البریہ کے ص:۹ پر بھی اس کا حوالہ دیا ہے۔)

مثل مسیح اور مسیح موعود:

۱۸۹۰ء تک مرزائے قادیان نے جو اہم دعوے کیے اس میں مامور من اللہ، مجدد اور محدث ہونے کے دعوے اہم ہیں۔ ان دعوؤں کے بعد اس نے جلدی مثل مسیح اور فوراً بعد مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کردیا۔

۱: ''مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہراتا تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا

اوراس نے اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا۔ (''ازالہ اوہالہ''از غلام احمد قادیانی)

۲: سواس عاجز کواور بزرگوں کی فطرتی مشابہت سے علاوہ جس کی تفصیل ''براہین احمدیہ'' میں بہ بسط تمام مندرج ہیں۔حضرت مسیح کی فطرت سے ایک خاص مشابہت ہے اوراس فطری مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر عاجز بھیجا گیا تا کہ صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے سو میں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ میں آسمان سے اترا ہوں، اُن پاک فرشتوں کے ساتھ جو میرے دائیں بائیں تھے۔ (''فتح السلام از غلام احمد قادیانی''ص:۹)

اس طرح اس نے اپنی تصانیف ''فتح اسلام'' توضیح مرام اور تحفہ گولڑویہ وغیرہ میں بھی خود کو مسیح موعود لکھا ہے۔

دعویٰ نبوت ۱۹۰۰ء

بالآخر مرزائے قادیان نے ۱۹۰۰ء میں اپنی نبوت کا بھی دعویٰ کر دیا:

۱: ''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(دافع البلاز احمد قادیانی)

۲: ''میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں، پہلے بھی کئی نبی گزرے ہیں جنہیں تم سچا مانتے ہو''۔

(''ارشاد مرزا غلام محمد قادیانی''ص:۱۰(مندرجہ اخبار شمارہ،۱۹/اپریل ۱۹۰۸ء)

حقیقت الوحی اور متتمہ حقیقت الوحی وغیرہ میں بھی اس نے یہی بکواس کی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کی تصدیق سب سے پہلے اس کے لڑکے مرزا بشیر الدین محمود اور ایک شخص عبدالکریم نامی نام نہاد مولوی نے کی جو مسجد قادیان کا خطیب تھا۔ (''حقیقت النبوۃ''از بشیر الدین محمود،ص:۲۰۰،۲۰۱و''تاریخ محاسبہ' قادیانیت از خالد شبیر احمد،ص ۷۹)

گستاخی اور دریدہ دہنی کی انتہا:

مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعوے کے بعد خود کو معاذ اللہ خدا بھی کہہ دیا:

''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ الوہیت میری رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی''۔

(''کتاب البریہ'' از غلام احمد قادیانی ص:۱۰۳)

مرزائے قادیان نے خود کو فرزندِ خدا بھی کہا۔ خدا کو نمازی، روزہ دار اور سونے جاگنے والا بتا کر اور اسے خاطی کہہ کر بندوں کی صف میں لا کھڑا کر دیا۔ (معاذ اللہ)

(غلام احمد قادیانی حقیقت الوحی، ص:۸۲،۱۰۳، ''البشریٰ'' جلد دوم، ص ۹۸)

مرزا غلام احمد نے کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' اور دیگر تصانیف میں سرکارِ رسالت مآب خاتم الانبیاء سرکارِ مدینہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں سخت گستاخیاں کیں۔

(''اخبار الفضل قادیان'' جلد ۲، ص:۱۰، مؤرخہ ۱۵ جولائی ۱۹۱۵ء رسالہ ریویو آف ریلی جنس ۱۴ نمبر:۳ ص:۱۱۳، واعجاز احمدی، ص ۷۱، از غلام احمد قادیانی و اخبار بدر نمبر ۴۳، جلد نمبر ۲، ص:۱۴ وغیرہ)

دیگر انبیائے کرام رضی اللہ عنہ، سیدنا صدیق اکبر، حضور علی المرتضیٰ اور سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بارگاہوں میں بھی دریدہ دہنی کا مظاہرہ کیا جنہیں لکھتے ہوئے وجود سے لے کر قلم تک لرز اٹھتے ہیں۔

(''حقیقۃ الوحی'' ازلہ اوہام' براہین احمدیہ' ضمیمہ انجام آتھم وغیرہ از مرزا غلام احمد قادیانی)

فرنگی ڈائرکشن اور قادیانی ایکشن:

جیسا کہ ارشاد کیا جا چکا ہے کہ فتنہ قادیان کے پس پشت فرنگی ذہن کام کر رہا تھا تو اس سلسلے میں صرف ایک شہادت پیش کی ہے جو بہت کافی ہے آغا شورش کاشمیری اپنی کتاب ''تحریک نبوت'' کے صفحات ۲۲،۲۳ پر لکھتے ہیں:

''انگلستان کی حکومت نے ہندوستان سے برطانوی عمال کی ان یادداشتوں کا جائزہ لینے اور صورت حال کا بلاواسطہ مطالعہ کرنے کے لیے ۱۸۶۹ء کے شروع میں برٹش پارلیمنٹ کے ممبروں، بعض انگلستانی اخبار کے ایڈیٹروں اور چرچ آف انگلینڈ کے

نمائندوں پر مشتمل ایک وفد ہندوستان بھیجا۔ وفد کا مقصد یہ تھا کہ وہ پتہ چلائے کہ ہندوستانی عوام میں وفاداری کیونکر پیدا کی جاسکتی ہے اور مسلمانوں کے جذبہ جہاد کو سلب کر کے انہیں کی طرح رام کیا جاسکتا ہے۔ اس وفد نے واپس جاکر "THE ARRIVAL OF BRITISH EMPIRER IN INDIA" (ہندوستان میں برطانوی سلطنت کی آمد) کے عنوان سے رپورٹ لکھی۔

انہوں نے لکھا:

''ہندوستانی مسلمانوں کی اکثریت اپنے روحانی رہنماؤں کی اندھا دھند پیروکار ہے۔ اگر اس وقت ہمیں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو اسٹالک پرافٹ (حواری نبی) ہونے کا دعویٰ کرے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کی سرپرستی میں پروان چڑھا کر برطانوی مفاد کے لیے مفید کام لیا جاسکتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ (پنجاب) کچہری میں ایک معمولی تنخواہ پر ۱۸۶۴ء تک ملازم رہا۔ ملازمت کے دوران سیالکوٹ کے پادری مسٹر بٹلر ایم۔ اے سے رابطہ کیا۔ وہ اس کے پاس عموماً آتا اور دونوں اندرون خانہ بات چیت کرتے۔ بٹلر نے وطن جانے سے پہلے اس سے تخلیہ میں کئی ایک طویل ملاقاتیں کیں۔ پھر اپنے ہم وطن ڈپٹی کمشنر کے پاس گیا۔ اس سے کچھ کہا اور انگلستان چلا گیا۔ ادھر مرزا صاحب استعفیٰ دے کر قادیان آگئے۔ اس کے تھوڑے عرصے بعد مذکورہ وفد انگلستان پہنچا اور واپس لوٹ کر مجوزہ رپورٹیں مرتب کیں۔ ان رپورٹوں کے فوراً بعد ہی مرزا صاحب نے اپنا سلسلہ شروع کردیا۔ برطانوی ہند کے سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کے لیے طلب کیا ان میں سے مرزا صاحب نبوت کے لیے نامزد کیے گئے''۔

برطانیہ نے ۱۸ ویں صدی عیسوی سے جس خاموش اور سرد صلیبی جنگ کا آغاز کر کے مسلمانوں پر مسلط کیا تھا اس کے نتیجے میں وہابی مذہب وجود میں آیا۔ انگریز

جاسوس ڈان ہمفرے نے محمد ابن عبدالوہاب نجدی کو کس طرح اس نئے مذہب کی بنیاد رکھنے پر تیار کیا اس کی تفصیل کی ضرورت نہیں ہے۔ اس مذہب نو اور میں فتنہ کرانے کا سہرا فرنگیوں کے سر ہے۔

اس کے بعد انہیں عیار فرنگیوں نے لارنس کے ذریعے عرب میں وہابی حکومت قائم کرائی۔ ترکی کو حرمین طیبین کی تولیت اور خادمیت سے محروم کرایا۔ عالم اسلام میں اضطراب وانتشار برپا کرایا اور نئے نئے فتنے مسلط کیے۔ ترکی کو یورپ کا مرد بیمار بتایا جس کی علالت کا سلسلہ تاہنوز برقرار ہے۔

مدرسہ دیوبند کے قیام اور دیوبند کے عناصر اربعہ کی، چہرہ اسلام کو مسخ کرنے اور تقدیس رسالت کو پامال کرانے وغیرہ میں اس فرنگی کا منصوبہ اور اس کا صلیبی ذہن کام کر رہا تھا۔ اس سرد صلیبی جنگ کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے اور اب اس کی قیادت امریکہ کر رہا ہے۔

مرزا غلام احمد خاندانی غلام فرنگ اور دین وملت کا ننگ:

۱۸۵۷ء کی انقلابی جنگ میں مرزائے قادیان کے خاندان نے مسلمانوں کے ساتھ جنگ وجدال کیا اور انگریزوں کی مدد کی۔ جنرل نکلسن نے مرزا غلام احمد کے بڑے لڑکے مرزا غلام قادر کو وفاداری دی تھی، جس میں تحریر تھا کہ:

> ''اُن کا خاندان قادیان ضلع گورداسپور کے تمام دوسرے خاندانوں سے زیادہ نمک حلال رہا''۔

مرزا غلام احمد نے خود بھی مسلم دشمنی اور انگریز کی غلامی اور وفاداری کا اعتراف اپنے ایک اشتہار۔ اشتہار واجب الاظہار مؤرخہ ستمبر ۱۸۹۷ء ص: ۳ تا ۶ ملحقہ بکتاب البریہ میں کیا ہے۔

عبرتناک موت:

مرزا غلام احمد قادیانی کی موت وبائی ہیضے میں ہوئی۔ اسے دست کے ساتھ جوتے

آتی تھی اس میں غلاظت بھی ہوتی تھی۔ آخر میں اس نے اپنی بیوی کی چارپائی کے پاس پاخانہ کیا۔ دست کے ساتھ قے میں منہ سے غلاظت نکلی اور اس طرح یہ کذاب اعظم اور دجال قادیانی ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو واصل یہ جہنم ہو گیا۔

اس نے خود اپنی تحریروں میں ہیضے کو قہر الٰہی کی نشانی قرار دیا اور لکھا تھا کہ یہ بطورِ عذاب شرکشوں پر نازل ہوتا ہے۔ آخر یہ قہر و غضب اس پر ٹوٹا اور دنیا پر اس کی سرکشی اور بدمذہبی کو ظاہر کر گیا۔

محاسبہ کی ابتداء:

مرزا غلام احمد کے محاسبے اور ردّ کی ابتداء ۱۸۸۰ء سے ہی ہو گئی تھی۔ تیزی ۱۸۸۵ء میں آئی معاصر علمائے اہلسنّت کے علاوہ دوسرے فرقوں کے مولویوں نے بھی اس کا محاسبہ اور ردّ کیا۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کے رد اور تکفیر وارتداد میں نمایاں کردار ادا کیا۔ انہوں نے اس کے رد میں رسالہ ''شمس الہدایت فی اثبات حیات المسیح'' شائع فرما کر ملک بھر میں پھیلایا جس سے مرزا اور مرزائیوں میں کھلبلی مچ گئی۔

امام احمد رضا محاسبۂ قادیانیت:

امام احمد رضا کی ہمہ جہت اور عبقری شخصیت محتاج تعارف نہیں! بیگانے بھی ان کی علمی جلالت، حق گوئی اور عشق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شیفتگی اور وارفتگی کے معترف ہیں۔

امام احمد رضا نے جس طور وہابیہ دیوبندیہ کا ردو تعاقب فرمایا تھا اسی طور اس مرزائے قادیان کا بھی ردّ و تعاقب فرمایا اور کفر و ارتداد کا فتویٰ دیا۔ انہوں نے دیوبند کے عناصر اربعہ۔ تھانوی، گنگوہی، انبیٹھوی اور نانوتوی کے ساتھ ساتھ حرمین شریفین کے علماء مرزا غلام احمد قادیانی کے بارے میں شرعی فیصلہ حاصل کیا۔

امام احمد رضا نے ''حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین ''۱۳۲۴ھ میں غلام احمد قادیانی کی عقائد کے کچھ تفصیلات بھی تحریر کی ہیں:

''ان میں سے ایک فرقہ مرزائیہ ہے اور ہم نے اس کا ک نام غلامیہ رکھا ہے۔ غلام احمد قادیانی کی طرف نسبت کرتے ہوئے۔ وہ ایک دجال ہے جو اس زمانے میں پیدا ہوا کہ ابتداء مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور واللہ اس نے سچ کہا وہ مسیح دجال کذاب کا مثیل ہے۔ پھر اسے اوپر اونچی چڑھی اور وحی کا ادعا شیاطین فرماتا ہے۔ ایک ان کا دوسرے کو وحی کرتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کی۔

رہا اس کا اپنی وحی کو اللہ سبحٰنہ کی طرف نسبت کرنا اور اپنی کتاب براہین احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی کتاب بتانا یہ بھی شیطان ہی کی وحی سے ہے کہ لے مجھ سے اور نسبت کی ربّ العالمین کی طرف۔

پھر دعویٰ نبوت ورسالت کی صاف تصریح کردی اور لکھ دیا کہ:

''اللہ وہی ہے جس نے اپنا رسول قادیان بھیجا اور زعم کیا کہ ایک آیت اس پر یہ اتری ہے کہ ہم نے اُسے قادیان میں اُتارا اور حق کے ساتھ اترا اور زعم کیا کہ وہی وہ احمد ہے جن کی بشارت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی اور ان کا یہ قول جو قرآن مجید میں مذکورہ ہے۔

''میں بشارت دیتا آیا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جن کا نام پاک احمد ہے''۔

اس سے میں ہی مراد ہوں اور زعم کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے کہا ہے کہ اس آیت کا مصداق تو ہی ہے کہ اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کی ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

پھر اپنے نفس لئیم کو بہت سے انبیاء ومرسلین علیہ السلام سے افضل بتانا شروع کیا اور اگر وہ انبیاء علیہ السلام سے کلمہ خدا اور رسول خدا عزوجل عیسیٰ علیہ السلام کو تنقیص شان کے

لیے خاص کر کے کہا:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

اور جب کہ اُس نے چاہا کہ مسلمان زبردستی اس کو ابن مریم بنالیں اور مسلمان اس پر راضی نہ ہوئے اور عیسیٰ علیہ السلام میں عیب اور خرابیاں بتانی شروع کیں یہاں تک کہ ان کی والدہ ماجدہ تک ترقی کی جو صدیقہ ہیں اور غیر خدا سے بے علاقہ اور جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی سے چُنی ہوئی اور ستھری اور بے عیب اور تصریح کردی کہ یہودی جو عیسیٰ اور اُن کی ماں پر طعن کرتے ہیں ان کا ہمارے پاس کچھ جواب نہیں۔

اور اس کے اس قول میں جیسا کہ دیکھ رہے ہو قرآن مجید کا بھی جھٹلانا ہے کہ اسی نے ایسی بات کہی جس کے بطلان پر دلائل قائل ہیں۔ ان کے سوا اس کے پاس کفریات ملعونہ بہت ہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس کے تمام دجالوں کے شر سے پناہ دے"۔

(حسام الحرمین" ۱۶ تا ۲۰، اُردو ترجمہ مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

امام احمد رضا بریلوی نے فتاویٰ میں ختم نبوت کی تشریح و توضیح کرنے کے علاوہ عقیدہ ختم نبوت پر دو معرکۃ الآرا کتابیں اور بھی تصنیف فرمائی ہیں:

۱: "المبین ختم النبیین" اس کتاب میں امام احمد رضا نے آیت ختم نبوت کی تشریح و توضیح لغوی انداز میں کی ہے۔ فرماتے ہیں:

"جو شخص لفظ خاتم النبیین کو اپنے عموم و استغراق پر نہ جانے بلکہ اسے کسی تخصیص کی طرف پھیرے اس کی بات مجنوں کی بک یا سرسامی کی بہک ہے۔ اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ اس نے نص قرآنی کو جھٹلایا جس کے بارے میں اُمت کا اجماع ہے کہ اس میں نہ کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص"۔ ("المبین ختم النبیین")

۲: "جزا اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ" اس کتاب میں امام احمد رضا نے قرآن

آیات ایک سو احادیث اور مشاہیر علماء متقدمین کے ۳۰ نصوص پیش کیے ہیں۔

اس کتاب میں ''عقیدہ ختم نبوت'' سے متعلق قاسم نانوتوی کی کفری عبارت جو اس نے ''تحذیر الناس'' میں لکھی ہے، کا حوالہ دیتے ہوئے رد فرمایا ہے۔

امام احمد رضا نے اپنے اشعار کے توسط سے بھی عقیدہ ختم نبوت کا اظہار کیا ہے:۔

بزمِ آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اوّل کا جلوہ ہمارا نبی

سب سے اوّل سب سے آخر
ابتدا ہو انتہا ہو

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا بانی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ راسلت کا

خاص مرزا غلام احمد قادیانی کے رد میں امام احمد رضا نے مندرجہ ذیل تین رسالے تصنیف فرمائے:۔

ا: قہر الدین علی مرتد بقادیان:

اس رسالے میں مرزائے قادیان کے شیطان الہامات کا رد ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہ کی عظمت وعصمت کو دلائل کے ساتھ جناب رضائے مبین کیا ہے۔

۲: الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی:

اس رسالہ میں بھی امام احمد رضا نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوؤں کا رد کیا ہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی عصمت کو ثابت کیا ہے۔

امام احمد رضا نے مرزا پر ایک لاکھ چوبیس ہزار کفر عائد کیے ہیں اس لیے کہ ایک نبی کی توہین تمام انبیاء کی توہین ہے اور تعداد انبیاء کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار ہے لہٰذا ہر نبی کے بدلے ایک کفر۔

۳: السوء والعقاب علی المسیح الکذاب:

اس رسالے میں امام احمد رضا نے مرزا کے کذب اور باطل دعوؤں کا رد بلیغ فرماتے ہوء یا اس پر کفر وارتداد کا حکم عائد کیا ہے امام احمد رضا کے اس فتوے کو رد قادیانی میں مقالہ وکتاب لکھنے والے غیر سنی مصنّفین نے بھی بطور رسالہ اپنی تصانیف میں پیش کیا ہے۔

اس رسالہ میں امام احمد رضا نے مرزا غلام احمد قادیانی پر دس وجہ سے دس کفر عائد کیے ہیں۔

لکھتے ہیں:

کفر اوّل:

مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ازالۂ اوہام اس کے صفحہ ۶۷۳ پر لکھتا ہے میں احمد ہوں جو آیت:

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّأْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ"

میں مراد ہے:

آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ سیدنا مسیح ربانی عیسیٰ بن مریم روح اللہ علیہ السلام نے نبی اسرائیل سے فرمایا کہ مجھے اللہ عز وجل نے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ تو ریت کی تصدیق کرتا اور اس رسول کی خوشخبری سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں جس کا نام پاک احمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ ازالہ کے قول ملعون مذکورہ میں صراحۃً ادعا ہوا کہ وہ رسول پاک جن کی جلوہ افروزی کا مژدہ حضرت مسیح لائے معاذ اللہ مرزا قادیانی ہے"۔

کفر دوم:

توضیح مرام طبع ثانی ص:۹ پر لکھتا ہے کہ میں محدث ہوں اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے۔

کفر سوم:

''دافع البلاً''مطبوعہ ریاض الہند، ص:۹ پر لکھتا ہے:

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا''۔

(''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب''ص:۶، مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور)

اسی طرح امام احمد رضا نے کفر چہارم میں مرزا کی کتاب ابراہین احمدیہ سے اس کفری اقوال کا رد کیا ہے۔

کفر پنجم و ششم:

مرزا کے رسالہ''دافع البلاً''میں اس کی تحریروں۔خود کو حضرت مسیح علیہ السلام سے برتر بتانے وغیرہ کا رد کیا ہے۔

کفر ہفتم:

میں مرزا کی بکواس کہ وہ بعض انبیاء سے افضل ہے کا رد کیا ہے۔

کفر ہشتم:

میں ازالہ اوہام سے مرزا کی بکواس کی معجزات مسیح مسمریزم ہیں، کا رد کیا ہے اور معجزات مسیح کی حقانیت ثابت کی ہے۔

کفر نہم:

سیدنا مسیح کی توہین پر مرزا کی گرفت کی ہے اور اس کی بکواس کا رد کیا ہے۔

لکھتے ہیں:

''بے شک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کو اللہ نے اُن پر

لعنت کی، دنیا و آخرت میں اور ان کے لیے تیار کر رکھا ہے ذلت کا عذاب''۔

(''السوء والعقاب'' ص:۱۱۸)

کفر دھم

ازالہ اوہام میں مرزا کی اس تحریر:

''ایک زمانہ میں چار سو نبیوں کی پیشین گوئی غلط ہوئی اور وہ جھوٹے''۔

کی سخت گرفت کی ہے۔

فرماتے ہیں:

''یعنی جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت، نبوت کی حقانیت ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اعتقاد رکھتا ہو یا بایں ہمہ انبیاء علیہ السلام پر ان کی باتوں میں کذب جائز مانے خواہ بزعم خود اس میں کسی مصلحت کا ادعا کرے یا کرے۔ ہر طرح بالاتفاق کافر ہے۔

ظالم نے چار سو کہہ کر گمان کیا کہ اس نے باقی انبیاء کو تکذیب سے بچالیا حالانکہ یہی آیات جو ابھی تلاوت کی گئی ہیں شہادت دے رہی ہیں کہ اس نے آدم نبی اللہ سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام علیہ السلام کو کاذب کہہ دیا کہ ایک رسول کی تکذیب تمام مرسلین کی تکذیب ہے''۔(''السوء والعقاب'' ص:۱۹)

آخر میں امام احمد رضا نے مرزا پر اس طرح حکم لگایا ہے:

''اگر یہ اقوال مرزا کی تحریروں میں اسی طرح ہیں تو واللہ واللہ یقیناً کافر اور جو اس کے اقوال یا ان کی امثال پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ کہے وہ بھی کافر''۔

(ایضاً، صفحہ:۲۰)

اسی صفحہ پر حاشیہ میں وضاحت کر دی ہے کہ یہ اقوال دوسرے کے منقول تھے۔ اس فتوے کے بعد مرزا کی بعض نئی تحریریں نظر سے گزریں جن میں قطعی کفر بھرے ہیں۔

بلاشبہ وہ یقیناً کافر مرتد ہے۔

امام احمد رضا نے اپنے فتوے کی تائید میں ''شفا شریف، فتاویٰ ظہیریہ، طریقہ محمدیہ، حدیقہ ندیہ، برجندی، شرح نقایہ، فتاویٰ ہندیہ، ہدایہ، درمختار، ملتقی الابحر، مجمع الانہر'' وغیرہ سے سند پیش کی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے ردّ میں سب سے زیادہ موثر اور علمی فتویٰ امام احمد رضا نے دیا۔

امام احمد رضا کے خلفِ اکبر حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ردّ مرزائیت میں اپنے والد ہی کی نگرانی میں ایک رسالہ ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' (۱۳۱۵ھ) میں لکھا۔

امام احمد رضا نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر وارتداد کا جو کالگایا اور مرزائیوں قادیانیوں کو خارج از اسلام قرار دیا نیز دیگر فتاوے بھی اس کے خلاف لکھے انہی علمی فتاویٰ کا یہ اثر ہوا کہ قیام پاکستان کے بعد ۱۹۵۲ء سے تحفظ ختم نبوت اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تحریک اٹھی جسے تمام تکالیف اور قید وبند کی صعوبتوں کے باوجود علمائے اہل سنت نے جاری رکھا۔ دوسرے فرقہ کے مولویوں اور سربراہوں نے اس تحریک میں حصہ لیا۔ بالآخر ۲۲ ستمبر ۱۹۷۴ء کو قادیانی مذہب غیر اسلامی قرار دے دیا گیا۔

اس تحریک کی ابتداء امام احمد رضا کے خلیفۂ اجمل علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے کی۔ مرزائیت کے غیر مسلم ہونے کے سلسلے میں جو سوالنامے مرتب کیے گئے ان میں بھی نمایاں کردار امام احمد رضا، حضرت علامہ عبد المصطفےٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ شہزادہ صدر الشریعہ علامہ محمد امجد علی خلیفۂ امام احمد رضا نے ادا کیا۔

مولانا شاہ احمد نورانی صاحب جو اس تحریک کے خصوصی رہنماؤں میں ایک ہیں وہ بھی خلیفۂ امام احمد رضا سیدنا شاہ علامہ عبد العلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند رشید

ہیں :۔ دیگر علماء و مجاہدین جنہوں نے اس تحریک میں اہم کردار ادا کیا وہ حسب ذیل ہیں۔

علامہ حامد بدایونی، علامہ حسین نعیمی، علامہ خلیل احمد قادری' علامہ قمر الدین سیالوی' علامہ سید محمد علی رضوی' علامہ محمد ذاکر' علامہ عبدالستار نیازی وغیرہ ہم۔

اس تحریک کے سلسلے میں عبدالستار نیازی صاحب کو سخت اذیت اٹھانی پڑی، انہیں پھانسی کا حکم بھی سنایا گیا۔

وما علینا الا البلاغ المبین

تحریکِ ختم نبوت اور حضرت فقیہ اعظم رحمۃ اللہ علیہ

جگہ گوشۂ فقیہہ اعظم (صاحب زادہ) محمد محبّ اللہ نوری صاحب زیدہ مجدہٗ

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں جب بھی کوئی تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوئی، اس میں مذہبیت کا عنصر کارفرما رہا...... تحریک پاکستان ہو یا تحریک ختم نبوت، نظام مصطفیٰ ہو یا تحریک ناموسِ رسالت، قوم نے ہمیشہ علماء و مشائخ کی آواز پر لبیک کہی اور کامیابی نے ان کے قدم چومے...... ان تمام تحاریک میں علماء و مشائخ اہل سنت پیش پیش رہے...... ان ہی پاکیزہ ہستیوں میں نازش علم و عمل حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کا اسم گرامی بھی شامل ہے...... آپ نے ان تمام تحاریک میں نمایاں کردار ہو گیا...... قبل اس کے کہ تحریک ختم نبوت میں آپ کی خدمات پر روشنی ڈالی جائے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے مختصر حالات زندگی پر ایک نظر ڈال لی جائے......

آپ نسباً ارائیں، مسلکاً حنفی اور مشرباً قادری تھے...... آپ کے آباؤ اجداد صوفی مشرب، پاکیزہ سیرت اور صاحب دل بزرگ تھے...... آپ کی ولادت باسعادت ۱۶ر رجب المرجب ۱۳۳۲ھ، بمطابق ۱۰ر جون ۱۹۱۴ء کو ہوئی......

ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد زبدۃ الاصفیاء مولانا ابوالنور محمد صدیق چشتی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) اور جد امجد حضرت مولانا احمد دین رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۶۱ھ/ ۱۹۴۲ء) سے حاصل کرنے کے بعد استاذ العلماء حضرت مولانا فتح محمد جبیبوی محدث بہاول نگری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۸۹ھ/ ۱۹۶۹ء) سے علوم عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کی، پھر متحدہ ہندوستان کے مختلف مدارس کا رخ کیا اور خداداد صلاحیت، ذاتی لگن اور محنت کی بنا

پرعلم کے کوہ ہمالہ بن گئے......

علوم عقلیہ ونقلیہ حاصل کرنے کے بعد ۱۳۵۱ھ/ ۱۹۳۳ء میں مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور میں داخلہ لیا، جہاں شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا سید محمد دیدار علی شاہ الوریٰ رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۵۴ھ/ ۱۹۳۵ء) اور مفتی اعظم پاکستان مولانا ابوالبرکات سید احمد قادری رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء) سے دورہ حدیث شریف پڑھا...... حضرت محدث الوریٰ رحمتہ اللہ علیہ دورۂ حدیث پڑھنے والوں کو اکثر فرمایا کرتے:

''اس بار تم مولانا محمد نور اللہ صاحب کی طفیل پڑھ رہے ہو''......

دورۂ حدیث مکمل کرنے کے بعد ۶ رشعبان ۱۳۵۲ھ، بمطابق ۲۳ رنومبر ۱۹۳۳ء کو سند ودستار فضیلت عطا کی گئی...... اس موقع پر امام اہل سنت محدث الوریٰ رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو مطبوعہ سند کے علاوہ خصوصی اسناد سے بھی نوازا اور ''ابوالخیر'' کنیت عطا فرمائی ...... بعد میں مفتی اعظم مولانا ابوالبرکات رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو فقیہ زماں، محدث دوراں، فقیہ العصر، فقیہ النفس (مجسمہ فقاہت)، مفتی اعظم اور فقیہ اعظم وغیرہ جلیل القدر القاب سے ممتاز فرمایا...... ان گوناگوں اور متنوع القاب میں سے ''فقیہ اعظم'' کا لقب زبان زد خاص وعام ہے......

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے تعلیم سے فراغت کے فوراً بعد درس وتدریس کا سلسلہ شروع کر دیا تھا، مختلف مقامات پر تدریسی خدمات انجام دینے کے بعد ۱۳۵۷ھ / ۱۹۳۸ء میں تحصیل دیپال پور کے ایک قصبے فرید پور میں دارالعلوم حنفیہ فریدیہ کے نام سے مدرسے کی داغ بیل ڈالی...... یہاں کا جاگیردارانہ ماحول اور ذرائع رسل ورسائل کا فقدان اس مادر علمی کے پنپنے کی راہ میں رکاوٹ بنتا دکھائی دیا تو ۱۳۶۴ھ/ ۱۹۴۵ء میں اسی تحصیل کے ایک اور مقام بصیر پور میں منتقل ہو گئے...... اگرچہ یہ پس ماندہ علاقہ بھی کسی علمی ادارے کے لئے موزوں نہ تھا، مگر خلوص وللّٰہیت اور مقصد سے لگن کا ثمر تھا کہ یہ چھوٹا

سا مدرسہ بڑھا، پروان چڑھا اور وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود کئی بلاکوں پر مشتمل عظیم الشان یونیورسٹی میں بدل گیا...... اس دار العلوم کی عظمت کے آگے اہل علم وفضل کی گردنیں خم ہیں اور احیاء دین کے ابواب اس مدرسے کے ذکر کے بغیر نامکمل دکھائی دیتے ہیں......

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے تقریباً پچاس سال قرآن وحدیث اور دیگر علوم وفنون کا درس دیا، اسباق کی پابندی فرمائی...... آپ نے درس حدیث کا سلسلہ آخر عمر تک جاری رکھا...... آپ سے فیض یافتگان جن کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے، ملکی اور عالمی سطح پر تحریری، تقریری، علمی، سیاسی اور سماجی سرگرمیوں کے ذریعے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے راہ ہموار کر رہے ہیں......

تعلیم سے فراغت کے بعد حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت سے مشرف ہوئے...... حضرت صدر الافاضل رحمتہ اللہ علیہ نے آپ کو اپنے سلاسل حدیث کی اسناد، مختلف اشغال واعمال اور اوراد ووظائف کی اجازت اور سلسلہ عالیہ قادریہ مکیہ کے علاوہ دیگر سلاسل میں بھی اجازت وخلافت سے نوازا......

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز اپنے دور کی نادر روزگار شخصیت تھے، علم وفضل، تقویٰ وطہارت، تنظیم وسیاست اور ہمت واستقامت میں یکتائے روزگار تھے...... یوں تو تفسیر، حدیث اور دیگر تمام مروج علوم دینیہ میں کامل دسترس رکھتے تھے لیکن فقہ میں آپ کو تخصص کا درجہ حاصل تھا، اس لئے آپ کے ہم عصر اکابر علماء نے آپ کو فقیہ اعظم تسلیم کیا......

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز فتویٰ نویسی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے، آپ کی ذات مرجع خلائق تھی، ملک وبیرون ملک کے لوگ استفتاءات میں آپ کی طرف رجوع کرتے......

فتاویٰ نوریہ کی چھ ضخیم جلدوں کے مطالعہ سے آپ کے تبحر علمی، وسعت نظر، عمیق مشاہدہ، قوت استدلال، صلابت رائے، جدت فکر اور فقہی بصیرت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے......

حضرت فقیہ اعظم فنا فی الرسول اور فنا فی حب المدینہ تھے...... آپ کی محفل میں حاضری سے شرف یاب ہونے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے شہر مدینہ منورہ کا ذکر آتے ہی مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپنے لگے، درس حدیث دیتے ہوئے آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کے چشمے اُبلنے لگتے، ایسا محسوس ہوتا کہ محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال جہاں آراء کے دیدار میں محو ہیں...... آپ اکیس بار حج و زیارت اور حاضری حرمین کی سعادت سے شرف یاب ہوئے...... علاوہ ازیں کربلا معلیٰ، نجف اشرف، بغداد معلیٰ، کوفہ، بصرہ، دمشق، حمص اور حلب وغیرہ میں متعدد انبیاء کرام صحابہ کرام، اہل بیت اطہار اور اولیائے عظام کے مزارات پر حاضری دی......

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز کی شخصیت پر ان کی علمی و دینی خدمات کی وجہ سے فقاہت و ثقاہت کا غلبہ رہا، مگر درحقیقت آپ جہاں سپہر فقاہت کے درخشندہ آفتاب تھے، وہیں ملک ولایت کے شہر یار بھی تھے...... عام طور پر لوگ خرقِ عادت قسم کے واقعات ہی کو معیار ولایت سمجھتے ہیں، حالاں کہ اصل اہمیت سیرت و کردار کی ہے...... عشق مصطفیٰ، اتباعِ نبوی، شریعت مطہرہ پر عمل اور استقامت علی الحق ایسے تابندہ اوصاف ہی معیار ولایت، عین کرامت بلکہ کرامت سے بڑھ کر کرامت ہیں...... بحمدہ تعالیٰ حضرت فقیہ اعظم کی مبارک زندگی ان اوصاف سے مملو تھی...... آپ کا وجود باوجود مجسمہ کرامت تھا...... آپ کی پوری زندگی اتباعِ نبوی اور عشق مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے عبارت تھی...... ان کا چلنا، پھرنا، اُٹھنا، بیٹھنا، غرض ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ کے مطابق تھی......

حضرت سیدی فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز جامع الصفات شخصیت تھے......وہ بیک وقت بہترین مدرس بھی تھے اور اعلیٰ صلاحیتوں کے مالک منتظم بھی......نعت گو شاعر بھی تھے اور بلند پایہ محقق بھی......ژرف نگاہ مفتی بھی تھے اور شیخ کامل بھی......ان گونا گوں اوصاف کے ساتھ ساتھ جواد مطلق نے آپ کو سیاست میں بھی بڑی فراست سے بہرہ ور فرمایا تھا......اگرچہ آپ معروف معنوں میں سیاسی آدمی تو ہرگز نہ تھے، مگر ملک وملت کی زبوں حالی کی وجہ سے دل ناتواں پر بوجھ رہتا اور کڑی دھوپ کے وقت افراد ملت کے لئے بادل بن کر سایہ کناں ہوتے...... چناں چہ تدریسی انہماک کے باوجود تحریک پاکستان میں اپنے شیخ کامل کی راہوں کے راہی بنے......آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس (۲۷ تا ۳۰ / اپریل ۱۹۴۶ء) میں شرکت سے لے کر تحریک پاکستان کو کامیابی سے ہم کنار کرنے تک بہت نمایاں کردار ادا کیا......تقاریر کے ذریعے قیام پاکستان کے لئے راہ ہموار کی، مخالفین پاکستان کی یورش اور نظریاتی یلغار کو دلائل و براہین سے ختم کیا اور تحریک پاکستان کو قوت بہم پہنچائی......

پاکستان قائم ہوگیا تو آپ کا دارالعلوم مہاجرین کا کیمپ بن گیا، آپ نے میزبان بن کر مہاجرین کا استقبال کیا اور انہیں قیام وطعام کی سہولتیں مہیا کیں...... جہاد کشمیر میں غازئ کشمیر مولانا سید ابوالحسنات قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۸۰ھ/ ۱۹۶۱ء) کے ہم رکاب رہے......

۱۹۴۸ء میں ملتان میں جمعیت علمائے پاکستان کی تشکیل ہوئی تو اس اجلاس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک ہوئے......آپ جمعیت کے اساسی ارکان میں سے تھے اور جمعیت کی مرکزی مجلس عاملہ وشوریٰ کے رکن بھی رہے......۱۹۷۷ء کے ملکی انتخابات میں جمعیت کی قیادت کے اصرار اور علاقہ کے عوام وخواص اہل سنت کے پرزور مطالبہ پر بطور امیدوار قومی اسمبلی اور تحریک نظام مصطفیٰ میں بطور قائد بھرپور حصہ لیا، اس موقع پر آپ کا مثالی کردار ہمیشہ دعوت فکر وعمل دیتا رہے گا......

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز نے یکم رجب المرجب ۱۴۰۳ھ، بمطابق ۱۵ر اپریل ۱۹۸۳ء بروز جمعتہ المبارک، دوپہر ایک بجے وصال فرمایا...... حیات ظاہری کی طرح وصال کے بعد بھی آپ کا چہرۂ انور پھول کی طرح کھلا ہوا تھا اور اس پر نورانیت اور مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی......

روزنامہ جنگ لاہور (۱۸ر اپریل ۱۹۸۳ء) نے جنازہ کا اجتماع ڈیڑھ لاکھ بتایا...... تاہم محتاط اندازے کے مطابق عوام کی تعداد دو لاکھ سے متجاوز تھی، جن میں کم و بیش چالیس ہزار نامور علماء و مشائخ اور حفاظ کرام شریک تھے...... نماز جنازہ غزالی زماں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ نے پڑھائی......

دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور شریف کے مشرقی حصہ میں آپ کا روضہ مبارکہ مرجع خلائق ہے...... آپ کا سالانہ عرس مبارک ہر سال یکم، دو رجب المرجب کو بڑی شان و شوکت اور احترام و عقیدت سے بصیر پور شریف ضلع اوکاڑہ میں منعقد ہوتا ہے......

حضرت فقیہ اعظم قدس سرہ العزیز، صاحب تصنیف عالم دین تھے، تدریسی و انتظامی مصروفیات کے باوجود آپ نے اٹھائیس تصانیف یادگار چھوڑی ہیں، جن میں فتاویٰ نوریہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے...... فقہ اسلامی کا یہ دائرۃ المعارف چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے، اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں...... علاوہ ازیں آپ نے صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ کتب پر عربی حواشی تحریر کئے......

فتنہ قادیانیت

انگریزوں نے برصغیر میں قدم جمائے تو انہوں نے مسلمانوں کو ذات رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے گہری قلبی عقیدت و محبت اور جہاد فی سبیل اللہ کے جذبے سے سرشار پایا...... انگریز اسی جذبے سے خائف تھے، وہ یہ سمجھتے تھے کہ جب تک یہ جذبہ ماند نہ پڑ جائے گا تب تک مسلمانوں پر حکومت کرنے میں کامیابی نہیں ہو سکتی...... چناں چہ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک طرف تحریک نجدیت کی متعدد صورتوں میں سرپرستی

کی تو دوسری طرف مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمانوں کی وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے تیار کیا..... مرزا قادیانی نے انگریز سے وفاداری کا حق ادا کرتے ہوئے ترکِ جہاد کا دوٹوک اعلان کیا اور کہا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور جدال

مرزا اگر دعویٰ نبوت نہ بھی کرتا، فقط جہاد کا انکار ہی اس کے کفریہ عقیدہ پر مہر تصدیق ثبت کرنے کے لئے کافی تھا..... اس ننگ انسانیت شخص نے ۱۸۸۵ء میں مجددیت کا دعویٰ کیا، ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود بن بیٹھا اور ۱۹۰۱ء میں مکمل نبوت کا دعویٰ کر کے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچائی..... اس شیطانی فتنہ کی روک تھام کی اولین کوشش کا سہرا اہل سنت و جماعت کے اکابرین کے سر سجتا ہے..... امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مسئلہ ختم نبوت اور رد مرزائیت پر تین کتابیں تصنیف کیں، بعد ازاں قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے تقریر و تحریر کے ذریعے اس کا رد بلیغ فرمایا اور مرزا کا اس کی زندگی میں اور اس کی موت کے بعد خوب گرم تعاقب جاری رکھا.....

قیام پاکستان کے بعد بھی فتنہ قادیانیت کا قلع قمع کرنے کے لئے بالخصوص علماء و مشائخ اہل سنت کی بھرپور جدوجہد جاری رہی..... ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں جملہ مکاتب فکر کے علماء و مشائخ نے فقیہ اعظم کے استاذ زادہ حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہ العزیز کی قیادت میں بھرپور حصہ لیا..... حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو حب رسول اور دینی و مسلکی غیرت حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت محدث الوریٰ رحمتہ اللہ علیہ ایسے جلیل القدر اساتذہ سے ملی تھی، چناں چہ آپ نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا..... عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور رد قادیانیت میں دلائل و براہین سے مرصع خطابات کے ذریعے علاقہ بھر میں تحریک کو

پروان چڑھایا اور دینی شعور بیدار کیا، جس کی پاداش میں حکومت وقت نے آپ کے وارنٹ گرفتاری جاری کیئے اور ۱۴/ مارچ ۱۹۵۳ء کو آپ کو، آپ کے والد ماجد حضرت مولانا ابوالنور محمد صدیق رحمتہ اللہ علیہ، تلمیذ رشید اور دارالعلوم کے صدر المدرسین حضرت مولانا ابوالضیاء باقر نوری رحمتہ اللہ علیہ اور کئی دیگر اعزہ و تلامذہ سمیت گرفتار کر کے سنٹرل جیل ساہیوال بھجوا دیا...... گرفتاری کے موقع پر جب پولیس کی گاڑی میں بٹھایا جانے لگا تو آپ نے دارالعلوم کے طلبہ کو محنت سے پڑھنے اور صبر و استقامت اور ہمت و حوصلہ کے ساتھ تحریک جاری رکھنے کی تاکید فرمائی...... اس وقت بصیر پور کے عوام کا جوش و خروش دیدنی تھا، حد نگاہ تک لوگ سڑک پر لیٹ گئے، ان کا مطالبہ تھا کہ حضرت کو رہا کیا جائے، ورنہ ہمارے جسموں کو روند کر ہی حضرت کو لے جانا ہوگا...... کئی گھنٹوں تک جاری رہنے والا یہ مظاہرہ اس وقت ختم ہوا جب حضرت نے خود باصرار لوگوں کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا......
آپ کی گرفتاری کی خبر دور دور تک پھیل گئی ...... ان دنوں ایک لائق و ہونہار طالب علم مولوی دل محمد آپ کے ہاں مدرسہ میں زیر تعلیم تھے اور آپ کی شفقت و محبت سے بے حد متاثر تھے، اتفاق سے گرفتاری کے وقت وہ چھٹی پر تھے، جب گاؤں میں انہیں یہ خبر پہنچی تو تعجب سے کہنے لگے: ''ہمارے حضرت صاحب کو گرفتار کر لیا گیا ہے، اب یہاں رہنے کا کیا کام''......

یہ کہا اور موقع پر ہی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی...... اللہ تعالیٰ اس شہید محبت کی قبر پر کروڑوں رحمتیں نچھاور فرمائے......

حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی تربیت اور عملی جدوجہد کا اثر تھا کہ آپ کے تلامذہ نے بھی اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا، چناں چہ ساہیوال میں حضرت مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ، مولانا ابوالفیض علی محمد نوری (اس وقت ساہیوال میں خطیب تھے)، مولانا صاحبزادہ غلام رسول حویلی لکھا اور دیگر تلامذہ کو ردمرزائیت کی بنا پر گرفتار کیا گیا......

جن دنوں حضرت سیدی فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کی گرفتاری عمل میں آئی، اس وقت

آپ سے دورہ حدیث شریف پڑھنے والی جماعت میں خطیب پاکستان حضرت مولانا محمد شریف نوری قصوری، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد رمضان محقق نوری اور خطیب شیریں لسان حضرت مولانا غلام حسین نوری ایسے ہونہار اور جید فضلاء شامل تھے۔ چناں چہ انہوں نے کورس کی تکمیل اور سالانہ تعطیلات کے باوجود دار العلوم میں رہ کر اپنے استاذ گرامی کے مشن کو جاری رکھا اور تحریک ختم نبوت کے لئے سرگرم عمل رہے......

حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ جیل میں بھی درس و تدریس اور تبلیغ دین میں مصروف رہے، اس دوران قاضی عیاض کی شفاء شریف اور مکتوبات امام ربانی وغیرہ بطور خاص آپ کے زیر مطالعہ رہیں......

رجب المرجب، مارچ کے مہینے میں آپ کی گرفتاری عمل میں آئی تھی، رمضان المبارک شروع ہوا تو مئی کا وسط تھا اور گرمی زوروں پر تھی، ایسے میں متعدد ایسے واقعات ظہور پذیر ہوئے جن سے پتا چلتا ہے کہ نصرت الٰہی اور تائید غیبی آپ کے شامل حال رہی ......ایسا ہی ایک واقعہ جسے جیل میں آپ کے ساتھی اور تلمیذ رشید مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ، بانی جامعہ فریدیہ ساہیوال (تب منٹگمری) نے حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے زیر مطالعہ شفاء شریف کے نسخہ کے ساتھ ملحق اضافی کاغذ پر بطور یادداشت اسی وقت تحریر کرلیا تھا:

> ''رجب اور شعبان گزار کر رمضان شریف کی ۶ رتاریخ کو بعد نماز صبح آرڈر ملا کہ ''سب اچھا'' ہونے سے پہلے سنٹر خالی کردو اور ڈی چکیاں میں چلے جاؤ...... بندہ اور مولوی غلام رسول (حویلی لکھا والے) نے ''اثاث البیت'' کو سروں پر اٹھایا، سنٹر سے ڈی تک ہجرت کی...... یہ چکیاں دیکھ کر طبیعتیں گھبرا گئیں، سخت گرمی کا موسم اور تین آدمیوں کا بالکل تھوڑی جگہ میں رات اور دن کو بند رہنا، باعث مصیبت نظر آرہا تھا...... حضرت کی طبیعت میں قدرے پریشانی آئی مگر فوراً الحمد للہ کہا اور فرمایا کہ میرا رب بڑا قادر ہے، وہ

اندر سے ہی ہوا بھیج سکتا ہے اور شملہ بنا سکتا ہے...... چناں چہ روزے کھول کر بیٹھے ہی تو دل کو چین اور سکون حاصل ہوا...... خلاف معمول حضرت کو نیند آ گئی، بندہ تھوڑی دیر پنکھا ہلاتا رہا، اتنے میں ایسی ٹھنڈی ہوا چلی کہ مجھے بھی نیند آ گئی، حالاں کہ میں دو پہر کو سو چکا تھا...... کچھ دیر کے بعد حضرت نے خود ہی فرمایا، نماز پڑھ لیں، میں نے وضو کر کے اذان پڑھی، آپ نے جماعت کرائی، نماز تراویح بھی بہت سکون سے پڑھی، بعدۂ سو گئے، سحری کے وقت تک ڈی جیل شملہ کو شرمندہ کر رہی تھی...... بجلی چمک رہی تھی، بادل گرج رہا تھا، بھینی بھینی اور ٹھنڈی ہوا کی لہریں اجسام سے ٹکرا کر نیند مسلط کر رہی تھیں اور اعضاء کو ٹھٹھرا رہی تھیں''......

عبید النور ابو النصر محمد منظور کفاہ نظرۃ النور، ڈی جیل منٹگمری

۸؍رمضان ۱۳۷۲ھ/ مئی ۱۹۵۳ء

حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے والد گرامی اور حضرت مولانا ابو الضیاء رحمتہ اللہ علیہ کو تو کچھ عرصہ بعد رہا کر دیا گیا جب کہ حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کو تین سال قید با مشقت کی سزا سنائی گئی مگر نو ماہ بعد رہا کر دیئے گئے......

۱۹۷۴ء میں جب دوبارہ تحریک ختم نبوت شروع ہوئی تو اس میں بھی حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ اور آپ کے تلامذہ نے بھرپور کردار ادا کیا...... اس موقع پر آپ نے نہ صرف یہ کہ مقامی سطح پر بلکہ صوبہ پنجاب کے متعدد مقامات پر جلسوں اور میٹنگوں میں شمولیت کی...... بصیر پور اور گرد و نواح کے مرکزی مقامات پر آپ کی سرپرستی میں ہر ہفتے ایک دو جلسے ضرور ہوتے، جن میں حضرت خود شریک ہوتے، صدارتی کلمات ارشاد فرماتے، جس سے تحریک کو تقویت ملی...... آپ ان اجتماعات میں مسئلہ ختم نبوت کی علمی انداز میں وضاحت کرتے اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور ملک و ملت کے خلاف ان کی سازشوں سے آگاہ کرتے اور فرماتے کہ منکرین ختم نبوت کافر ہی نہیں مرتد ہیں،

شریعت اسلامیہ میں ان کی سزا قتل ہے، تاہم مسلمانوں کا کم از کم مطالبہ یہ ہے کہ حکومت انہیں فی الفور ذمی قرار دے اور آئینی طور پر ان کے غیر مسلم اقلیت ہونے کا اعلان کرے......ان جلسوں میں عوام کا عظیم اجتماع ہوتا......اس اثناء میں یوں تو متعدد علماء کرام کے خطابات ہوئے مگر چند بڑے بڑے اجتماعات میں علامہ احمد علی قصوری، علامہ شبیر احمد ہاشمی، علامہ ابوالفیض علی محمد نوری، علامہ محمد عارف نوری نے تاریخی خطابات کئے......ان ایام میں راقم اور دارالعلوم حنفیہ فریدیہ میں زیر تعلیم دیگر طلبہ نے بھی علاقہ بھر کی مساجد میں ایک طے شدہ پروگرام کے تحت خطابات کئے اور تحریک کے حق میں فضا سازگار بنانے کی مقدور بھر کوشش کی......

ابوالنصر صاحب موصوف اپنے مشاہدات کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

''مجھے نو دس ماہ تک جیل کی تنہائیوں میں حضرت فقیہ اعظم کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا، میں نے آپ کو انتہائی صاحب استقامت عظیم بزرگ پایا، مجھے وہ وقت یاد ہے جب لوگوں نے اصرار کیا کہ بہت سے علماء ضمانتوں پر رہا ہو رہے ہیں، آپ بھی ضمانت کرا لیں، تو مجھے اچھی طرح یاد ہے، آپ فرمایا کرتے، ہرگز نہیں، جو ہوگا دیکھیں گے، اگر سزا ہوئی تو پامردی کے ساتھ سزا بھگتیں گے مگر ضمانت پر نہیں جاؤں گا......

ایسی ہی صاحب استقامت لوگوں کے لئے خلاق کائنات کا فرمان ہے:

تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ ...... (فصلت: ۳۰)

وہ جیل کی کوٹھڑی میں ہو یا گھر میں بیٹھا ہو، ان پر فرشتوں کا نزول ہوتا رہتا ہے......

جب آپ کو سزا سنائی گئی اور کھدر کا قیدیوں والا مخصوص لباس پہنا دیا گیا، اس حال میں بھی آپ پر مکمل اطمینان کی کیفیت تھی......بلاشبہ آپ عظیم صاحب استقامت بزرگ، جلیل القدر محدث اور جلیل القدر اولیاء کرام کی صف اول

کے ولی کامل تھے......

(خطاب بر موقع چہلم حضرت سیدی فقیہ اعظم، مورخہ ۱۹ر مئی ۱۹۸۳ء)

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی کے سیاست میں آنے سے بہت پہلے حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے عقیدت و محبت بھرے تعلقات تھے، اس تحریک میں بھی وہ حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے رہنمائی لیتے رہے......قومی اسمبلی میں ان کی پیش کردہ قرارداد کی حضرت فقیہ اعظم رحمتہ اللہ علیہ بھرپور حمایت کا اعلان کرتے رہے، بالآخر یہ تحریک کامیابی سے ہم کنار ہوئی......

اس تحریک میں آپ کے متعدد تلامذہ نے حصہ لیا، جن میں مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ ساہیوال، مولانا ابوالفیض علی محمد نوری وہاڑی، حضرت مولانا ابوالضیاء محمد باقر نوری، حضرت علامہ ابوالفضل محمد نصر اللہ نوری بصیر پور، مولانا غلام حسین نوری ساہیوال، مولانا زید احمد نوری میاں چنوں، مولانا عبدالعزیز نوری حویلی لکھا، مولانا خواجہ غلام حسین سدیدی، مولانا قاری عبدالستار نوری دیپال پور، مولانا محمد محسن قصوری بہاول نگر، مولانا محمد منشاء تابش قصوری منڈی مرید کے، ڈاکٹر مفتی محمد ضیاء الحبیب صابری، مولانا محمد شریف بدر، مولانا صابر علی وٹو نوری لاہور، مولانا منظور احمد نوری قصور، مولانا حافظ نذیر احمد نوری گوجرانوالہ، مولانا محمد یار گوہر کراچی، علامہ شبیر احمد ہاشمی اور علامہ احمد علی قصوری وغیرہ علماء کرام کے اسماء گرامی بطور خاص قابل ذکر ہیں......مؤخر الذکر دونوں حضرات تو نہایت ہی سرگرم عمل رہے اور تحریک کی کامیابی کے لئے ملک کے طول و عرض میں تبلیغی دورے کرتے رہے......ان پر کئی مقدمات بنے، لاہور، میاں والی، ملتان کی جیلوں میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں......

❀❀❀

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور

خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ

از: ابوالبلال محمد سیف علی سیالوی

مجاہد اعظم، سرتاج الاولیاء گلشن پیر سیال کے مہکتے ہوئے پھول، وارثِ علوم رسول حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان نفوسِ قدسیہ میں ہوتا ہے، جو علم وعمل، فقر و درویشی، حق وصداقت اور اُمت مسلمہ کے ناخدا گزرے ہیں۔ حضور مجاہد اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ الرحمتہ ۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۰۴ھ بمطابق ۹ر جون ۱۸۸۷ء بروز جمعتہ المبارک بعد طلوعِ آفتاب عالم اسلام کے عظیم روحانی مرکز سیال شریف ضلع سرگودھا میں اشرف الاولیاء خواجہ محمد دین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ کے گھر میں پیدا ہوئے۔ تاریخی نام منظورِ حق ہے۔ آپ کو بچپن ہی سے علوم اسلامیہ کا بے حد شوق تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد ممتاز فاضل سے علم دین کی تکمیل کی۔ ۲ر رجب المرجب ۱۳۲۷ھ کو اشرف الاولیاء خواجہ محمد دین سیالوی رضی اللہ عنہ انتقال فرما گئے۔ تو آپ باقاعدہ طور پر سجادہ نشین بنے اور (۲۱) برس آپ نے سجادگی کے فرائض بڑی عمدگی سے ادا فرمائے۔

حسن وجمال:

حضرت مجاہد اعظم خواجہ حافظ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ رحمتہ القوی قد وقامت، حسن وجمال اور صورت وسیرت میں بے مثال تھے۔ ایک انگریز لکھتا ہے کہ پنجاب میں،

میں نے دو جوان خوبصورت دیکھے ہیں۔ بن داڑھی والوں میں ملک خضر حیات ٹوانہ اور داڑھی والوں میں حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سجادہ نشین سیال شریف۔

آپ نہ صرف قرآن کریم کے حافظ تھے، بلکہ بائبل پر بھی مکمل عبور رکھتے تھے۔ مطالعہ کتب سے اس قدر لگاؤ کہ اکثر و بیشتر شام کا کھانا رات کے دو تین بجے تناول فرماتے تھے۔ ملک اور بیرون ملک سے دینی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ منگوا کر کتب خانہ میں خاصی توسیع کی۔

دینی علوم کی اشاعت کے لئے آپ کی کوششیں ہمیشہ عروج پر رہیں۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۱۳۲۹ھ میں قادیانیت کے رد میں ایک مستقل کتاب ''معیار المسیح'' تصنیف فرمائی۔ معیار المسیح کے چند اقتباسات آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں جس سے آپ کو حضرت مجاہد اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ختم نبوت پر علمی خدمات کا پتہ چلے گا۔

صفحہ ۲۵ پر حضرت ثالث غریب نواز خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ ''ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر'' نقل فرمانے کے بعد راقم ہیں کہ یہ آیت چار دفعہ اللہ تعالیٰ عز و جل نے سورہ قمر میں بیان فرمائی ہے۔ مناسب ہے کہ آپ اس سے نصیحت پکڑیں اور کاذب مسیح سے پرہیز کریں کہ ان کی طرح اور بھی پہلے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر چکے ہیں اور کئی بعد میں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی خبر فرما دی ہے۔ مثلاً ابن صیاد اور مسیلمہ کذاب وغیرہ وغیرہ۔

عن ابی ھریرہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقوم الساعۃ حتی یبعث کذابون دجالون قریب من ثلاثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ قائم نہ ہوگی قیامت یہاں تک کہ اُٹھائے جائیں گے جھوٹے مکار
تقریباً تیس تک ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے یعنی ہر ایک نبوت کا
دعویٰ کرے گا۔

اور بہت سے ہو گزرے ہیں۔ ان میں سے شہروں میں اور ناکامیاب و ہلاک کیا اللہ عزوجل نے ان کو اور اسی طرح کرے گا۔ باقی مدعیوں کے ساتھ اور دجال خارج ہے۔ اس گنتی سے کہ وہ دعویٰ الوہیت کا کرے گا۔

صفحہ ۲۷ پر حضور ثالث غریب نواز خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ رحمتہ القوی حضرت سیّدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک روایت درج فرماتے ہیں کہ:

اتبعوا السواد الاعظم فانه من شذشذ فی النار ۔

''حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تابعداری کرو بڑی
جماعت کی اس لئے کہ جو شخص اکیلا ہوا اسے آگ میں ڈالا جائے گا۔''

متذکرہ فرمان مصطفوی صلی اللہ علیک وسلم رقم کرنے کے بعد حضور ثالث غریب نواز مرزا قادیانی کی دھجیاں بکھیرتے ہیں۔

پس جو شخص سوادِ اعظم کی اتباع چھوڑ کر اپنی رائے سے قرآنِ مجید کے الفاظ میں تاویلیں کرے وہ ایسی حدیثوں کا مصداق ہوگا۔ اگر برخلاف اجماع اُمت مرحومہ کے جو آپ نے قمر سے مراد لی ہے، وہ مانی بھی جائے تو بھی کیا وجہ ہے کہ اس سے خاص مرزا صاحب ہی مراد لئے جائیں اور عموماً خلفائے راشدین و اولیاء المکرّمین کیوں نہ لئے جائیں اور یہ جو آپ نے بیان کیا ہے کہ قمر شمس کے تابع ہوتا ہے اور شمس سے نور حاصل کر کے اوروں کو مستفید کرتا ہے۔ کیا یہ وصف ان خلفاء عظام و اولیاء کرام میں جن کے الہامات و کرامات اظہر من الشّمس ہیں، موجود نہ تھے۔ یاد کیجئے کہ گروہ کے گروہ مشرکین و یہود و نصاریٰ ان کے ہاتھ سے اسلام لائے ہیں اور ظاہری و باطنی فیوض سے فیض یاب ہوئے ہیں۔ آپ ہی بتلائیں کہ مرزا قادیانی کی دعوت سے کتنے مشرک یا یہود و نصاریٰ

اسلام لائے اور دینی فیض پایا۔ پھر بڑا تعجب ہے کہ ایک چودھویں صدی کا آدمی قمر بنا۔ حضرت قمر تو ہمیشہ شمس کے تابع ہوتا ہے نہ کہ (۱۳۰۰) تیرا سو سال بعد قمر تو قیامت تک شمس کا تباع رہے گا۔ آپ کا بنایا ہوا قمر تو خاک میں مل گیا۔ ایسی کچی تاویلوں سے کام ہرگز نہیں نکلتا یہ صرف خبط اور پگلہ پن ہے۔

صفحہ ۳۸ پر حضرت سیّدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے تعارف حسب ونسب اور فضائل و خصائل پر تین حدیثیں نقل کرنے کے بعد، مہدویت و نبوت کے جھوٹے دعویٰ دار قادیانی شیطانی کا پول یوں کھولتے ہیں کہ:

پس ان احادیث سے صاف معلوم ہوا کہ امام مہدی سید ہوگا اور اس کا نام محمد ہوگا اور اس کے والد کا نام عبداللہ، پس اس سے بخوبی واضح ہوا کہ امام مہدی نہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں، نہ غلام احمد قادیانی، بلکہ یہ ایک علیحدہ شخصیت ہے۔ باقی رہی حدیث **لامھدی الاعیسیٰ علیہ السلام** جس پر آپ کا بڑا زور ہے اول تو یہ حدیث ضعیف ہے۔ نقادان حدیث حدیث مثل محمد ابن جزری وغیرہ ہم نے اس کی تضعیف کی ہے۔ پس آیات واحادیث صحیحہ کا کس طرح مقابلہ کر سکتے ہو۔ شیخ محمد اکرم صابری نے اس حدیث کو اپنی کتاب اقتباس الانوار میں کلامِ محذوف پر حمل فرمایا ہے۔ یعنی **لا مھدی بعد المھدی المشھور الذی مومن اولاد محمد و علی علیھم السلام الاعیسیٰ** بلکہ مرزا صاحب کے ایک شعر سے بھی ان کا دو ہونا ثابت ہے۔

مہدی وقت و عیسیٰ دوراں
ہر دور اشہسوارِ می بنیم

شاید آپ پھر اس عقیدہ سے پھر گئے ہوں، جیسا کہ پہلے عیسائیوں کو دجال اور ریل دابۃ الارض بنا کر آفر عیسائیوں کو یاجون ماجون طاعون کو دابۃ الارض قرار دیا ہے۔ افسوس ایسے نامعقول اعتقاد پر اور جو لکھا ہے۔ جب حدیثوں کی تطبیق نہ ہو یہ جاہلی ہے۔ صاحب! آپ تطبیق معنی جانتے ہو۔ لفظ کی کتابت تو اصل رسالہ میں تطبیق بہ حرف

تا لکھتے ہو۔ معنی بھی ویسی ہی جانتے ہوں گے۔ سنئے اصولیین کا قاعدہ ہے کہ جب دو حدیثیں آپس میں متعارض ہوں تو پہلے ان کی تاریخ معلوم کی جاتی ہے۔ اگر یقیناً معلوم ہو جائے کہ یہ اول فرمائی ہے تو اول کو منسوخ ثانی کو ناسخ قرار دیا جاتا ہے اور عمل آخری پر ہوتا ہے۔ قوی پر عمل ہوتا ہے اور ضعف کو چھوڑا جاتا ہے، جیسا کہ مانحن فیہ ۔ اگر قوت وضعف میں دونوں برابر ہوں تو پھر بموجب کلیہ از تعارضا تساقطا۔ دونوں کو چھوڑ کر قول صحابہ واجماع کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ پس یہ کلیہ ہمارا مددگار اور آپ کو جھٹلا رہا ہے۔ بالغرض لا مہدی الا عیسیٰ کو اگر صحیح بھی مانا جائے تو پھر بھی مرزا صاحب کو مفید نہیں۔

مرزا اپنی پیشین گوئی کے آئینہ میں:

حضور مجاہد اعظم خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ رحمتہ القوی معیار المسیح کے صفحہ ۲۴ پر راقم ہیں کہ ۵ رجون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ پر مرزا قادیانی نے اپنے حریف مقابل مسٹر آتھم کی نسبت یہ پیشین گوئی دی تھی، جس کے اصل الفاظ یہ ہیں، آج رات کو مجھ پر کھلا ہے کہ میں نے بہت تفرع اور ابتہال سے جنابِ الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر کہ ہم عاجز بندے ہیں۔ تیرے تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے۔ تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے، وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے، اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظہور میں آئے گی۔ بعض اندھے سوجاکھے (بینا) کئے جاویں گے اور لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸) پھر فرماتے ہیں۔ میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے آنے کا اتفاق پڑا۔ معمولی

بخشیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے سزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے، روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور اللہ عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ (جنگ مقدس)

مرزا لعین کی اس پیشین گوئی پر اب حضور مجاہد اعظم علیہ الرحمتہ کا تبصرہ ملاحظہ فرمائیے۔ آپ ناقل ہیں کہ اس پیشین گوئی کا مضمون بالکل صاف ہے۔ یعنی ڈپٹی آتھم جس نے مسیح کو خدا بنایا ہوا ہے۔ اگر مرزا جی کی طرح موحد و مسلم نہ ہوا تو عرصہ پندرہ ماہ میں مر جائے گا۔ اور ہاویہ میں گرایا جاوے گا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔ اسلام اگرچہ اپنی حقیقت میں ایسے مکاشفات کا محتاج نہیں۔ تاہم مرزا جی نے مخالفین سے اسلام پر دھبہ لگوایا۔ اس پیشین گوئی کے متعلق مرزا جی نے جو حیرت انگیز چالاکیاں کی ہیں۔ ان کی تردید اس پیشین گوئی کے الفاظ ہی سے ظاہر ہے۔ پس اسلام کا خدا خود حافظ ہے اور خود ہی اس کی حقیقت مخالفین کو ہر زمانے میں لاجواب کر رہی ہے اور کرے گی۔ قادیانی صاحب نے جو بصورت دوست مگر بعض اسلام کے دشمن تھے۔ جہالت کی وجہ سے اسلام کی بیخ کنی کر دی تھی۔ مگر الحمد للہ کہ علمائے اسلام نے اس کا تدارک کر لیا۔ سعدی علیہ الرحمتہ نے سچ کہا ہے۔

ترا اژدھا گر بود یارِ غار
ازاں بہ کہ جاہل بود غمگسار

ناظرین ذی احتشام۔ یہ چند اقتباسات آپ کی نظر کئے ورنہ کتاب معیار المسیح

مصنفہ حضرت خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی علیہ رحمتہ القوی کی ایک ایک سطر سے عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور مرزا قادیانی کا ردو ابطال مظہر من الشمس ہے۔

آخر ۲۱ رمحرم الحرام ۱۳۴۸ھ بروز جمعتہ المبارک ۲ بجے دن آپ نے حیات طیبہ کا جام نوش فرماتے ہوئے سفر آخرت فرمایا۔ رحمتہ اللہ علیہ

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

اور

جہاں میں اہل ایمان صورت خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

ابوذہیب محمد ظفر علی سیالوی غفرلہ

کی چند دیگر تصانیف